

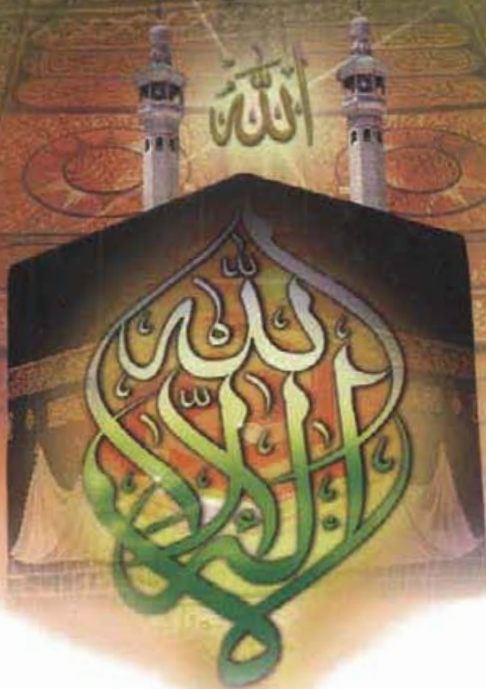
وجود باری تعالیٰ کا اثبات، کلمہ کا مفہوم، شروط اور تقاضے،  
اثبات عقیدہ توحید، مذمت و ردِ شرک اور متفرق مسائل

احکام و مسائل سیرہ

2

کتاب التوحید و الشریک

# توحید و شرک کے احکام و مسائل



تالیف و تخریج:

مافظ عمران ایوب الہوری

ترتیب و افادہ:

علامہ ناصر الدین البانی

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

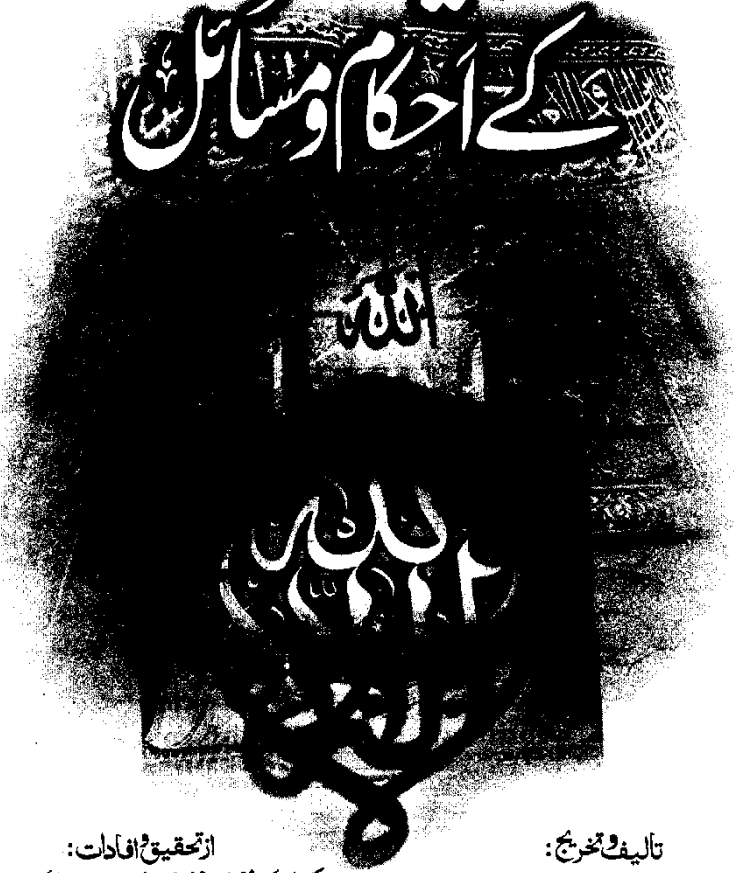
احکام و مسائل سیریز

2

کتاب التوحید و الشِّرک

وجودِ باری تعالیٰ کا اثبات، کلمہ کا مفہوم، شروط اور تقاضے،  
اثبات عقیدہ توحید، مذمت و ردِ شرک اور متفرق مسائل

# توحید و شرک کے احکام و مسائل



از تحقیق افادات:  
علامہ فاضل الدین البانی رحمہ اللہ

تالیف و تخریج:  
ماہظ عمران ایوب لاہوری رحمہ اللہ



## فقہ الحدیث پیلیکیشنز

تفہیم کتابی و سنتی کا تحقیقی و طباعتی ادارہ

جملہ حقوق بحق فقہ اسلامیہ پبلیکیشنز محفوظ ہیں



## COPY RIGHT

( All rights reserved )

Exclusive rights by **Fiqh-ul-Hadith Publications**  
**Lahore Pakistan**. No part of this publication may be  
translated, reproduced, distributed in any form or by  
any means or stored in a data base retrieval system,  
without the prior written permission of the publisher.

تاریخ اشاعت \_\_\_\_\_ دسمبر 2009ء  
مطبوعہ \_\_\_\_\_ آصف یسین پرنٹرز لاہور

ناشر

فقہ اسلامیہ پبلیکیشنز  
لاہور - پاکستان

**Phone: 0300-4206199**

**E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com**

**website: www.fiqhulhadith.com**

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ  
حق سٹریٹ آؤڈو بازار لاہور

**Phone: 042-7321865**

**E-mail: nomania2000@hotmail.com**

**website: www.nomanibooks.com**

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

WWW.KITABOSUNNAT.COM

## پیش لفظ

عقیدہ توحید ہی نجات کی شاہ کلید ہے۔ روز قیامت اگر اللہ چاہے گا تو ہر گناہ معاف فرما دے گا لیکن شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ یہی باعث ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام عقیدہ توحید کی دعوت لے کر مبعوث ہوئے۔ خاتم النبیین محمد ﷺ نے بھی ساری زندگی توحید کا پرچار کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام کا اولین رکن اور اولین دعوت توحید ہی ہے۔ توحید کے منکر کے خلاف دنیا میں جنگ کی جائے گی اور آخرت میں وہ ابدی جہنمی ٹھہرے گا۔ توحید ہی وہ عقیدہ ہے جس کے لیے بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے تپتی ریت پر لیٹنا گوارا کر لیا، سہمہ رضی اللہ عنہا نے شہادت کا جام پی لیا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر اور پر آسائش زندگی چھوڑ دی۔ توحید کی خاطر ہی اسلام اور کفر کے باہم مسلح تصادم ہوئے، غزوات لڑے گئے، خون بہایا گیا، ہجرت کی گئی، مال و جان اور اعزاء و اقرباء کی قربانیاں پیش کی گئیں۔

اُمت اسلامیہ کو شرک سے بچانے کے لیے نبی ﷺ نے نہ صرف شرک کی مذمت بیان کی بلکہ ان اسباب و ذرائع کا بھی اسناد فرمایا جو کسی بھی طرح سے شرک کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ توحید کی اس قدر اہمیت اور شرک کی مذمت و روک تھام کے باوجود آج ہم دیکھتے ہیں کہ امت کی اکثریت شرک میں مبتلا ہے۔ ایک اللہ کو چھوڑ کر مصائب و مشکلات میں یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث اعظم، امداد کن یا شیخ عبدالقادر کے نعرے و رد زبان ہیں۔ اصحاب القبور اور فوت شدگان کو مدد کے لیے پکارا جا رہا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کئے جا رہے ہیں، نیاز دی جا رہی ہیں۔ نجومیوں اور کاہنوں سے قسمت کا حال دریافت کیا جا رہا ہے۔ اولیاء کرام کو سفارشی سمجھ کر ان کا وسیلہ پکڑا جا رہا ہے۔ مزاروں پر عرسوں اور میلوں کا انعقاد اور وہاں چڑھاؤ کرنا، کھانا تقسیم کرنا، عبادت کرنا، دعائیں کرنا اور سرکاری سطح پر ان کاموں کی پذیرائی، سب اسباب و ذرائع شرک ہیں۔



ہمارے علم کے مطابق شرک کی درج بالا اور دیگر مروجہ صورتوں کا بنیادی سبب دین سے جہالت ہے۔ یعنی دنیا کا تو بہت علم ہے۔ فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، انگلش، ریاضی، میڈیکل سائنس، انجینئرنگ اور دیگر دنیوی علوم و فنون میں تو مہارت ہے مگر دینیات، عقائد و ایمانیات اور توحید و شرک کا علم ہی نہیں کہ جس پر نجات کا انحصار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بت شکن نہیں بلکہ تہذیب حاضر کے نئے نئے صنم تراشنے والے لوگ سامنے آرہے ہیں۔

اگرچہ جدید تعلیم دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے لیکن عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دین کی بنیادی تعلیمات جیسے توحید و شرک کی معرفت، اقسام، احکام اور دیگر تفصیلات سے بھی مکمل آگاہی حاصل کی جائے تاکہ انسان اللہ کا سچا موحد بندہ بن کر روزِ قیامت فلاح پا سکے۔ پیش نظر کتاب میں توحید و شرک کی انہی اہم معلومات کو یکجا کیا گیا ہے اور اسی بنیادی ضرورت کے تحت اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے اور اسے اہل اسلام کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین!)

”وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“

کتبہ

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ : نومبر 2009ء، بمطابق : ذوالحجہ 1430ھ

فون : 0300-4206199

ای میل : hfzimran\_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ : www.fiqhulhadith.com

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
-----------	---------

17 ..... چند ضروری اصطلاحات

## مقدمہ

20 ..... وجود باری تعالیٰ کا اثبات

20 ..... فطری دلائل

21 ..... شرعی دلائل

21 ..... عقلی دلائل

21 ..... حسی دلائل

21 ..... ساری کائنات اللہ کے وجود کی گواہ

24 ..... خود انسانی وجود اللہ کے وجود کا گواہ

26 ..... اللہ کے وجود کی گواہی ایک خلا باز کی زبانی

26 ..... ایک باطل نظریہ (نظریہ ارتقاء) اور اس کی تردید

28 ..... اللہ کا وجود ہے تو نظریوں نہیں آتا؟

28 ..... اگر اللہ موجود ہے تو اللہ کو جو بخشنے والا کون ہے؟

29 ..... مختلف مذاہب میں خدا کا تصور

29 ..... ہندومت

29 ..... بدھ مت

29 ..... سکھ مذہب

30 ..... پارسی مذہب

30 ..... یہودیت و عیسائیت

31 ..... مشرکین مکہ

- 31 ..... اسلام میں خدا کا تصور
- 33 ..... چند باطل عقائد و نظریات
- 33 ..... عقیدہ وحدۃ الوجود
- 33 ..... عقیدہ وحدۃ الشہود
- 33 ..... عقیدہ حلول و اتحاد
- 34 ..... ان عقائد کے اثبات کے لیے ایک باطل تاویل
- 34 ..... ان عقائد کی بنیاد چند باطل روایات
- 35 ..... کلمہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم ، تقاضا اور شروط
- 35 ..... کلمہ کا مفہوم
- 35 ..... مشرکین کما اور کلمہ کا مفہوم
- 36 ..... کلمے کا تقاضا
- 37 ..... کلمے کی شروط
- 37 ..... روز ازل سے عقیدہ توحید کا عہد
- 37 ..... آیت کریمہ
- 38 ..... تفسیر بالحدیث
- 38 ..... یہ عہد ہمیں یاد کیوں نہیں؟
- 39 ..... شرک کا آغاز
- 39 ..... شرک کا آغاز قوم نوح سے ہوا
- 40 ..... امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 40 ..... امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 41 ..... شرک کی تردید
- 41 ..... انبیاء کرام علیہم السلام
- 42 ..... محمد رسول اللہ ﷺ
- 44 ..... روشرک اور ہمارا فریضہ

## توحید کی پہچان کا بیان



- 47 ..... توحید کا مفہوم
- 47 ..... توحید کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے
- 48 ..... توحید کی پہچان کا فائدہ

## توحید کی فضیلت کا بیان



- 49 ..... خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا جنت میں داخل ہوگا
- 49 ..... کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے پر جہنم حرام ہے
- 50 ..... توحید پر فوت ہونے والا جنت میں جائے گا
- 50 ..... توحید کا اقرار کرنے والے کو روز قیامت نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی
- 51 ..... کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا بالآخر جہنم سے نکال لیا جائے گا
- 51 ..... کلمہ توحید کا اقرار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنے گا
- 53 ..... کلمہ توحید کا اقرار مال و جان کی حرمت کا ذریعہ ہے
- 53 ..... کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا منع ہے
- 53 ..... کلمہ توحید وزن میں بہت بھاری ہے
- 54 ..... کلمہ توحید افضل ترین ذکر ہے
- 54 ..... سوموار اور جمعرات کو ہر موجد کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں

## توحید کی اہمیت کا بیان



- 55 ..... عقیدہ توحید انسانی فطرت میں شامل ہے
- 55 ..... تمام انبیاء عقیدہ توحید کی دعوت لے کر مبعوث ہوئے
- 57 ..... کسی نبی نے بھی عقیدہ توحید کے خلاف دعوت نہیں دی
- 58 ..... عقیدہ توحید پر اللہ تعالیٰ خود شاہد ہے
- 58 ..... عقیدہ توحید ہی امن و سلامتی کا ضامن ہے



- 58 قرآن کریم میں جگہ جگہ عقیدہ توحید کا بیان ہے
- 59 اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں لوگوں کو عقیدہ توحید کی دعوت دی ہے
- 61 کلمہ توحید کا اقرار ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے
- 62 کلمہ توحید اسلام کا اولین رکن ہے
- 62 کلمہ توحید ہی اسلام کی اولین دعوت ہے
- 62 عقیدہ توحید کے منکر کے خلاف حکومت وقت کو جنگ کا حکم ہے
- 63 عقیدہ توحید کے منکر کو روز قیامت کوئی عمل نفع نہیں دے گا
- 63 عقیدہ توحید کے منکر کو موت کے بعد کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے گا
- 63 عقیدہ توحید کے منکر کے لیے نبی ﷺ کی قرابت داری بھی سودمند نہیں
- 64 عقیدہ توحید کا منکر ابدی جہنمی ہے

### توحید کی اقسام کا بیان

4

- 65 توحید ربوبیت
- 65 توحید ربوبیت کا مفہوم
- 65 اثبات توحید ربوبیت کے دلائل
- 65 اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے
- 67 انسانوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے
- 69 اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے کچھ بنایا ہے تو دکھاؤ
- 69 اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مکھی بھی نہیں بنا سکتا
- 69 اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے
- 70 اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں
- 71 اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے
- 71 اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے
- 72 جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے

- 73 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی رزق میں تنگی اور کشادگی کرتا ہے
- 73 ..... ✦ ✦ رزق میں کمی بیشی کی حکمت
- 73 ..... ✦ ✦ حلال رزق کھانے اور اللہ کا شکر کرنے کی ترغیب
- 74 ..... ✦ ✦ متقی و پرہیزگار سے اللہ تعالیٰ نے خصوصی رزق کا وعدہ فرمایا ہے
- 74 ..... ✦ ✦ ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہی پاس ہیں، لہذا اسی سے مانگو
- 75 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی ہر وقت اور ہر جگہ بندوں کی پکار سنتا ہے
- 75 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو ہر شر اور شیطانی وساوس سے بچاتا ہے
- 76 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) دیتا ہے
- 77 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے
- 77 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے
- 78 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی نیکی کی توفیق دیتا ہے
- 78 ..... ✦ ✦ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے
- 79 ..... ✦ ✦ عطا کرنے اور روکنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہی ہے
- 80 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی کارساز (بگڑی بنانے والا) ہے
- 80 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی دوست اور مددگار ہے
- 80 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی قادرِ مطلق ہے
- 81 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی محتارِ کل اور شہنشاہ ہے
- 81 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی جو چاہے وہی کر سکتا ہے
- 82 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی حی (ہمیشہ زندہ) اور قیوم (قائم رہنے والا) ہے
- 82 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا مدبر الامور ہے
- 83 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی دلوں کو پھیرنے والا ہے
- 84 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ ہے
- 84 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی رد کرنے والا نہیں
- 85 ..... ✦ ✦ شریعت سازی کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

- 86 ..... ✦ ✦ بخشش اور معافی کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہی ہے
- 87 ..... ✦ ✦ زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے
- 88 ..... ✦ ✦ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہی سب کو دوبارہ زندہ کرے گا
- 89 ..... ✦ ✦ روز قیامت شفاعت قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا
- 90 ..... ✦ ✦ روز قیامت جزا یا سزا کا اختیار بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا
- 91 ..... ✦ ✦ مشرکین مکہ اور تو حید ربو بیت
- 95 ..... ✦ ✦ **توحید الوہیت**
- 95 ..... ✦ ✦ توحید الوہیت کا مفہوم
- 95 ..... ✦ ✦ معنی و مفہوم
- 95 ..... ✦ ✦ توحید الوہیت ہی اصل توحید ہے
- 95 ..... ✦ ✦ توحید الوہیت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے
- 96 ..... ✦ ✦ عبادت کا مفہوم
- 97 ..... ✦ ✦ عبادت کے بنیادی ارکان
- 98 ..... ✦ ✦ عبادت کی انواع و اقسام
- 98 ..... ✦ ✦ اثبات توحید الوہیت کے دلائل
- 98 ..... ✦ ✦ عبادت صرف اللہ ہی کے لیے بجالانی چاہیے
- 99 ..... ✦ ✦ عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ ہی کے لیے خاص کرنی چاہئیں
- 100 ..... ✦ ✦ دعا صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے
- 103 ..... ✦ ✦ پناہ صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے
- 103 ..... ✦ ✦ مدد صرف اللہ ہی سے طلب کرنی چاہیے
- 104 ..... ✦ ✦ فریاد صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے
- 104 ..... ✦ ✦ گناہوں کی معافی کے لیے صرف اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے
- 105 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے
- 106 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر خوف پر غالب ہونا چاہیے

- 107 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ سے ہی ہر خیر و بھلائی کی امید وابستہ کرنی چاہیے
- 109 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ پر ہی کامل توکل و بھروسہ کرنا چاہیے
- 109 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو ہر ایک کی خوشنودی پر غالب رکھنا چاہیے
- 110 ..... ✦ ✦ خشوع و خضوع صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے
- 110 ..... ✦ ✦ نماز کی طرح کا قیام صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے
- 111 ..... ✦ ✦ رکوع و سجدہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے
- 112 ..... ✦ ✦ طواف و اعتکاف صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے
- 113 ..... ✦ ✦ حج و عمرہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے
- 113 ..... ✦ ✦ روزہ صرف اللہ ہی کے لیے رکھنا چاہیے
- 114 ..... ✦ ✦ قربانی صرف اللہ ہی کے لیے کرنی چاہیے
- 115 ..... ✦ ✦ نذر و نیاز اور چڑھاوا صرف اللہ کے نام کا ہی دینا چاہیے
- 116 ..... ✦ ✦ **توحید اسماء و صفات**
- 116 ..... ✦ ✦ توحید اسماء و صفات کا مفہوم
- 116 ..... ✦ ✦ اسماء و صفات پر ایمان لانے کا طریقہ
- 116 ..... ✦ ✦ اسماء و صفات کے متعلق چند بنیادی اصول
- 116 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسنیٰ اور تمام صفات علیا ہیں
- 117 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات توقیفی ہیں
- 117 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا معنی معلوم جبکہ کیفیت مجہول ہے
- 118 ..... ✦ ✦ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کی مانند نہیں
- 118 ..... ✦ ✦ چند اسماء و صفات اور ان کے دلائل
- 119 ..... ✦ ✦ رب، رحمن اور رحیم
- 119 ..... ✦ ✦ حی، قیوم
- 120 ..... ✦ ✦ غنی، حمید، مجید
- 120 ..... ✦ ✦ حلیم، غفور



- 120 ..... احد، صمد ..... ❖ ❖
- 121 ..... اول، آخر، ظاہر، باطن ..... ❖ ❖
- 121 ..... حکیم، خبیر ..... ❖ ❖
- 121 ..... قدرۃ ..... ❖ ❖
- 121 ..... ارادہ ..... ❖ ❖
- 122 ..... کلام ..... ❖ ❖
- 122 ..... محبت ..... ❖ ❖
- 122 ..... رضا مندی ..... ❖ ❖
- 122 ..... ہنسنا ..... ❖ ❖
- 123 ..... لعنت کرنا ..... ❖ ❖
- 123 ..... غضب ..... ❖ ❖
- 123 ..... علم ..... ❖ ❖
- 125 ..... چہرہ ..... ❖ ❖
- 125 ..... دو ہاتھ ..... ❖ ❖
- 125 ..... آنکھیں ..... ❖ ❖
- 125 ..... پنڈلی ..... ❖ ❖
- 126 ..... قدم ..... ❖ ❖
- 126 ..... عرش پر مستوی ہونا ..... ❖ ❖
- 126 ..... اترنا ..... ❖ ❖
- 126 ..... آنا ..... ❖ ❖
- 127 ..... رویت باری تعالیٰ ..... ❖ ❖

شُرک کی پہچان کا بیان

5



- 128 ..... شرک کا مفہوم ..... ❖ ❖

- 129 ..... ❖ شرک کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے
- 129 ..... ❖ شرکی پہچان حاصل کرنا سنت صحابہ ہے

### شرک کی مذمت کا بیان

6

- 130 ..... ❖ اللہ تعالیٰ شرک ہرگز معاف نہیں فرمائے گا
- 130 ..... ❖ شرک سب سے بڑا ظلم ہے
- 130 ..... ❖ شرک اعمال کے ضیاع کا باعث ہے
- 131 ..... ❖ مشرکوں کے خلاف جنگ کا حکم ہے
- 131 ..... ❖ مشرک آسمان سے گرنے والے کی مانند ہے
- 131 ..... ❖ مشرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں
- 132 ..... ❖ مشرک کی قبر پر اسے آگ کی بشارت دینی چاہیے
- 132 ..... ❖ شرک سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے
- 132 ..... ❖ شرک ہلاک کرنے والا گناہ ہے
- 132 ..... ❖ شرک اللہ کو گالی دینے کے مترادف ہے
- 133 ..... ❖ شرک اللہ کو اذیت دینے والا گناہ ہے
- 133 ..... ❖ مشرک کو کسی نبی کی قرابت داری بھی فائدہ نہیں دے گی
- 134 ..... ❖ مشرکوں کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی
- 134 ..... ❖ روزِ قیامت مشرکوں کو تو حید کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا
- 134 ..... ❖ روزِ قیامت مشرکوں کو ساری زمین کی دولت کا فدیہ بھی نفع نہیں دے گا
- 135 ..... ❖ روزِ قیامت مشرکوں کے معبود انہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے
- 136 ..... ❖ روزِ قیامت مشرکوں کو جہنم کی راہ پر ڈال دیا جائے گا
- 136 ..... ❖ مشرک پر جنت حرام ہے اور وہ ابدی جہنمی ہے
- 137 ..... ❖ حقیقت وہ مذمتِ شرک سے متعلقہ چند قرآنی امثلہ

## شرك سے بچنے کا بیان

7

- 139 ..... شرک سے بچو کیونکہ شرک سے بچنے کا حکم ہے
- 139 ..... شرک سے بچو کیونکہ اخلاص اپنانا واجب ہے
- 140 ..... شرک سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے
- 140 ..... شرک سے بچو کیونکہ فطرت کا یہی تقاضا ہے
- 140 ..... شرک سے بچو کیونکہ یہ شیاطین کے حکم کی اطاعت ہے
- 141 ..... شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے
- 141 ..... شرک سے بچو خواہ والدین یا بزرگ اس کا حکم دیں
- 141 ..... شرک سے بچو خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے
- 141 ..... مشرکوں کے ساتھ دوستی و قریبی تعلق سے بھی بچو

## شرك کی اقسام کا بیان

8

- 143 ..... شرک اکبر
- 143 ..... شرک دعا
- 143 ..... شرک نیت و ارادہ
- 143 ..... شرک اطاعت
- 144 ..... شرک محبت
- 144 ..... شرک اصغر
- 144 ..... غیر اللہ کی قسم اٹھانا
- 145 ..... یوں کہنا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں
- 145 ..... خود کو شہنشاہ کہنا
- 145 ..... ناموں میں غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا
- 145 ..... آقا کے لیے لفظ رب اور غلام و نوکر کے لیے لفظ عبد کا استعمال

- 146 ..... ❖ یہ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ❖
- 146 ..... ❖ حالات و واقعات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا ❖
- 146 ..... ❖ بدشگونی لینا ❖
- 147 ..... ❖ تعویذ لٹکانا ❖
- 147 ..... ❖ غیب کا حال دریافت کرنے کے لیے کاہن یا عراف کے پاس جانا ❖
- 148 ..... ❖ ریا کاری ❖
- 148 ..... ❖ دنیاوی مفاد کی نیت سے اعمال کرنا ❖
- 149 ..... ❖ شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق ❖

### ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان



- 151 ..... ❖ تعظیم میں غلو ❖
- 151 ..... ❖ دم، منتر اور جھاڑ پھونک ❖
- 152 ..... ❖ مصائب کے دفعیہ کے لیے کوئی کڑا یا دھاگہ پہن لینا ❖
- 153 ..... ❖ درختوں اور پتھروں وغیرہ کو تبرک سمجھنا ❖
- 154 ..... ❖ قبروں سے متعلقہ امور ❖
- 154 ..... ❖ 1- قبروں پر مساجد مساجد کی تعمیر اور تصویر کشی ❖
- 154 ..... ❖ 2- قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر قبے تعمیر کرنا ❖
- 154 ..... ❖ 3- قبروں پر زائد مٹی ڈال کر انہیں بلند کرنا ❖
- 155 ..... ❖ 4- قبروں پر بیٹھنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ❖
- 155 ..... ❖ 5- قبروں پر جانور ذبح کرنا ❖
- 155 ..... ❖ 6- قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد کرنا ❖
- 155 ..... ❖ 7- قبروں یا مزاروں کی طرف تبرک کے لیے رخت سفر باندھنا ❖
- 155 ..... ❖ تصویر سازی ❖
- 156 ..... ❖ شرکیہ مقام پر جائز عبادت کرنا ❖
- 156 ..... ❖ طلوع و غروب آفتاب کے وقت نماز کی ادائیگی ❖
- 157 ..... ❖ ناجائز وسیلہ ❖



- 157 ..... 1- اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کا وسیلہ بنانا
- 157 ..... 2- اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا
- 159 ..... 3- کسی زندہ نیک آدمی کی دعا کو وسیلہ بنانا

## متفرق مسائل کا بیان



- 160 ..... توحید پر استقامت کا حکم، فضیلت اور چند نمونے
- 161 ..... شفاعت کی حقیقت
- 163 ..... اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا اور God کا استعمال
- 164 ..... مشرک امام کے پیچھے نماز کا حکم
- 164 ..... مشرک کو زکوٰۃ دینے کا حکم
- 165 ..... مشرک سے نکاح کا حکم
- 165 ..... مشرک کے جنازے کا حکم
- 165 ..... مشرک کے حج کا حکم
- 166 ..... مشرک کے ذبیحہ کا حکم
- 166 ..... مشرک کا برتن استعمال کرنے کا حکم
- 166 ..... مشرک کے ساتھ لین دین کے معاملات کا حکم
- 167 ..... مشرک سے حسن سلوک کا حکم
- 167 ..... دشمن کے خلاف مشرک سے بدولینے کا حکم
- 168 ..... مشرک موجد کا وارث نہیں
- 169 ..... مشرک اگر مسجد تعمیر کر دے یا فقراء پر خرچ کرے
- 169 ..... مشرک کا جزیرہ عرب میں داخلہ ممنوع ہے
- 169 ..... مشرک کو نجس و ناپاک کہا گیا ہے
- 169 ..... کفار و مشرکین کے علاقوں میں رہائش اختیار کرنے کا حکم
- 170 ..... مشرکوں کی مشابہت سے اجتناب اور ہر کام میں ان کی مخالفت
- 171 ..... توحید و شرک سے متعلقہ چند ضعیف روایات

## چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباط احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تفریبات کی گئی ہیں۔
(4)	اصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا اصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) رائج بات (5) حالت مصعبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تفسیر لا شراف از امام حزی وغیرہ۔
(10)	ایزام	ایزام ج کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاشتباع احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء مدافع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلق چالیس احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلق مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو مل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔
(16)	جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روز محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔
(17)	حدیث	ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
(18)	حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
(19)	حرام	شارع علیہ السلام جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔
(20)	خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔

(21)	رائع	ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔
(22)	سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد وغیرہ۔
(23)	سدائد رائع	ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جیسا کہ خرابی پر مشتعل ہو۔
(24)	شریعت	قرآن و سنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔
(25)	شارع	شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول ﷺ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
(26)	شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
(27)	صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ دانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی غلطی خرابی بھی نہ ہو۔
(28)	صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
(29)	صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ۔
(30)	ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
(31)	عرف	عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو اس کا عادی ہو یا اس کا ان میں رواج ہو۔
(32)	علت	علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع ﷺ نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نفہ حرمت و شراب کی علت ہے۔
(33)	علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا غلطیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
(34)	فقہ	ایسا علم جس میں ان شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
(35)	فقیہ	علم فقہ جاننے والا بہت سمجھ دار شخص۔
(36)	فصل	باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق مسائل مذکور ہوں۔
(37)	فرض	شارع ﷺ نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز روزہ وغیرہ۔
(38)	قیاس	قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب و سنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب و سنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لیتا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔
(39)	کتاب	کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطہارۃ وغیرہ۔
(40)	مستحب	ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب، نفل اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔
(41)	مکروہ	جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔
(42)	مجتہد	جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔

(43)	مصالح مرسلہ	یہ ایسی معلومت ہے کہ جس کے متعلق شارع ﷺ سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔
(44)	موقوف	کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔
(45)	مسک	اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقوف کی ہے لیکن یہ لفظ علق مکتب لکھ کر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حقی مسک وغیرہ۔
(46)	مذہب	فقوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ یمن (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
(47)	مراجع	وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔
(48)	متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
(49)	مرفوع	جس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(51)	موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(52)	مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(53)	موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
(54)	مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔
(55)	مطلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
(56)	معطل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
(57)	منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
(58)	متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
(59)	مکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق بدعتی بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
(60)	مند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
(61)	مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
(62)	مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔
(63)	معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔
(64)	تصحیح	بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا صحیح کہلاتا ہے۔
(65)	واجب	واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہاء کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہاء اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مُقَدِّمَةٌ

## وجود باری تعالیٰ کا اثبات

دلائل و شواہد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کائنات کی کوئی بھی چیز از خود وجود میں نہیں آئی اور نہ ہی کائنات کا نظام خود بخود چل رہا ہے بلکہ لامحالہ کوئی ایسی ذات موجود ہے جس نے پہلے دنیا کو تخلیق کیا اور پھر نہایت منظم انداز میں اس کا نظام چلا رہی ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جو اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے، اس کی مثل کوئی نہیں اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔

وجود باری تعالیٰ کے دلائل چار طرح کے ہیں:

- (1) فطری (2) شرعی (3) عقلی (4) حسی

## فطری دلائل

فطری دلیل یہ ہے کہ ہر چیز میں فطری طور پر اپنے فاطر یعنی خالق و مالک کی محبت موجود ہے کیونکہ ہر پیدا ہونے والی چیز اپنے خالق پر ایمان اور دین اسلام پر ہی پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَخَلَقَ النَّاسَ عَلَىٰ نَاسٍ وَلَا تَبْدِيلَ لِّلْخَلْقِ﴾ [الروم: ۳۰] ”اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق کو بدلنا نہیں۔“ عکرمہ، مجاہد، حسن، ابراہیم، ضحاک اور قتادہ رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ”اللہ کی فطرت“ سے مراد دین اسلام اور ”اللہ کی خلقت“ سے مراد دین اللہ ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی فطرت سے مراد اللہ کی معرفت اور توحید ہے یعنی ہر مخلوق اللہ کی معرفت و توحید پر پیدا ہوتی ہے۔ (۱)

حدیث نبوی ہے کہ ”ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔“ (۲) اب اس فرمان میں یہ نہیں کہا گیا کہ والدین بچے کو مسلمان بھی بنا دیتے ہیں کیونکہ وہ پیدا ہی اسلام پر ہوتا ہے۔

(۲) [بخاری (۴۷۷۵) مسلم (۲۶۵۸)]

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۳۱۳/۶)]

## شرعی دلائل

وجودِ باری تعالیٰ کے شرعی دلائل تو بہت زیادہ ہیں حتیٰ کہ اس بارے میں کسی قسم کے شک کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی باعث ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اقوام سے کہا تھا کہ ﴿إِنِّي اللَّهُ شَافِرُ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ [ابراہیم : ۱۰] ”کیا اللہ کے بارے میں (انہیں) شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔“ اسی طرح تمام پیغمبروں کی بعثت، تمام کتبِ سماویہ، دنیا و آخرت میں بندوں کے مصالح پر مشتمل اللہ کے احکام مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور کائنات سے متعلقہ تمام خبریں اللہ تعالیٰ کے وجود کا قطعی ثبوت ہیں۔

## عقلی دلائل

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور وجود پر عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ بات ضروری ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات (پہاڑ، درخت، انسان، حیوان، سمندر اور صحرا وغیرہ) کا کوئی خالق و موجد ہو کیونکہ کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کو یوں ذکر فرمایا ہے ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ [الطور : ۳۵] ”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے پیدا ہو گئے ہیں یا خود پیدا کرنے والے ہیں۔“ یعنی نہ تو یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ خود خالق ہیں لہذا ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہو اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

## حسی دلائل

دلائل حسیہ بھی بہت زیادہ ہیں جن میں سے ایک دعاؤں کی قبولیت ہے کہ بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اور وہ چیز اسے فوراً عطا کر دی جاتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے لوگوں کا کوئی رب ہے جو ان کی پکار سنتا ہے اور ان کا مطالبہ پورا کرتا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین سے پانی جاری فرمادیا۔ (۱) اسی طرح نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے آکر دعائے استقاء کی درخواست کی، آپ ﷺ نے دعا کی تو ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی اور پھر آپ کی دعا سے ہی بارش بند ہوئی۔ (۲)

ساری کائنات اللہ کے وجود کی گواہ

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنِّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُونَ﴾ [یونس : ۶] ”بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو

(۱) [القمر : ۱۰]

(۲) [حسن : هداية الرواة (۱۴۵۳) ۴ (۱۴۷/۲) ابو داود (۱۱۷۳) مستدرک حاکم (۳۲۸/۱)]

کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔“  
(2) ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ﴾ [الذاریات : ۲۰] ”اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔“

زمین و آسمان کے اسرار و حقائق میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ، ہماری زمین، ایک ایٹم سے لے کر عظیم کہکشاؤں تک کی حیرت انگیز تنظیم، زندگی اور اس کی معنویت سب کچھ اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک خالق ہی نے تخلیق کیا ہے۔ آئیے اسے کچھ تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں۔  
رات کے اندھیرے میں اگر خالی آنکھ سے آسمان کا مشاہدہ کیا جائے تو تقریباً پانچ ہزار ستارے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک اچھی دوربین سے اگر یہی مشاہدہ کیا جائے تو کہیں لاکھ سے زائد ستارے نظر آتے ہیں اور اگر بہت بڑی دوربینوں سے دیکھنے کی کوشش کی جائے تو یہ تعداد یوں سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ تعداد بھی اپنی اصل تعداد کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اکثر ستارے اتنے بڑے ہیں کہ ان کے اندر لاکھوں نہیں بلکہ اربوں زمینیں سما سکتی ہیں۔ یہ سب ستارے غیر معمولی رفتار سے سفر کر رہے ہیں۔ کچھ اکیلے، کچھ دو دو اور اکثر ستارے بہت بڑے بڑے جھرمٹوں کی شکل میں جنہیں کہکشاں کہتے ہیں، کسی نہ کسی سمت سفر کر رہے ہیں۔ یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ ہر ستارہ اپنے چاندوں اور دیگر تعلقات کے ساتھ انتہائی تیز رفتاری سے سفر کر رہا ہے۔ مثلاً ہمارا سورج تقریباً 20 کلومیٹر فی سیکنڈ، یعنی 72 ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنی کہکشاں کے مرکز سے دور ہٹ رہا ہے۔ حرکت کی ایک دوسری قسم یہ ہے کہ ہر ستارے کے سیارے، اپنے اپنے ستارے کے گرد اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں اور پھر ہر سیارے کے چاند، اپنے سیارے کے گرد اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ مثلاً ہمارا سورج، جو زمین سے 12 لاکھ گنا بڑا ہے، ہماری زمین اس سے تقریباً 15 کروڑ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور وہ اپنے محور پر 16 سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہوئی سورج کے گرد 30 کروڑ کلومیٹر کا دائرہ بناتی ہے۔ یہ سارا سفر ایک سال میں پورا ہوتا ہے، اس طرح 8 بڑے سیارے، 30 ہزار چھوٹے سیارے، ہزاروں دم دار ستارے اور بے شمار شہاب ثاقب بھی سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ اس پوری کائنات کی یہ تمام حرکتیں انتہائی تنظیم اور اصول و ضوابط کے مطابق ہو رہی ہیں، یہ تمام اتنی صحیح ہیں کہ کہیں بھی ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہیں پڑتا۔ یہ حیرت انگیز نظم و ضبط انسان کو اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ یہ سب کچھ از خود وجود میں نہیں آیا بلکہ ایک عظیم خالق اور منتظم موجود ہے جس نے اس پورے نظام کو قائم کیا ہوا ہے۔

اس کائنات کے مقابلے میں آپ ایک ایٹم کا جائزہ لیجئے۔ ایٹم کو آج تک کسی بھی خوردبین سے دیکھا نہیں جا سکا، لیکن ہمیں سائنس نے جو معلومات فراہم کی ہیں، اس کے مطابق اس حقیر ترین ذرے میں بھی پوری کائنات کا

عکس موجود ہے۔ نیوٹران اور پروٹان مرکز میں ہوتے ہیں، جبکہ الیکٹران ان کے گرد اتنی تیزی سے گھومتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر جگہ موجود نظر آتے ہیں۔ ایک الیکٹران اپنے مدار میں ایک سیکنڈ میں کئی ہزار بار چکر لگاتا ہے۔ بذاتِ خود ایک ایٹم کے اندر اتنا زیادہ خلا ہوتا ہے کہ اگر پوری دنیا کے ایٹموں کے اندر سے خلا نکال لیا جائے تو ساری دنیا کا مادہ چائے کے ایک چھوٹے چمچے میں سما سکتا ہے۔ ہر عنصر مختلف قسم کے ایٹموں سے بنا ہے۔ ہر ایٹم مالیکیول کی صورت میں دوسرے ایٹم سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ ہر عنصر کی خصوصیات کا انحصار اس میں موجود برق پاروں کی تعداد پر ہوتا ہے۔ جس طرح پوری کائنات میں سب کچھ قوت اور قوانین کے عظیم نظام پر چل رہا ہے، اسی طرح ایک ایٹم کے اندر بھی وہ بے پناہ قوت اور قوانین کا فرما ہیں، جن کا ایک تجربہ ایٹم بم کی شکل میں کیا گیا ہے۔ کیا اتنی عظیم تنظیم کا تصور ایک خالق کے بغیر ممکن ہے؟

اب ذرا زمین کا جائزہ لیجئے۔ زمین پر انتہائی عجیب و غریب حالات، انتہائی پیچیدہ انداز سے اکٹھے ہو گئے ہیں، تب کہیں جا کر زندگی ممکن ہوئی ہے۔ مثلاً زمین کی جسامت اگر موجودہ جسامت سے کم ہوتی تو وہ کششِ ثقل کی کمی کی وجہ سے ہوا اور پانی کو نہ روک سکتی۔ اسی طرح اگر زمین موجودہ جسامت سے بڑی ہوتی تو ہوا کا دباؤ اتنا زیادہ ہو جاتا کہ اعلیٰ ذہنی زندگی ممکن نہ رہتی۔ زمین اپنے محور کے گرد 24 گھنٹے میں ایک چکر مکمل کرتی ہے اور اس کی رفتار 16 سو کلو میٹر فی گھنٹہ ہے۔ اگر زمین کی رفتار اس سے کم ہو جائے تو دن اور رات اتنے لمبے ہو جائیں گے کہ دن کے وقت سورج ہماری فصولوں کو جلادے گا اور رات کے وقت ہماری ساری زندگی ٹھنڈک کی نذر ہو جائے گی۔ زمین بالکل گول نہیں ہے، بلکہ وہ ناشپاتی کی طرح ہے اور 23 درجے کا زاویہ بنا کر فضا میں جھکی ہوئی ہے۔ ہمارے موسم اسی جھکاؤ کے مرہون منت ہیں، اس کے بغیر زمین صرف صحرا اور برف کے میدانوں پر مشتمل ہوتی۔ الغرض ہر چیز اس تناسب میں ہے جس پر زندگی کا دار و مدار ہے مثلاً اگر فضا میں آکسیجن کی مقدار زیادہ ہوتی تو آگ پر قابو پانا ناممکن بن جاتا۔ ہوا کی مقدار کم یا زیادہ رہتی تب بھی زندگی ناممکن یا محض بھونڈی صورت میں رہ جاتی۔ یہ ہوائی کرہ اس قابل ہے کہ سورج کی تمام مصفر شعاعیں روک سکے اور مفید شعاعیں مثلاً کیسائی اہمیت رکھنے والی شعاعیں اسی مقدار میں زمین تک پہنچ سکیں، جتنی پودوں اور درختوں کو ضرورت ہے۔

واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین پر یہ سب انتظام محض اس لیے ہے کہ زندگی قائم و دائم رہے۔ مثلاً پانی وہ واحد کپکپاؤنڈ ہے جو جننے کے بعد بھاری نہیں رہتا، بلکہ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس خاصیت کی وجہ سے سردیوں میں پانی کے اوپر صرف چند انچ برف کی تہہ جم جاتی ہے اور پانی کے تمام جانور سمندروں اور دریاؤں میں اسی برف کے نیچے زندہ رہتے ہیں۔ اگر صرف یہی خاصیت پانی میں نہ ہوتی تو پانی کے جانداروں کی زندگی ناممکن یا بہت مشکل ہو جاتی۔ یہ سب کچھ اتنے اٹل قوانین کا پابند ہے کہ سائنسی ماہرین یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے ہزار سال بعد کس وقت کتنے

سینڈ کے لیے سورج گرہن یا چاند گرہن واقع ہوگا۔ کیا زمین کا اتنا مربوط نظام ہمیں یہ ثبوت فراہم نہیں کرتا کہ اس کا ایک خالق ضرور موجود ہے؟<sup>(۱)</sup>

خود انسانی وجود اللہ کے وجود کا گواہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ [الذاریات: ۲۱] ”اور خود تمہارے نفسوں میں بھی (نشانیوں ہیں)، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔“

اب اگر غور کیا جائے اور انسان پر نظر دوڑائی جائے تو اس کا ایک ایک پور پکار پکار کر اللہ کے وجود کی گواہی دے رہا ہے۔ انسان کے اندر جو عصبی موصلاتی نظام (Nervous System) موجود ہے، وہ دنیا کے کسی بھی نظام سے کہیں زیادہ مکمل اور پیچیدہ ہے۔ اس میں ہر وقت کروڑوں معلومات دوڑتی رہتی ہیں۔ زبان کے تین ہزار خلیے اس نظام کے ذریعے سے دماغ تک ڈالتے کے بارے میں معلومات پہنچاتے ہیں۔ کان میں ایک لاکھ خلیے ایک پیچیدہ عمل کے ذریعے سے ہمارے دماغ تک آواز پہنچاتے ہیں۔ ہر آنکھ میں تیرہ کروڑ متحرک خلیے ہیں جو ہر آن دماغ تک زندہ تصویر پہنچاتے ہیں۔ اس عصبی نظام کا ایک حصہ حرکت پیدا کرتا ہے اور دوسرا حصہ اس کو روکتا ہے۔ جب حرکت تیز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو پہلے حصے کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے اور جب حرکت کو کم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسرا حصہ غالب ہو جاتا ہے۔ انسانی دماغ کے اندر ایک ارب خلیے ہوتے ہیں۔ ان سے کروڑوں تار سارے بدن میں خبریں لانے اور لے جانے کا کام کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ دماغ کے اندر تمام معلومات کا تجزیہ کرنے، انہیں مربوط کرنے، ذخیرہ کرنے، ان سے نئے نئے نتائج نکالنے اور ان کی بنیاد پر نئے تجربات کرنے کی بے پناہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔

انسان کا معدہ ایک چکلی کی طرح دن رات کام میں لگا رہتا ہے۔ جو غذا کو پیس کر ایک ملغوبہ تیار کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ جب یہ فارغ ہو جائے تو اور غذا طلب کرتا ہے جسے ہم بھوک کہتے ہیں، اس ملغوبہ کی تیاری میں اگر پانی کی کمی ہو تو ہمیں پیاس لگ جاتی ہے اور ہم کھانے پینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے اندر چھلنی بھی ہے جس سے چھن کر یہ ملغوبہ جگر میں چلا جاتا ہے جہاں اچھالنے والی، دفع کرنے والی، صاف کرنے والی، کھینچنے والی مشینیں اور قوتیں کام کر رہی ہیں۔ یہیں دوسری اخلاط بنتی ہیں۔ فالٹو پانی گردے پیشاب کے راستے سے خارج کر دیتے ہیں۔ قوت دافعہ فالٹو مواد یا فضلہ کو خارج کرنے کا کام کرتی ہے اور جس طرح انسان کھانے پینے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی طرح رفع حاجت پر بھی مجبور ہو جاتا ہے اور اگر روکے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔

(۱) {ماخوذ از، اسلام کیا ہے، از ڈاکٹر محمد فاروق خان (ص: ۶۵-۶۶) مزید دیکھئے: کائنات میں

حکمت اور معنویت، از وحید الدین خان، ماہنامہ الحق (جلد: ۸، شماره: ۵، صفحہ: ۹) [۹]

دل کہنے کو تو ایک قسم کا پمپ ہے جس کا کام الفاظ میں تو بہت معمولی نوعیت کا ہے یعنی ایک طرف سے خون لے کر دوسرے راستے سے جسم کے مختلف حصوں میں روانہ کر دینا۔ مگر یہ ایک ایسا عجوبہ تخلیق ہے کہ آج تک کوئی مشین اس مختص سائز میں یہ کام نہ کر سکی اور نہ کر سکے گی۔ دل میں بیک وقت 140 مکعب سینٹی میٹر خون ساکتا ہے، اس میں چار خانے ہوتے ہیں جن میں خون کی آمد و رفت کے لیے دائیں اور بائیں حصوں کے درمیان بھی سوراخ ہوتے ہیں۔ ان سوراخوں میں ایسے والو لگے ہوتے ہیں جو خون کی ایک طرف آمد و رفت کا بندوبست کرتے ہیں۔ دورانِ خون کی ابتدا میں شریانوں کے ذریعے ناخالص خون پیچھڑدوں میں داخل ہوتا ہے اور وہاں وہ گردش کرتا ہوا پیچھڑدوں میں عروقِ شعریہ کے درمیان سے جب گزرتا ہے تو سانس کے ساتھ وہاں آئی ہوئی آکسیجن کے ذریعہ صاف ہو جاتا ہے اور یہ صاف خون پھر ایک ورید کے ذریعہ دل میں داخل ہو جاتا ہے، جہاں سے شریانِ اعظم کی شاخوں کے ذریعہ جسم کے تمام حصوں میں جا پہنچتا ہے۔ خون کی نالیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ان تمام کو لمبائی میں رکھ کر ان پر سفر کیا جائے تو باسانی ملتان سے بہاولپور پہنچا جاسکتا ہے۔ نبض کی حرکت بھی دل کی دھڑکن کے مطابق ہوتی ہے۔ ایک منٹ میں دل اوسطاً 72 مرتبہ دھڑکتا ہے مگر جسمانی مشقت اور بخار وغیرہ میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اسی واسطے نبض کی رفتار بھی بڑھ جاتی ہے۔

گرددے دیکھنے کو تو ایک حقیری چیز معلوم ہوتے ہیں مگر قادرِ مطلقِ علیم و حکیم کی کاریگری کا لافانی شاہکار ہیں۔ ان کی کارکردگی مظاہر رب کریم کے کمالات و عجائبات میں سرفہرست ہے۔ گو آج کل انسان نے بکمال تحقیق مصنوعی گردہ بنانے میں قدرے سرخروئی حاصل کر لی ہے۔ مگر یہ محض جزوقتی کارکردگی ہے جو حقیقی گرددے کے مقابلہ میں سورج کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔ بہر حال گردوں کی جوڑی جو شکم کے اندر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں بائیں ہوتی ہے، ان میں 13 سو مکعب سینٹی میٹر خون فی منٹ کے حساب سے گردش کرتا ہے۔ اس گردش کا مقصد خون کا ان باریک نالیوں کے کچھوں سے گزرنا ہوتا ہے جہاں سے خون کے فاسد مادوں کا اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے، اس طرح چوبیس گھنٹوں میں اوسطاً 170 لٹر خون گردوں میں سے گزر جاتا ہے۔

علاوہ ازیں انسان کی ناگوں میں، بازوؤں میں، گردن میں، غرضیکہ بدن کے انگ انگ میں حرکت کی وہ صلاحیت رکھی گئی ہے جس کے بغیر نہ کوئی بڑی چیز ایجاد کر سکتا تھا، نہ تہذیب و تمدن ترقی کر سکتے تھے۔ مثلاً ہمارے بازوؤں کو دیکھ لیجئے، ان میں کہنی کے مقام پر جو ہلکا سا خم ہے، اسی خم کی وجہ سے انسان اپنے ہاتھوں سے ہر کام لینے کے قابل ہوا ہے۔ ان انگلیوں کو دیکھ لیجئے، کس کمال درجہ خوبصورتی اور قطعیت کے ساتھ یہ لکھنے، بنانے اور سنوارنے پر قادر ہیں اور ان سب کے ساتھ ساتھ انسان کا ذہن جو اسے ہر آن سوچنے اور سمجھنے پر مجبور کرتا ہے۔

ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر اگر ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا انسان کا اپنا وجود ایک خالق کے وجود اور

اس کی عظیم کاریگری کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟ تو ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز اٹھے گی کہ یقیناً یہ ایک عظیم و اعلیٰ خالق کی کاریگری ہے، جس کے وجود کا بین ثبوت خود انسان میں ہی موجود ہے۔<sup>(۱)</sup>

### اللہ کے وجود کی گواہی ایک خلا باز کی زبانی

اپالو 15 میں امریکہ کے جوتین خلا باز چاند پر گئے تھے ان میں سے ایک کرنل جیمز ارون تھے۔ انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اگست 1972ء کا وہ لمحہ میرے لیے بڑا عجیب تھا جب میں نے چاند کی سطح پر قدم رکھا۔ میں نے وہاں خدا کی موجودگی کو محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ میری روح پر اس وقت وجدانی کیفیت طاری تھی اور مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے خدا بہت قریب ہو۔ خدا کی عظمت مجھے اپنی آنکھوں سے نظر آرہی تھی۔ چاند کا سفر میرے لیے صرف ایک سائنسی سفر نہیں بلکہ اس سے مجھے روحانی زندگی نصیب ہوئی۔<sup>(۲)</sup>

کرنل جیمز ارون کا یہ تجربہ کوئی انوکھا تجربہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ اتنا حیرت انگیز ہے کہ اس کو دیکھ کر آدمی خالق کی صناعات میں ڈوب جائے۔ تخلیق کے کمال میں ہر آن خالق کا چہرہ جھلک رہا ہے۔ مگر ہمارے گرد و پیش جو دنیا ہے اس کو ہم بچپن سے دیکھتے دیکھتے عادی ہو جاتے ہیں، اس کے انوکھے پن کا ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ ہوا اور پانی، درخت اور چڑیا غرض جو کچھ بھی ہماری دنیا میں ہے سب کا سب حد درجہ عجیب ہے۔ ہر چیز اپنے خالق کا آئینہ ہے۔ مگر عادی ہونے کی وجہ سے ہم اس کے عجوبہ پن کو محسوس نہیں کر پاتے۔ لیکن ایک شخص جب چاند کے اوپر اترتا اور پہلی بار وہاں کے تخلیقی منظر کو دیکھا تو وہ اس کے خالق کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے تخلیق کے کارخانہ میں اس کے خالق کو موجود پایا۔

### ایک باطل نظریہ (نظریہ ارتقاء) اور اس کی تردید

نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) یہ ہے کہ انسان شروع میں ایسے پیدا نہیں ہوئے تھے جیسے آج کل پیدا ہوتے ہیں بلکہ اربوں سال پہلے ساحل سمندر پر از خود کائی پیدا ہوئی۔ یہ زندگی کی ابتدا تھی پھر اس سے نباتات کی مختلف شکلیں بنتی گئیں۔ پھر کروڑوں سال بعد انہی سے ایک خلوی اور سہ خلوی جاندار پیدا ہوئے۔ پھر مزید کروڑوں سال بعد انہی سے مختلف چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا جنم ہوا۔ پھر ترقی کرتے کرتے یہ حشرات بڑے حیوانات جیسے اونٹوں، گھوڑوں اور بندروں کی شکل اختیار کر گئے۔ پھر بندروں کی ایک خاص قسم نے انسانی صورت اختیار کر لی۔ پھر لاکھوں سال بعد اس انسان میں ذہنی ارتقاء ہوا اور اس نے غاروں میں رہنا شروع کر دیا۔

(۱) [ماخوذ از: تیسیر القرآن، از مولانا عبد الرحمن کیلانی (۲۹۵/۴)۔ اسلام کیا ہے، از ڈاکٹر محمد

فاروق اصغر (ص: ۶۸)۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک (جلد: ۱۵، شماره: ۱۰، صفحہ: ۱۷)]

(۲) [تربییون 27 اکتوبر 1972ء، بحوالہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک (جلد: ۱۶، شماره: ۱، صفحہ: ۲۵)]

یہ نظریہ باضابطہ طور پر انیسویں صدی میں چارلس ڈارون نے اپنی کتاب (Origin of Species) ”اصل الانواع“ میں پیش کیا۔ چونکہ یہ نظریہ خالصتاً مادیت پر مبنی تھا اس لیے مادہ پرست اور خدا کے منکر مفسر کے لوگوں میں اسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی حتیٰ کہ کچھ مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پائے۔ بطور خاص سر سید احمد خان، مفتی محمد عبدہ مصری، ڈاکٹر محمد رفیع الدین اور غلام احمد پرویز نے تو کچھ جزوی تراجم کے ساتھ اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے عین قرآنی ثابت کرنے کی بھی کوشش کی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرعی تعلیمات کو ایک طرف رکھتے ہوئے اگر محض ہم اس نظریہ پر ہونے والے چند اعتراضات کا ہی جائزہ لیں تو اس کا بطلان واضح ہو جاتا ہے جیسا کہ چند اعتراضات حسب ذیل ہیں:

① آج تک اس نظریہ کے حاملین یہی نہیں متعین کر سکے کہ زندگی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ معلول تو موجود ہے لیکن علت کی کڑی نہیں ملتی۔ گویا اس نظریہ کی بنیاد سائنسی لحاظ سے ہی کمزور ہے۔

② ارتقاء کا کوئی ایک واقعہ بھی آج تک کسی انسان نے مشاہدہ نہیں کیا یعنی کوئی چڑیا ارتقاء کر کے مرغابن گئی ہو یا گدھا ارتقائی مراحل طے کر کے گھوڑا بن گیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

③ جب اس نظریہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پہلا انسان کمزور جسم اور ناقص العقل تھا تو اس نے شیروں اور چیتوں کے درمیان گزارہ کیسے کیا؟

④ ابتدائے زندگی سے بندرتک جو شعوری ترقی دو ارب سال میں واقع ہوئی ہے بندر اور انسان کا درمیانی شعوری فرق اس سے بہت زیادہ ہے۔ جس کے لیے ارب ہا سال کی مدت درکار ہے۔ جبکہ زمین کی عمر صرف ۱۱۳ ارب سال بتائی جاتی ہے۔ یہ وقتی ترقی انسان میں یکدم کیونکر آگئی؟

⑤ ڈارون نے نظریہ ارتقاء کے جو اصول بتائے ہیں وہ مشاہدات کی رو سے صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ جیسا کہ ایک اصول قانونِ وراثت ہے۔ ڈارون کہتا ہے کہ لوگ کچھ عرصہ تک کتوں کی دم کاٹتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتے بے دم پیدا ہونے لگے، جس پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ عرب اور عبرانی لوگ صدیوں سے ختنہ کرواتے چلے آئے ہیں لیکن آج تک کوئی مخنوں پیدا نہیں ہوا۔

⑥ رکاز کی دریافت بھی نظریہ ارتقاء کو باطل قرار دیتی ہے۔ رکاز سے مراد انسانی کھوپڑیاں یا جانوروں کے وہ پنجر اور ہڈیاں ہیں جو زمین میں مدفون پائی جاتی ہیں۔ نظریہ ارتقاء کی رو سے کمتر درجے کے جانوروں کی ہڈیاں زمین کے زریں حصہ میں پائی جانی چاہئیں جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ایسی ہڈیاں عموماً زمین کے بالائی حصہ میں ملی ہیں۔ ارتقائی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان لاکھوں سال قبل جسمانی اور عقلی لحاظ سے ناقص تھا بالآخر تکمیل کی طرف آیا۔ رکاز کی دریافت اس بات کی بھی تردید کرتی ہے کیونکہ بالائی طبقوں میں جو رکاز ملے



ہیں وہ غیر مکمل اور ناقص انسان کی یادگار ہیں اور زیریں طبقات میں اعلیٰ انسان کے رکاز ملے ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیے۔

نظریہ ارتقاء پر ان اعتراضات کی بدولت اس میں بہت کمزوری آئی اور پھر نہ صرف مسلمان بلکہ بہت سے مغربی مفکرین نے بھی اسے باطل قرار دے دیا جیسا کہ ڈی ورین، ولاس، فرخو، میفرٹ، آغا سیز، بکسلے اور شڈل کے مطابق جن مقدمات پر اس نظریہ کی بنیاد ہے وہ قابل تسلیم ہی نہیں۔<sup>(۱)</sup>

لہذا عقلی و نقلی دلائل (جیسا کہ کچھ سابقہ عنوانات کے تحت اور کچھ آئندہ ”توحید ربوبیت کا بیان“ میں ذکر کئے گئے ہیں) اسی بات کو ثابت کرتے ہیں کہ انسان اور کائنات کی ہر چیز خود بخود یا کسی ارتقائی مراحل سے گزر کر وجود میں نہیں آئی بلکہ اسے کسی عظیم ذات نے وجود بخشا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

اللہ کا وجود ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟

پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ ضروری نہیں جو چیز نظر نہ آئے اس کا وجود بھی نہ ہو اور بہت سی اشیاء ایسی ہیں جو نظر نہیں آتیں مگر ہم ان کا وجود تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ درد، عقل اور روح وغیرہ۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وجود مخفی کیوں رکھا؟ اس بارے میں اہل علم کا کہنا ہے کہ ایسا محض انسان کی آزمائش کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں اور اس کی حقیقت و طاقت کو جان جائیں تو سب ہی اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑیں گے۔ جبکہ دنیا تو امتحان گاہ ہے کہ کون اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں؟ بس اسی لیے اللہ کا وجود مشاہدے سے بالاتر رکھا گیا ہے۔

اگر اللہ موجود ہے تو اللہ کو وجود بخشنے والا کون ہے؟

یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، یہ سوال از خود پیدا ہوتا ہے کہ پھر اللہ کا خالق کون ہے؟ تو اس بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا سوال مخلوق کے متعلق تو ہو سکتا ہے کہ اسے کس نے پیدا کیا؟ لیکن خالق کے متعلق نہیں کیونکہ وہ مخلوق نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض کسی اور ذات کو اللہ کا خالق قرار دے بھی دیا جائے تو اس پر پھر یہی سوال دوبارہ پیدا ہوگا کہ اللہ کے خالق کا خالق کون ہے اور یوں اس قسم کے سوالات کا تسلسل ختم ہی نہیں ہوگا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس طرح کے سوالات کو شیطانی وساوس قرار دیتے ہوئے ان پر غور کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ

(۱) [ماخوذ از، آئینہ پرویزیت از مولانا عبد الرحمن کیلانی (ص: ۲۱۲-۲۱۹)]

رَبِّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهْ ﴿ ”تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی، فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے اور اسے چاہیے کہ اس شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔“ (۱)

### مختلف مذاہب میں خدا کا تصور

#### ہندومت

برصغیر میں پایا جانے والا ایک قدیم مذہب ہندومت ہے۔ جس میں کثرتِ خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ کچھ ہندو تین (3) جبکہ کچھ تین سو تیس (330) کروڑ خداؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں خداؤں کی اس کثرت کا سبب ان کا عقیدہ ”وحدۃ الوجود“ یا ”ہمہ اوست“ ہے۔ اس عقیدے کی رو سے کائنات کی ہر چیز خدا ہے۔ اس لیے وہ درختوں، پتھروں، پودوں، سورج، چاند، ستاروں، جانوروں حتیٰ کہ ناقابل ذکر انسانی اعضاء تک کی پوجا کرتے ہیں۔ جبکہ اسلامی تصور یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز خدا کی ملکیت ہے۔ یوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک ہر چیز خدا ہی ہے جبکہ مسلمانوں کے نزدیک ہر چیز خدا کی ہے۔

#### بدھ مت

بدھ مت کا بانی گوتم بدھ ہے۔ اس کے متعلق قطعی طور پر یہ تو ثابت نہیں کہ وہ خدا کا منکر تھا تاہم خدا کا قائل ہونے کے باوجود فلسفہ وحدۃ الوجود کا قائل تھا جس کی رو سے کائنات کی ہر چیز خدا کی ذات کا حصہ ہے۔ لہذا گوتم بدھ کے بعد اس کے پیروکاروں نے اس کے مجسمے بنا کر اسے بھی خدا کی خدائی میں شریک بنالیا بلکہ بعض نے تو اسے خدا کا اوتار قرار دے دیا۔ پھر آگے چل کر کئی اور لوگوں مثلاً ولائی لامہ وغیرہ کو خود گوتم بدھ کا اوتار قرار دے کر ان کے بھی مجسمے بنائے گئے اور ان کی بھی پوجا و پرستش شروع کر دی گئی۔

#### سکھ مذہب

سکھ مذہب ہندومت سے ہی نکلنے والی ایک شاخ ہے۔ جس کی بنیاد بابا گرو نانک نے 15 ویں صدی کے آخر میں رکھی۔ گرو نانک کی پیدائش اگرچہ ایک ہندو گھرانے میں ہوئی لیکن وہ اسلام اور اہل اسلام سے بہت متاثر تھے۔ اسی لیے ان کا تصور خدا مسلمانوں کے تصور خدا سے ملتا جلتا ہی ہے۔ جیسے کہ سکھ مذہب میں خدا کی وحدانیت

(۱) [بخاری (۳۲۷۶) کتاب بدء الخلق: باب صفة ابليس، مسلم (۱۳۴)]

پر بہت زور دیا گیا ہے اور خدا کے لیے ”واہے گرو“ (ایک سچا خدا) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ خدا کی مختلف صفات بیان کرتے ہوئے کرتار (خالق)، صاحب (بادشاہ)، اکال (ابدی)، سنتا نام (مقدس نام)، پروردگار (محبت سے پرورش کرنے والا) اور رجم (رحم کرنے والا) وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ سکھوں کے عقائد کے مجموعہ ”مل منترا“ میں ہے کہ ”صرف ایک خدا کا وجود ہے جو حقیقتاً تخلیق کرنے والا ہے، وہ خوف اور نفرت سے عاری ہے، وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا مگر لافانی ہے، وہ خود سے وجود رکھنے والا، عظیم اور رجم ہے۔“

### پارسی مذہب

پارسی (زرتشتی) مذہب کا ظہور فارس میں ہوا۔ اگرچہ اس کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم ہے مگر یہ دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اس میں خدا کے لیے ”ہورمزدا“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اہور کا مطلب ”آقا“ اور مزدا کا معنی ”عقل مند“ ہے۔ یوں پورے نام کا مطلب عقل مند مالک ہے۔ اس مذہب میں بھی ایک خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ البتہ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیا کا خالق ایک نہیں بلکہ دو ہیں؛ ایک وہ جس نے تمام مفید اور کارآمد چیزیں پیدا کیں جسے وہ ”یزداں“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور دوسرا ”اہرمن“ جس نے نقصان دہ اور مضر اشیاء تخلیق کیں۔ یوں ان کے نزدیک خالق خیر الگ اور خالق شر الگ ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ پارسی مذہب کے بانی نے تو ایک خدا کا ہی تصور دیا تھا، بعد والوں نے خالق خیر اور خالق شر کا عقیدہ گھڑ لیا۔

### یہودیت و عیسائیت

یہود موسیٰ علیہ السلام کی اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی قوم ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام پر تورات جبکہ عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ چونکہ یہود و نصاریٰ کے پیغمبر سچے اور کتابیں برحق تھیں، اس لیے ابتداء انہیں جو تعلیمات ملیں وہ خالصتاً عقیدہ توحید پر ہی مبنی تھیں کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ایک اللہ ہی ہے، وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن انبیاء کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اپنی الہامی کتب میں من چاہی تحریف کردی اور انبیاء کا بتایا ہوا حقیقی تصور خدا بھی تبدیل کر دیا۔ چنانچہ یہود نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ (۱) حالانکہ نہ تو اللہ کی اولاد ہے اور نہ ہی بیوی۔ اسی طرح نصاریٰ کے ایک فرقے نے عقیدہ تثلیث بھی گھڑ لیا کہ معبود اکیلا خدا نہیں بلکہ عیسیٰ، علیہ السلام مریم علیہا السلام اور خدا تینوں مل کر معبود ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی موجودہ کتاب مقدس ”بائبل“ جو تورات، انجیل، زبور اور بعض دیگر انبیاء کے صحائف پر مشتمل ہے، اگرچہ تحریف شدہ ہے لیکن پھر بھی اس میں خدا کی وحدانیت کا تصور پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس میں ہے کہ

(۱) [وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزَّىٰ ابْنُ اللَّهِ ... سورة التوبة : ۳۰-۳۱]

- 1- ”سنو! اے بنی اسرائیل! ہمارا مالک خدا ہے، وہ ایک مالک ہے۔“ [کتاب مقدس۔ ثنائیہ: ۲۰]
  - 2- ”میں اور میں ہی مالک ہوں، میرے سوا بچانے والا کوئی نہیں ہے۔“ [کتاب مقدس۔ عیسائیہ: ۲۳:۱۱]
  - 3- ”میرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تمہیں چاہیے کہ میری کوئی تصویر کشی نہ کرو۔ مجھ سے کسی کی مشابہت نہیں، نہ آسمان پر نہ زمین پر اور نہ ہی پانی کے نیچے۔ لہذا تم کسی اور کے سامنے نہ جھکو۔“ [کتاب مقدس۔ خروج: ۵: ۲۰]
- لیکن اس کے ساتھ ساتھ بائبل میں کچھ ایسے امور کا بھی ذکر ملتا ہے جو توحید کے منافی ہیں، جیسے کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کو یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کشتی کرتے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح کائنات کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ کو آرام کا محتاج ظاہر کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

### مشرکین مکہ

بعثت نبوی کے وقت جزیرہ عرب کے لوگ کائنات کا خالق و مالک اکیلے اللہ تعالیٰ کو ہی تسلیم کرتے تھے۔<sup>(۱)</sup> البتہ عبادت کے لیے انہوں نے اپنے بہت سے معبود بن رکھے تھے جن کے متعلق ان کا گمان تھا کہ وہ روز قیامت سفارش کر کے انہیں خدا کے قریب کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اولیاء و صالحین کی مورتیاں بن رکھی تھیں، جن کا طواف کرتے، ان کو بجد کرتے، ان کے لیے نذریں مانتے اور نیازیں دیتے وغیرہ۔ مشرکین عرب بتوں کے علاوہ فرشتوں کی بھی پوجا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔<sup>(۲)</sup> اسی طرح وہ جنات کو بھی فرشتوں جیسی ہی ایک مخلوق تصور کرتے تھے اور اسی مناسبت سے ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔<sup>(۳)</sup>

### اسلام میں خدا کا تصور

اسلام میں اللہ تعالیٰ کا ایک جامع تعارف سورہ اخلاص میں پیش کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (۱) ”اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔“

یعنی معبود برحق صرف ایک ہی ہے، دو نہیں جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ نیکی کا خدایزدان ہے اور بدی کا خدا ہرمن ہے۔ تین بھی نہیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور تینوں مل کر بھی ایک ہی خدا بنتا ہے۔ یا ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ خدا، مادہ اور روح تینوں ہی ازلی ابدی ہیں۔ وہ تین تیس کروڑ

(۱) [وَلَيْتَن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ - سورة الزخرف: ۸۷]

(۲) [وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاقًا... - سورة الزخرف: ۱۹-۲۰]

(۳) [ماخوذ از: اسلام اور مذاہب عالم، از مظہر الدین صدیقی - مذاہب عالم کا مطالعہ، از اسرار الرحمن

بخاری - مذاہب عالم میں تصور خدا، از ڈاکٹر ذاکر نائیک - اللہ اور انسان، از حافظ مبشر حسین]

بھی نہیں جیسا کہ ہندو اپنے دیوی دیوتاؤں کی تعداد شمار کرتے ہیں بلکہ وہ ایک اور صرف ایک ہے۔  
﴿لِلّٰهِ الصَّمَدُ﴾ ”اللہ بے نیاز ہے۔“

”صمد“ اس ذات کو کہتے ہیں جو خود کسی کی محتاج نہ ہو مگر دوسری سب مخلوق اس کی محتاج ہو۔ بے نیاز کے لیے عربی میں ”غنی“ کا لفظ بھی آتا ہے اور اس کی ضد فقیر ہے اور غنی وہ ہے جسے کسی دوسرے کی احتیاج نہ ہو مگر یہ لفظ صرف مال و دولت کے معاملہ میں بے نیاز ہونے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور غنی دولت مند کو کہتے ہیں۔ یعنی کم از کم اتنا مال دار ضرور ہو کہ اسے معاش کے سلسلے میں دوسروں کی احتیاج نہ ہو جبکہ صمد کا لفظ جملہ پہلوؤں میں بے نیاز ہونے کے معنوں میں آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جملہ پہلوؤں میں اس کی محتاج ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہے اور سونے اور آرام کرنے سے بھی۔ وہ اپنی زندگی اور بقا کے لیے بھی کسی کا محتاج نہیں ہے۔ مگر باقی سب مخلوق ایک ایک چیز رزق، صحت، زندگی، شفا، اولاد حتیٰ کہ اپنی بقا تک کے لیے بھی اللہ کی محتاج ہے۔ کوئی بھلائی کی بات ایسی نہیں جس کے لیے مخلوق اپنے خالق کی محتاج نہ ہو۔

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ ”نہ اس کی کوئی اولاد دے اور نہ وہ کسی کی اولاد دے۔“

کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فنا بھی ہوتا ہے اور جو فنا ہونے والا ہو وہ کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ نیز انسان کو اولاد کی خواہش اور ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قائم مقام بنے اور اس کی میراث سنبھالے جبکہ اللہ کو ایسی باتوں کی کوئی احتیاج نہیں۔ وہ جی لایموت ہے۔ اسی خیال سے عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہود نے سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے۔ اور یونانی، مصری اور ہندی تہذیبوں نے کروڑوں کی تعداد میں دیوی اور دیوتا بنا ڈالے۔ کوئی دیوی ایسی نہ تھی جس کا انہوں نے کوئی دیوتا شوہر نہ تجویز کیا ہو اور کوئی دیوتا ایسا نہ تھا جس کے لیے انہوں نے کوئی دیوی بیوی کے طور پر تجویز نہ کی ہو۔ پھر ان میں تو اللہ و تناسل کا سلسلہ چلا کر کروڑوں خدا بنا ڈالے۔ اسلام میں ایسے تمام توہمات کی تردید کی گئی ہے حتیٰ کہ اللہ کی اولاد قرار دینا اس قدر شدید جرم ہے کہ اسے اللہ کو گالی دینے کے مترادف کہا گیا ہے۔ (۱)

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ ”اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

”کفو“ کا معنی ہے ہم پایہ، ہم پلہ، مرتبہ و منزلت میں ایک دوسرے کے برابر ہونا۔ اس کے مقابلہ اور جوڑ یا مگر کا ہونا۔ کفو کا لفظ عموماً میدان جنگ میں دعوتِ مبارزت کے وقت یا نکاح اور رشتہ کے وقت بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کے لیے کفو ہے یعنی اس کے جوڑ کا ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کائنات کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو خدا کے جوڑ کی ہو اور تمہیں سمجھایا جا سکے کہ خدا فلاں چیز کی مانند ہے۔ یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے

(۱) [بخاری (۴۹۷۴) کتاب التفسیر، مسند احمد (۳۱۷/۲ - ۳۵۰)]

مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [الشوری: ۱۱] ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔“ (۱)  
 ﴿اللہ تعالیٰ کے مزید تعارف اور صفات و خصائص کے لیے آئندہ ”توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کا بیان“ ملاحظہ فرمائیے۔

### چند باطل عقائد و نظریات

#### عقیدہ وحدۃ الوجود

وحدۃ الوجود کا عقیدہ یہ ہے کہ ”کائنات کی ہر چیز خدا ہے اور خدا کا کوئی الگ مستقل وجود نہیں۔“ فارسی میں اس عقیدے کو ”ہمہ اوست“ (یعنی سب کچھ وہی ہے) کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ اس کی رو سے پاکی ناپاکی، حلال و حرام، کفر و ایمان، توحید و شرک، خالق و مخلوق، عابد و معبود غرض کسی بھی چیز میں کوئی تناقض اور فرق نہیں حتیٰ کہ کوڑے اور غلاظت کے ڈھیر، کافر و مشرک، سانپ بچھو، کتے اور خنزیر میں بھی خدا موجود ہے۔ (العباد باللہ) یہ عقیدہ صراحۃً کتاب و سنت کی تعلیمات کے منافی ہے اور کوئی بھی ذی شعور انسان اسے قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی ابن عربی جیسے صوفی نے اس کے حق میں کتابیں لکھ کر اسے مقبول بنا دیا جو آج تک صوفیاء کے ایک معروف عقیدے کے طور پر جانا جاتا ہے۔

#### عقیدہ وحدۃ الشہود

وحدۃ الشہود یہ ہے کہ ”کائنات کی ہر چیز اللہ کا سایہ ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ کا الگ مستقل وجود تو موجود ہے لیکن یہ مخلوق درحقیقت اسی کا سایہ ہے۔ اگر اس عقیدے کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ دنیا میں ہونے والی تبدیلیاں، اشیاء کا فنا و زوال دراصل اللہ کا فنا و زوال ہے (العباد باللہ) کیونکہ سایہ ہمیشہ اپنی اصل کے تابع ہوتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی لہذا کائنات اللہ کا سایہ نہیں اور یہ عقیدہ باطل ہے۔ علاوہ ازیں اس عقیدے کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کتاب و سنت کی تعلیمات اور عہد صحابہ و تابعین میں اس کی کہیں کوئی مثال تک نہیں ملتی۔ اگر یہ عقیدہ درست ہوتا تو اسلاف سے کوئی تو اس کا ثبوت ملتا۔

#### عقیدہ حلول و اتحاد

حلول و اتحاد کا عقیدہ یہ ہے کہ ”بعض اوقات اللہ تعالیٰ انسانی وجود میں اتر آتے ہیں اور پھر اللہ اور انسان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔“ یہ بھی صوفیاء کا عقیدہ ہے۔ اسلام کی رو سے یہ بھی باطل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہود

(۱) [ماخوذ از، تیسیر القرآن (۷۱۱/۴-۷۱۲)]

نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا وجود قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی تردید فرمائی بلکہ اسے کفر سے تعبیر فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [المائدة: ۷۲] ”یقیناً ان لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔“

### ان عقائد کے اثبات کے لیے ایک باطل تاویل

صوفیاء اپنے ان باطل عقائد کے اثبات میں جو روایات پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ...﴾ ”میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا نکان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔“ (۱)

اس حدیث کی باطل تاویل کر کے عقیدہ حلول ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خدا بذاتِ خود بندے میں اتر آتا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب بندہ اللہ کی محبت میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کے ظاہری و باطنی حواس سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ہاتھ، پاؤں، کان اور آنکھ سے صرف وہی کام کرتا ہے جس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسی حدیث کا آخری حصہ بھی اس عقیدے کی تردید کرتا ہے کیونکہ آخر میں ہے کہ بندہ سوال کرتا ہے اور اللہ عطا کرتا ہے، بندہ پناہ مانگتا ہے اور اللہ پناہ دیتا ہے۔ اگر بندہ ہی خدا بن چکا ہے تو پھر سوال کس سے اور پناہ کا مطالبہ کس سے؟

### ان عقائد کی بنیاد چند باطل روایات

ان باطل عقائد کے اثبات کے لیے چند جھوٹی اور من گھڑت روایات کا بھی سہارا لیا جاتا ہے، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

- (۱) ﴿كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا﴾ ”میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔“ (۲)
- (۲) ﴿مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ﴾ ”جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے رب کو

(۱) [بخاری (۶۵۰۲) کتاب الرقاق : باب التواضع]

(۲) [موضوع : المقاصد الحسنة (۱۷۴/۱) المصنوع (۱۴۱/۱) المقاصد الحسنة للسخاوی (ص : ۵۲۱)]

پہچان لیا۔“ (۱)

(3) ﴿مَا وَسِعَنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَ وَسِعَنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ﴾ ”مجھے نہ میری زمین نے وسعت دی نہ آسمان نے، البتہ میرے مؤمن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے (یعنی میں اپنے مؤمن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں)۔“ (۲)

ان اور ان جیسی دیگر من گھڑت روایات کی بالتفصیل تحقیق کے لیے ہماری ”سلسلہ احادیث ضعیفہ“ کی کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

### کلمہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم ، تقاضا اور شروط

#### کلمہ کا مفہوم

کلمہ کی ابتدا میں لا نفی جس کے لیے ہے۔ الہ اس کا اسم ہے۔ اور خبر محذوف ہے اور وہ ہے حق۔ اَلَا اللہ خبر حق سے استثناء ہے۔ یعنی لا اِلٰہَ حَقُّ اِلَّا اللہ (کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ)۔

لفظ الہ کے عربی میں اگرچہ مختلف معانی ہیں (جیسے وہ جس کی اطاعت کی جائے، جس کی پناہ لی جائے وغیرہ وغیرہ) مگر کلمہ میں اس سے مراد معبود ہے (یعنی خالصتاً جس کی عبادت کی جائے، جسے حصول منفعت اور دفع ضرر کے لیے پکارا جائے اور جس سے مدد طلب کی جائے وغیرہ)۔ یوں کلمہ کا معنی یہ ہوگا کہ ”کوئی بھی معبود برحق نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ“، یعنی غیر اللہ سے عبادت کی مکمل نفی اور اللہ کے لیے اس کا اثبات۔ یہی چیز قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ خُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ [الحج : ۶۲] ”یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جنہیں وہ پکارتے ہیں، باطل ہیں۔“

دیگر متعدد آیات کریمہ سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾ [الاسراء : ۲۳] ”تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تم نہ عبادت کرو مگر صرف اسی کی۔“ ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ [الذاریات : ۵۶] ”اور میں نے جن و انس کو صرف اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں۔“ اس معنی کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

#### مشرکین مکہ اور کلمہ کا مفہوم

جب نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کو اس کلمہ کی دعوت دی تو انہوں نے بھی اس کا یہی (غیر اللہ سے ہر قسم کی

(۱) [موضوع : الأسرار المرفوعة (۵۰۶) تنزیہ الشریعة (۲/۴۰۲) تذکرة الموضوعات (۱۱)]

(۲) [موضوع : امام ابن تیمیہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔] کما فی المصنوع فی معرفة الحلیث الموضوع (ص : ۱۶۴)]



عبادت کی نفی والا) معنی سمجھا تھا۔ چنانچہ جب آپ نے ان سے فرمایا ﴿قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلَحُوا﴾ ”لا الہ الا اللہ کہہ دو، فلاح پا جاؤ گے۔“ (۱) تو انہوں نے انکار کر دیا، کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس کلمے کے اقرار کا مطلب ان تمام معبودوں کا انکار ہے جن کی ان کے آباؤ اجداد مورتیوں، پتھروں اور درختوں وغیرہ کی صورت میں پوجا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۖ وَيَقُولُونَ آيَاتُ الْتَارِ كُتِبَتْ لَنَا لِيُشَاعِرَ كُفْرُؤُنَا ۖ﴾ [الصافات: ۳۵-۳۶] ”یہ (مشرکین) وہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی (تکبر اور انکار) کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟“

معلوم ہوا کہ مشرکین کہہ کر کلمہ کا معنی ”غیر اللہ سے عبادت کی مکمل نفی اور اس کی صرف اللہ کے ساتھ تخصیص“ ہی سمجھا تھا۔ اس لیے بعد میں جو بھی مسلمان ہوا، اس نے مکمل طور پر شرک چھوڑ دیا اور عبادت کو صرف اللہ کے لیے ہی خالص کر دیا۔

### کلمے کا تقاضا

درج بالا کلمہ کے معنی و مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ اس کلمہ کا یہ تقاضا ہے کہ مکمل طور پر غیر اللہ کی عبادت ترک کر دی جائے اور خالص ہو کر صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔ بالفاظ دیگر قیام، رکوع و سجود صرف اللہ ہی کے لیے کیا جائے، دعا و فریاد صرف اللہ ہی سے کی جائے، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے صرف اللہ ہی کو پکارا جائے، مدد صرف اللہ ہی سے طلب کی جائے، خشوع و خضوع صرف اللہ ہی کے لیے ہو، قربانی، نذر نیاز اور چڑھاوا بھی صرف اللہ ہی کے نام کا دیا جائے۔ الغرض عبادت کی ہر قسم صرف اللہ ہی کے لیے بجالائی جائے۔

یہ ہرگز کافی نہیں کہ کلمہ پڑھ کر محض اللہ کو خالق و مالک اور رازق تسلیم کر لیا اور جب کوئی مصیبت آن پڑی تو اس کے دفیہ کے لیے غیر اللہ کے دربار میں جا حاضر ہوئے۔ یاد رکھئے کہ اگر کلمہ سے یہی مقصود ہوتا تو مشرکین کبھی بھی اس کا انکار نہ کرتے کیونکہ اللہ کو خالق و مالک اور رازق تو وہ بھی تسلیم کرتے تھے (مگر جب انہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی جاتی تو انکار کر دیتے) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَأَمَّنُ بِمِلَّتِكَ السَّنْعِ وَالْأَبْصَارِ وَمَنْ يُغْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَيُغْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ﴾ [يونس: ۳۱] ”کہہ

(۱) [صحیح: مسند احمد (۳۷۶/۵)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند صحیح کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۲۳۲۴۰)]

دیتے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ۔“

زبان سے کہہ بھی دیا اللہ تو کیا حاصل  
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

### کلمے کی شروط

کلمہ توحید کی اگر چہ احادیث میں بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اسے ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے (جیسا کہ اس کی فضیلت آئندہ باب ”توحید کی فضیلت کا بیان“ میں بالتفصیل ذکر ہوئی ہے)۔ لیکن ہر عمل کی طرح اس کی بھی کچھ شرائط ہیں، جنہیں پورا کرنے پر ہی اس کلمے کا کچھ فائدہ ہوگا اور وہ شروط یہ ہیں:

- ① کلمہ کے معنی و مفہوم کا علم ہوتا کہ اس کے تقاضے پورے کیے جاسکیں۔
- ② کامل یقین سے کلمہ پڑھا جائے، کچھ بھی شک نہ ہو۔
- ③ مخلص ہو کر سچے دل سے کلمہ پڑھا جائے، منافقین کی طرح محض دکھاوے کے لیے نہ پڑھا جائے۔
- ④ دل و زبان اور عمل سے کلمہ کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اس کے منافی ہر چیز کی تردید کی جائے۔

### روز ازل سے عہدہ توحید کا عہد

اللہ رب العزت نے جب آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام اولادِ آدم کی ارواح کو نکالا تو سب سے پہلے ان سے اپنی ربوبیت اور الوہیت کا اقرار کرایا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ کوئی مشرک و کافر روزِ قیامت یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ میرا رب کون ہے اور میرا معبود کون ہے؟ اور اس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ کوئی بھی انسان اپنی سابقہ نسلوں اور بگڑے ہوئے ماحول پر اپنی گمراہی کی ذمہ داری ڈال کر خود بری الذمہ نہ ہو سکے کیونکہ ہر شخص سے انفرادی طور پر یہ عہد لیا گیا تھا، اب کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصل میں مشرک یا قصور وار تو ہمارے بڑے بزرگ تھے اور ہمیں محض ان کی اولاد ہونے کی سزا کیوں دی جا رہی ہے؟ اس عہد کو عہدِ اَلْسْتُ کہا جاتا ہے جو قرآن کریم کے الفاظ اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ سے ماخوذ ہے۔ بطورِ دلیل آیت کریمہ اور بذریعہ حدیث اس کی تفسیر آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

### آیت کریمہ

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ شَهِدْنَا ۚ أَن يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿٢٢٠﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا

أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ [الاعراف : ۱۷۲-۱۷۳] ”اور جب آپ کے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ ہیں۔ (یہ عہد اس لیے لیا) تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟۔“

### تفسیر بالحدیث

اس آیت کی تفسیر ایک حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے کہ ﴿جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ آزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاَسْتَطَقَّهُمْ فَتَكَلَّمُوا ثُمَّ اخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْحِمَاثَ ... قَالُوا شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبَّنَا وَالْهِنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ لَنَا غَيْرُكَ ، فَأَقْرَأُوا بِذَلِكَ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے انہیں (یعنی اولادِ آدم کو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالنے کے بعد) جمع کیا اور انہیں جوڑے جوڑے بنایا، پھر انہیں صورت دی اور پھر انہیں بلوایا۔ انہوں نے (اللہ کی مشیت کے مطابق) بات کی۔ بعد ازاں ان سے عہد و میثاق لیا اور انہیں ان کی ذوات پر گواہ بنایا کہ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ انہوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے گواہی دی، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں نیز تم پر تمہارے باپ آدم کو گواہ بناتا ہوں کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں تو اس کا علم نہ تھا یقین کرو کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے، میرے ساتھ تمہیں کسی کو بھی شریک نہ کرنا ہوگا، یقیناً میں تمہاری جانب اپنے پیغمبروں کو بھیجتا رہوں گا جو تمہیں میرے ساتھ (کیا ہوا) عہد و بیان یاد دلاتے رہیں گے اور تم پر اپنی کتابوں کو نازل کروں گا۔ ان سب نے کہا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہمارا رب اور معبود ہے، تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ ہی معبود۔ چنانچہ انہوں نے ان باتوں کا اقرار کر لیا۔“ (۱)

### یہ عہد ہمیں یاد کیوں نہیں؟

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ عہد اتنا اہم تھا تو آج ہمیں یاد کیوں نہیں؟ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ ہمیں تو اپنی ماں کے پیٹ میں رہنا، پیدا ہونا، مقامِ پیدائش اور وقتِ پیدائش بھی یاد نہیں۔ غرض کہ بے شمار

(۱) [حسن موقوف : مسند احمد (۱۳۵/۵) مشکاة المصابیح (۱۱۸) کتاب الایمان : باب الایمان بالقدر، مشکاة کی تخریج ہدایۃ الرواة میں ہے کہ اس روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے نہیں بلکہ ان کے بیٹے عبد اللہ نے ”زوائد المسند (۱۳۵/۵)“ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن موقوف ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ رائے سے ایسی بات نہیں کہی جاسکتی۔ [ہدایۃ الرواة (۱۱۲/۱)]

ایسی باتیں ہیں جو ہمیں یاد نہیں مگر وہ اپنی جگہ ٹھوس حقیقتیں ہیں لہذا یاد نہ رہنے کا عذر معقول نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہی نہ تھا کہ وہ عہد انسان کو ہر وقت یاد رہے کیونکہ اس صورت میں انسان اللہ سے بغاوت اور اس کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتا تھا اور یہ بات مشیت الہی کے خلاف ہے کیونکہ یہ دنیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے لہذا اس واقعہ کو انسان کے شعور میں نہیں بلکہ تحت اشعور یا وجدان میں رکھ دیا گیا اور یہ اسی داعیہ کا اثر ہے کہ بعض دفعہ پتے کا فرور دہریہ قسم کے لوگ بھی اللہ کی ذات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا مصیبت کے وقت لاشعوری طور پر اسے پکارنے لگتے ہیں۔ اس عہد کے لاشعور میں موجود ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ انسان میں دو طرح کی استعدادیں رکھی گئی ہیں ایک بالقوہ، دوسری بالفعل۔ مثلاً ایک انسان پیٹرن بننا چاہتا ہے تو وہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس میں یہ استعداد بالقوہ موجود ہو یعنی وہ پیٹرن بننے کی صلاحیت رکھتا ہو پھر اسے اس کے مطابق خارجی ماحول میسر آ جائے یعنی اسے کوئی استاد، وقت، متعلقہ آلات اور سامان مل جائے تو محنت سے وہ پیٹرن بن جائے گا۔ اس وقت اس کی وہ استعداد جو بالقوہ تھی وہ بالفعل میں تبدیل ہو گئی اور اگر انسان یہ چاہے کہ وہ فرشتہ بن جائے تو وہ کبھی نہ بن سکے گا خواہ لاکھوں کوششیں کرے کیونکہ اس میں فرشتہ بننے کی استعداد بالقوہ موجود ہی نہیں۔ اب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اس عہد الست کی یاد انسان میں بالقوہ موجود ہے پھر اسے خارج سے موافق ماحول اور سامان میسر آ جاتا ہے تو اس کی یہی استعداد بالفعل میں تبدیل ہو جاتی ہے، موافق سامان اور ماحول سے یہاں مراد اللہ کے پیغمبر اور اس کی کتابیں ہیں جو انسان کی استعداد کو صحیح راستے پر چلا دیتی ہیں۔ گویا انبیاء اور کتابوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ جو استعداد انسان کے اندر بالقوہ موجود تھی اس کو یاد دہانی کراتے رہیں اور اسے بالفعل کے مقام پر لے آئیں۔ (۱)

بہر حال اس سوال کے جواب کے بعد ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ازل کا بھولا ہوا وعدہ یاد دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور کتابیں بھی نازل فرمائیں تو پھر شرک کا آغاز کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ کیا اسباب تھے؟ اس کے لیے آئندہ سطور ملاحظہ فرمائیے۔

### شرک کا آغاز

شرک کا آغاز قوم نوح سے ہوا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ

(۱) [ماخوذ از، تیسیر القرآن (۲/۱۱۵)]

وَيَعُوقُ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ [نوح : ٢٣] ”(سرداران قوم نوح نے لوگوں سے) کہا کہ ہرگز اپنے محبوبوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)۔“

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (( هَذِهِ أَسْمَاءُ قَوْمِ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ ، فَلَمَّا هَلَكُوا ... )) یعنی یہ (ود، سواع وغیرہ) قوم نوح کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب یہ مر گئے تو شیطان نے ان کے عقیدت مندوں کو کہا کہ ان کی تصویریں بنا کر تم اپنے گھروں اور دکانوں میں رکھ لو تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اور ان کے تصور سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو۔ جب یہ تصویریں بنا کر رکھنے والے فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کر دیا کہ تمہارے آباء تو ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لٹک رہی ہیں، چنانچہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔“ (۱)

بعد ازاں ان بتوں کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہوتی رہی۔ چنانچہ وَدّ دومتہ الجدل میں قبیلہ کلب کا، سُوَاع ساحل بحر کے قبیلہ بذیل کا، یَغُوث سبا کے قریب جگہ میں مراد اور بنی غطفان کا، یَعُوق ہمدان قبیلہ کا اور نَسْر حمیر قوم کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود رہا۔ (۲)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان

شرک کا آغاز یوں ہوا کہ جب نیک لوگ فوت ہوئے تو لوگوں نے ان کی قبروں کی مجاوری شروع کر دی، پھر ان کی تصاویر بنالیں اور پھر ان کی عبادت کرنے لگے۔ یہی پہلا شرک تھا جو اولادِ آدم میں ظاہر ہوا اور ایسا قومِ نوح میں ہوا تھا۔ (۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بیان

فرماتے ہیں کہ اکثر سلف کا کہنا ہے کہ یہ (ود، سواع وغیرہ) قوم نوح کے نیک لوگ تھے، پھر جب وہ فوت ہوئے تو لوگ ان کی قبروں کے مجاور بن گئے، پھر ان کی تصویریں بنالیں، پھر جب طویل عرصہ گزر گیا تو ان کی عبادت کرنے لگے۔ (۴)

معلوم ہوا کہ شرک کا آغاز قومِ نوح سے ہوا تھا اور اس کا سبب نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو اور ان کی مدح و ثنا میں حد سے تجاوز تھا کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی محبت میں ان کی قبروں پر آستانے بنا لیے گئے، قبروں کی مجاوری شروع کر دی گئی، پھر ان کی یاد دلوں میں تازہ رکھنے کے لیے ان کی تصویریں بنا کر گھروں میں رکھ لی گئیں۔ پھر بعد کی نسلوں نے ان کی تصویریں، مجسموں اور قبروں کی پوجا شروع کر دی۔

(۱) [تفسیر احسن البیان (ص : ۱۶۳۶)]

(۲) [بخاری (۹۹۲۰) کتاب التفسیر]

(۳) [الحسنة والسینة لابن تیمیہ (ص : ۱۱۶)]

(۴) [اغاثة اللہفان (۲۱۰/۱)]

قومِ نوح کی طرح بعینہ یہ گمراہی آج بھی دیکھنے کو ملتی ہے کہ لوگ اپنے فوت شدہ بزرگوں کی محبت میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور ان کی قبروں پر مزار بنارہے ہیں، ان کے آستانوں پر حاضری دے رہے ہیں، ان کی یاد میں عرس اور میلے منعقد کرتے ہیں، ان کی تصویریں اور مجسمے ان کی یاد تازہ رکھنے کے لیے گھروں اور دکانوں میں رکھتے ہیں۔ پھر مصائب و مشکلات میں انہی کو پکارتے ہیں۔ تو کیا یہ وہی شرک نہیں جس کا آغاز قومِ نوح سے ہوا، جس سے کتاب و سنت میں روکا گیا ہے، ڈرایا گیا ہے، جہنم کی وعیدیں سنائی گئی ہیں؟ یقیناً یہ وہی شرک ہے، اس لیے ہر ممکن طریقے سے اس سے بچنے اور دوسروں کو اس سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (واللہ المستعان)

### شرک کی تردید

جب سے شرک کا آغاز ہوا اس کی تردید بھی جاری ہے۔ شرک سے روکنے والا اولین طبقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے جنہیں مبعوث کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ لوگوں کو توحید کی دعوت دیں اور شرک سے بچائیں حتیٰ کہ خاتم النبیین ﷺ کی ساری زندگی بھی اسی مشن میں صرف ہوئی۔ اس کی کچھ تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

#### انبیاء کرام علیہم السلام

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (تاکہ وہ لوگوں کو یہ دعوت دے) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے بچو۔“ [النحل: ۳۶] جب سے انسانوں میں قومِ نوح کے زمانے میں شرک پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسی پیغام کے ساتھ لوگوں کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔ سب سے پہلے رسول جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف مبعوث فرمایا، وہ نوح علیہ السلام تھے اور خاتم النبیین محمد ﷺ ہیں، جنہیں تمام جن و انس کی طرف مبعوث کیا گیا۔ ان تمام انبیاء کرام نے اللہ کی توحید ہی کی دعوت دی اور لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے شرک سے بچانے کی کوشش کی۔

قومِ نوح نے بت پرستی کا آغاز کر کے شرک کو رائج کیا (۱) تو نوح علیہ السلام نے اس کی پرزور تردید کی۔ قومِ عاد میں بھی بتوں کی پوجا جاری رہی، ان کے بت صدا، صمود اور وہراتھے (۲)، ہود علیہ السلام نے انہیں اس شرک سے روکا۔ قومِ ثمود بھی شرک فی العبادۃ کی مرتکب تھی، یہ لوگ بتوں کو پوجتے اور اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے پر تکبر و فخر کرتے اور اللہ کا شکر نہ کرتے (۳)، انہیں صالح علیہ السلام نے اس رویے سے روکا۔ ابراہیم علیہ السلام کی قوم لکڑی اور پتھر کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتی، اس قوم کے لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے (۴)، ابراہیم علیہ السلام

(۲) [البداية والنهاية لابن كثير (۱/۱۲۱)]

(۴) [تفسير رازی (۲/۱۲۲)]

(۱) [بخاری (۴۹۲۰) کتاب التفسیر]

(۳) [تاریخ طبری (۱/۲۲۶)]

نے انہیں ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی۔ قوم لوط بھی مشرک تھی <sup>(۱)</sup>، انہیں لوط علیہ السلام نے شرک سے روکا۔ یوسف علیہ السلام کی قوم بھی شرک فی العبادۃ اور شرک فی الربوبیۃ کی مرتکب تھی، مزید برآں وہ الہی قوانین کے برخلاف اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے بھی کیا کرتے تھے جو کہ شرک کی ہی ایک قسم ہے <sup>(۲)</sup> تو یوسف علیہ السلام نے انہیں اس شرک سے روکنے کی کوشش کی۔ یونس علیہ السلام کی قوم بھی شرک و کفر پر تھی اور بت پرستی کی مرتکب تھی <sup>(۳)</sup>، انہوں نے اسے شرک سے بچنے کی تلقین کی۔ قوم موسیٰ کے لوگ بھی بت پرست تھے، ان میں سے بعض تو سورج، چاند، ستاروں اور بعض حیوانات جیسے گائیوں اور بندروں کے بھی پجاری تھے <sup>(۴)</sup>، موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ہر ممکن طریقے سے روکا۔ الغرض تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں لوگوں کو شرک سے روکا کیونکہ یہ ان کا اولین فریضہ تھا۔ مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید اور شرک سے روکنے کے متعلق مزید کچھ دلائل وحوالہ جات کے لیے دیکھئے آئندہ باب ”توحید کی اہمیت کا بیان“۔

### محمد رسول اللہ ﷺ

محمد ﷺ کا زمانہ آیا تو عرب کے جاہلی معاشرے میں بھی شرک جاری تھا اور بت پرستی کا عام رواج تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بھی لوگوں کو شرک سے روکا حتیٰ کہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی ساری زندگی شرک کا قلع قمع کرنے میں ہی صرف ہو گئی تو بے جا نہ ہوگا۔ ابتداءً چونکہ جہاد و قتال کے احکام نازل نہ ہوئے تھے اس لیے آپ نے محض بذریعہ دعوت لوگوں کو توحید کا پرچار کیا۔ پہلے گھروالوں اور قریبی رشتہ داروں کو دعوت دی <sup>(۵)</sup>۔ پھر عام اعلان فرما دیا کہ ”اے لوگو! کہہ لا الہ الا اللہ کہہ دو فلاح پا جاؤ گے۔“ <sup>(۶)</sup>

اس راستے میں آپ ﷺ کو بہت سی اذیتوں اور مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا جیسے آپ کی دو صاحبزادیوں (رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما) کو طلاق دے دی گئی۔ آپ کو شاعر، پاگل اور جادوگر کہا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ پتھر مارے گئے۔ حالت سجدہ میں آپ پر اونٹ کی اوجھری رکھ دی گئی <sup>(۷)</sup> مگر آپ کے پائے ثبات میں کچھ بھی لغزش نہ آئی۔ ایک دفعہ ایک مشرک نے آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر نہایت سختی سے آپ کا گلا باندھا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے دور ہٹایا اور کہا کہ ”کیا تم محض اس وجہ سے ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟“ <sup>(۸)</sup>

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۲۴۹/۱۶)] (۲) [سورہ یوسف: آیت ۳۹ - ۴۰]

(۳) [الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (۲۰۸/۱)] (۴) [دعوت توحید، للہراس (ص: ۱۵۲)]

(۵) [الشعراء: ۲۱۴]، [بخاری (۴۹۷۱) مسلم (۲۰۸) (۲۰۵)]

(۶) [صحیح: مسند احمد (۳۷۶/۵)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند صحیح کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۲۳۲۴۰)]

(۷) [الرحیق المختوم (ص: ۱۲۳-۱۲۶)] (۸) [بخاری (۳۶۷۸) کتاب فضائل اصحاب النبی]

شرک کے معاملے میں کوئی مفاہمت بھی قابل قبول نہیں۔ چنانچہ جب مشرکوں نے نبی ﷺ کو یہ پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کر لیا کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کر لیا کریں، تو اس کی تردید میں پوری سورت (سورۃ کافرون) نازل کر دی گئی۔

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝۳ وَلَا اَنَا عٰبِدُ مَا عٰبَدْتُمْ ۝۴ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶﴾ [الکافرون]

”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔“ (۱)

بہر حال مکی زندگی کے تیرہ سال اسی طرح محض زبانی دعوت، کفار کی طرف سے اذیتوں اور ان پر عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے ہی گزر گئے۔ لیکن جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو آپ کو کفار و مشرکین کے خلاف لڑائی کی اجازت دے دی گئی۔ یہ اجازت پہلے صرف ان کفار تک محدود تھی جنہوں نے آپ پر ظلم کیا تھا۔ (۲) لیکن بعد ازاں ساری دنیا میں دین کے غلبہ تک مشرکوں کے خلاف لڑائی کا حکم دے دیا گیا۔ (۳) چنانچہ مشرکوں کے خلاف پہلا خونیں معرکہ میدان بدر میں ہوا، جہاں نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی فریاد کی اور کہا ”اے اللہ! اگر یہ (چند صحابہ کا) گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی۔“ (۴) ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ اس جنگ اور لڑائی کا مقصد صرف یہی تھا کہ عبادت صرف ایک اللہ ہی کی ہونی چاہیے۔

غزوہ بدر کے بعد کفر و اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ غزوہ اُحد کی صورت میں ہوا۔ اس میں چونکہ ستر کے قریب صحابہ شہید ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کی شہادت کی بھی افواہ پھیل گئی تھی، اس لیے اس کے اختتام پر اربوسفیان نے جبل اُحد پر چڑھ کر بلند آواز سے محمد ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا۔ آگے سے کوئی جواب نہ آیا تو اس نے کہا چلو ان تینوں سے تو نجات ملی۔ تب اس نے کہا ((اَعْلَىٰ هُبْلَىٰ)) ”ہبل (ہمارا معبود) بلند ہو۔“ نبی ﷺ نے اپنی اور اپنے دونوں ساتھیوں کی بے عزتی تو برداشت کر لی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی عزت پر حرف آیا تو اسے برداشت نہ کیا

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۶/۶۶۷)]

(۲) [اِذِۤنَ لِلَّذِيۡنَ يَفْقَهُوۡنَ بِاَنۡهٰمْ ظٰلِمُوۡا - الحج : ۳۹]

(۳) [وَقَاتِلُوْهُمۡ حَتّٰی لَا تَكُوۡنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهُ لِلّٰہِ - الانفال : ۳۹]

(۴) [حسن : صحیح ترمذی، ترمذی (۳۰۸۱) ارواء الغلیل (۴۵۰۵)]



اور فوراً جواب دینے کو کہا کہ (( اَللّٰهُ اَعْلٰی وَ اَجَلٌ )) ”اللہ ہی اعلیٰ و برتر ہے۔“ پھر ابوسفیان نے کہا (( لَنَا عَزٰی وَ لَا عَزٰی لَكُمْ )) ”ہمارے لیے عزی ہے اور تمہارے لیے عزی نہیں۔“ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ (( اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلٰی لَكُمْ )) ”اللہ ہمارا مولیٰ (سرپرست) ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔“ (۱) اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کے خلاف جنگ کا سبب عقیدہ توحید ہی تھا۔

غزوہ اُحد کے بعد بھی مشرکین کے خلاف غزوات کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو 8 ہجری میں فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل کیا۔ تو آپ نے بیت اللہ میں موجود تین سوساٹھ بت (360) اپنے ہاتھ سے گرائے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر باواز بلند اذان دیں۔ تاکہ اللہ کی عظمت و کبریائی کا نعرہ چہار سو گونج جائے اور سب پر واضح ہو جائے کہ عبادت و اطاعت کی مستحق ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فتح مکہ کے بعد چونکہ نبی ﷺ ہی جزیرہ عرب کے حکمران تھے اس لیے آپ نے جہاں معاشی و معاشرتی مسائل کی طرف توجہ دی وہاں مراکز شرک کا بھی خاتمہ کیا۔ چنانچہ عربی اور لات کے بت کدوں کو سمار کرنے کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو، منات کو گرانے کے لیے سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو اور سواع کو منہدم کرنے کے لیے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے چھوٹے چھوٹے دستوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ یوں پورے جزیرہ عرب میں توحید کا پرچم لہرا دیا اور شرک کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔ (۲)

### ردِ شرک اور ہمارا فریضہ

قرآن کریم کے مطابق نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے (۳) اور حدیث نبوی کے مطابق نبی کریم ﷺ کی سنت اور طریقے کو اپنانا لازم ہے۔ (۴) لہذا آج ہم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جیسے نبی ﷺ نے بغیر کوئی مفاہمت قبول کئے ساری زندگی ہر ممکن طریقے سے شرک کے خاتمے کی کوشش کی ویسے ہم بھی کریں۔ بذریعہ قوت شرک کو روکیں، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دعوت و بیان کے ذریعے ہی اس کی تردید کریں (۵)۔ پہلے اپنے گھروں سے شرک مٹائیں، پھر اپنے رشتہ داروں اور پھر اپنے علاقوں سے اسے مٹانے کی کوشش کریں اور پھر پوری دنیا سے اسے مٹانے کی کوشش میں لگ جائیں۔ یہی الہی تعلیمات ہیں، یہی منج محمدی ہے، یہی اسوۂ صحابہ ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے۔ (واللہ الموفق)

(۱) [صحیح: فقہ السیرۃ، بتحقیق الالبانی (ص: ۲۶۰) سیرۃ ابن ہشام (۹۴/۲)]

(۲) [ان تمام واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام، الرقیق المختوم، رحمۃ للعالمین]

(۳) [لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - الاحزاب: ۲۱]

(۴) [«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي»: ترمذی (۲۶۷۶) ابن ماجہ (۴۲) السلسلة الصحيحة (۲۷۳۵)]

(۵) [«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ...»: مسلم (۴۹) ابوداؤد (۱۱۴۰) ترمذی (۲۲۶۳)]

## کتاب التوحید والشرک توحید و شرک کے مسائل

توحید کی پہچان کا بیان	* باب معرفة التوحید
توحید کی فضیلت کا بیان	* باب فضيلة التوحید
توحید کی اہمیت کا بیان	* باب اهمية التوحید
توحید کی اقسام کا بیان	* باب انواع التوحید
شرک کی پہچان کا بیان	* باب معرفة الشرک
شرک کی مذمت کا بیان	* باب ذم الشرک
شرک سے بچنے کا بیان	* باب اجتناب الشرک
شرک کی اقسام کا بیان	* باب انواع الشرک
ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان	* باب انسداد وسائل الشرک
متفرق مسائل کا بیان	* باب المسائل المتفرقة
توحید و شرک سے متعلقہ	* باب الاحادیث الضعيفة
ضعیف احادیث کا بیان	عهد التوحید والشرک

WWW-KITABOSUNNAT.COM

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [محمد: ۱۹]

”جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔“

حدیث نبوی ہے کہ

﴿أَيُّهَا النَّاسُ اقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلِحُوا﴾

”اے لوگو! کہہ لا الہ الا اللہ کہہ دو قلاح پا جاؤ گے۔“

[صحیح: احمد (۳۷۶/۵) لموسوعة الحديث (۲۳۲۴۰)]

## توحید کی پہچان کا بیان

## باب معرفة التوحيد

## توحید کا مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظ توحید باب وَحَدَ يُوَحِّدُ (بروزن تفعیل) سے مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے ”ایک بنانا، یکتا کہنا وغیرہ“۔

شرعاً عقیدہ توحید سے مراد یہ پختہ اعتقاد ہے کہ ”اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنے افعال (یعنی ربوبیت)، اسماء و صفات اور عبادت (یعنی الوہیت) میں یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر و شریک نہیں۔“ عقیدہ توحید کی اور بھی مختلف الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں جیسے:

- 1- اللہ تعالیٰ کو ان تمام امور میں یکتا سمجھنا جن کا وہ استحقاق رکھتا ہے۔
  - 2- اللہ تعالیٰ کو اس کے حقوق میں یکتا تصور کرنا۔
  - 3- اس بات کا پختہ اعتقاد رکھنا کہ ہر چیز کا مالک، خالق اور کائنات کا منتظم صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے (وغیرہ وغیرہ)۔<sup>(۱)</sup>
  - 4- اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں یکتا ہے۔<sup>(۲)</sup>
  - 5- یہ اعتراف کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کمال کے ساتھ یکتا ہے اور خالص ہو کر اسی کی عبادت کرنا۔<sup>(۳)</sup>
- ان تمام تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید کے بنیادی اجزاء تین ہی ہیں:

- 1- توحید ربوبیت
  - 2- توحید الوہیت
  - 3- توحید اسماء و صفات
- انہی اجزاء کو توحید کی تین انواع و اقسام بھی کہا جاتا ہے۔ جن کی کچھ تفصیل آئندہ باب ”توحید کی اقسام کا بیان“ کے تحت آئے گی۔

## توحید کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے

کیونکہ توحید اولین مطلوب خداوندی ہے، اسلام کا پہلا حکم ہے، کتاب و سنت میں سب سے زیادہ اسی کا حکم دیا گیا ہے اور تمام انبیاء و رسل اسی کی دعوت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ لہذا توحید کو اپنانے کے لیے اس کی پہچان حاصل کرنا بھی واجب ہے کیونکہ جب تک اس کی پہچان نہیں ہوگی، اس کی انواع و اقسام کا مکمل تعارف نہیں ہوگا،

(۱) [دیکھئے: الايمان بالله، محمد بن ابراهيم الحمد (ص: ۲)]

(۲) [لوامع الانوار البهية (۵۷/۱)]

(۳) [القول السديد للسعدی (ص: ۱۰)]

اسے صحیح طور پر اپنانا ممکن ہی نہیں۔ علاوہ ازیں توحید کا علم حاصل کرنے کا حکم قرآن کریم میں ان لفظوں میں بھی موجود ہے ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [محمد: ۱۹] ”علم حاصل کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔“ نیز فرمان نبوی ہے کہ ﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ﴾ ”ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔“ (۱) اور بلاشبہ اس علم میں توحید کا علم بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) انہوں نے یحییٰ بن عمار رحمہ اللہ سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ علم کی ایک قسم وہ ہے جس کے بغیر بندے کی زندگی کامل نہیں ہوتی اور وہ توحید کا علم ہے۔ بلاشبہ توحید کے علم کے بعد ہی حقیقی زندگی کا تصور کیا جاسکتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ کسی انسان کو حقیقی زندگی کے ساتھ متصف کیا جائے جب تک کہ وہ توحید باری تعالیٰ کا اقرار نہ کر لے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿أَوَمَنْ كَانَ مِيتًا فَآحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾ [الانعام: ۱۲۲] ”ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔“ (یہاں نور سے مراد توحید کا نور ہے)۔ لہذا معلوم ہوا کہ حقیقی زندگی کا مالک وہی شخص ہے جو توحید کا علم رکھتا ہے (اور پھر اس نور توحید کی روشنی میں اپنی زندگی گزارتا ہے جبکہ کافر کے پاس ایسا کوئی نور نہیں ہوتا اور وہ ساری زندگی کفر و ضلالت کے اندھیروں میں ہی بھٹکتا رہتا ہے، اسی لیے اسے مردہ کہا گیا ہے)۔ (۲)

(سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ) سب سے بڑا واجب کام توحید کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ (۳)  
(شیخ صالح الفوزان) انسان کو جس علم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ توحید و عقیدہ کا علم ہے اور اگر کسی نے اسے چھوڑ دیا تو یقیناً اس نے ایک عظیم واجب کو ترک کر دیا۔ (۴)

### توحید کی پہچان کا فائدہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ اسے کلمہ لا الہ الا اللہ (یعنی عقیدہ توحید) کا علم ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔“ (۵) واضح رہے کہ یہاں وہ شخص مراد ہے جو عقیدہ توحید کا علم حاصل کرنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے۔

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۹۱۳) صحیح ابن ماجہ (۱۸۳) صحیح الترغیب (۷۲)]

(۲) [شرح لامیۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ (۶/۶)] (۳) [مجموع فتاویٰ ابن باز (۱۸۴/۲۸)]

(۴) [اعانة المستفید بشرح کتاب التوحید (۱۰۰/۱)]

(۵) [مسلم (۲۶) مسند احمد (۶۵/۱) نسائی فی عمل الیوم والليلة (۱۱۱۴) حاکم (۳۵۱/۱)]

## توحید کی فضیلت کا بیان

## باب فضل التوحید

خلوص دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا جنت میں داخل ہوگا

- (1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”جس نے خالص ہو کر کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا وہ جنت میں جائے گا۔“ (۱)
- (2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ وَاعْتَقَهُ بِهَا مِنَ النَّارِ﴾ ”جس نے (خالص رضائے الہی کی خاطر) کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخلہ واجب کر دیتے ہیں اور اسے دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں۔“ (۲)
- واضح رہے کہ ان اور آئندہ جن احادیث میں موحد کے جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی کا ذکر ہے ان کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو کلمہ توحید کا اقرار کر لے وہ پھر جو چاہے کرتا پھرے۔ بلکہ اگر موحد بھی گناہ کرے گا تو اسے جہنم میں جانا پڑے گا۔ البتہ وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور جہنم سے آزادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابدی جہنمی نہیں ہے۔ ان تمام احادیث کا یہی مفہوم ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے پر جہنم حرام ہے

- (1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيعُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ أَقَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ يَا مُعَاذُ أَقَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ أَقَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ ، قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَالَ أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذَا تَبَكَّلُوا فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذُ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأْتُمْ﴾ ”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے پھر فرمایا، اے معاذ! تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حاضر ہوں میں اے اللہ کے رسول! آپ نے پھر فرمایا، اے معاذ! معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! تہب آپ ﷺ نے فرمایا ”جو بھی صدق دل سے یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۶۴۳۳) السلسلة الصحيحة (۲۳۵۵)]

(۲) [صحیح لغیرہ: مسند احمد (۴۶۶/۳)] شیخ شعبان ارنؤوط نے اس روایت کو صحیح لغیرہ کہا ہے۔ [الموسوعة

الحديث (۱۵۸۷۷)]

کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے آتشِ جہنم پر حرام کر دیتے ہیں۔“ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تب تو لوگ صرف اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور اعمال میں کوتاہی کریں گے)۔ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ نے (کتمانِ علم کے) گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث (لوگوں سے) بیان کر دی۔“ (۱)

(2) حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَعَبَى بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ﴾ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آتشِ جہنم پر حرام کر دیا ہے جس نے خالص رضائے الہی کی نیت سے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔“ (۲)

### توحید پر فوت ہونے والا جنت میں جائے گا

- (1) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”(موت کے وقت) جس کا آخری کلام کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (۳)
- (2) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور پھر اسی پر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔“ (۴)
- (3) ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ مَاتَ مُسْلِمًا مُؤْمِنًا لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ﴾ ”جو مسلمان مومن اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کرتا تھا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“ (۵)

### توحید کا اقرار کرنے والے کو روزِ قیامت نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ﴾ ”روزِ قیامت میری شفاعت سے سب سے زیادہ فیض یاب وہ شخص ہوگا جو صدقِ دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دے۔“ (۶)

(۱) [بخاری (۱۲۸) مسلم (۴۵۱) کتاب الایمان: باب الدلیل علی ان مات علی التوحید دخل الجنة]

(۲) [بخاری (۴۲۵) مسلم (۲۶۳)]

(۳) [صحیح: صحیح ابو داود (۲۶۷۳) کتاب الحنائن: باب فی التلقین، ابو داود (۳۱۱۶) أحمد]

(۴) [۲۳۳/۵ حاکم (۳۵۱/۱)]

(۵) [صحیح: صحیح الترغیب (۹۸۵) احکام الحنائن للألبانی (ص: ۴۳) مسند احمد (۳۹۱/۵)]

(۶) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۲۶۰۴)]

(۷) [بخاری (۹۹) کتاب العلم، مسند احمد (۳۷۳/۲)]

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا بالآخر جہنم سے نکال لیا جائے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزُنْ ذَرَّةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ﴾ ”جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ (اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر) دوزخ سے نکل آئے گا۔“ (۱)

کلمہ توحید کا اقرار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنے گا

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوسِ السَّحَابَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ سِجِّلًا كُلُّ سِجِّلٍ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتَنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظْلَمَكَ كَتَبْتَنِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَاكَ عَذْرٌ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٍ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزَنَّاكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السَّجِّلَاتِ ، فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَظْلَمُ قَالَ فَتَوْضَعُ السَّجِّلَاتُ فِي كِفَّةٍ وَ الْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السَّجِّلَاتُ وَتَغَلَّتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَنْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْئًا﴾ ”روز قیامت اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک فرد کو الگ کرے گا۔ اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھول دیئے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہوگا کہ کیا تو اس میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے حافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا، نہیں اے پروردگار!۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے پاس اس کا کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا، نہیں اے پروردگار!۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میزان کے پاس حاضر ہو جا۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ! ان بڑے بڑے رجسٹروں کے مقابلے میں اس کاغذ کے ایک ٹکڑے کا کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں وہ ننانوے رجسٹر رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ ٹکڑا رکھ دیا جائے گا۔ رجسٹروں کا پلڑا اہلکا ہو جائے گا اور کاغذ کے ٹکڑے کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔“ (۲)

(۱) [بخاری (۴۴) کتاب الایمان : باب زیادة الایمان ونقصانه ، مسلم (۱۹۳) کتاب الایمان : باب ادنی

أهل الجنة منزلة فيها ، ترمذی (۲۵۹۳) ابن ماجہ (۴۳۱۲) ابن حبان (۶۴۶۴) أبو یعلیٰ (۲۸۸۹)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۶۳۹) ابن ماجہ (۴۳۰۰) الصحیحۃ (۱۳۵) صحیح الجامع (۸۰۹۵)]



(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أَبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغْتَ ذُنُوبَكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أَبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئًا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تَشْرِكُ بِي شَيْئًا لَا تَبْتَغِي بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً﴾ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے بخشش کی امید رکھے گا میں تیرے گناہ معاف کرتا رہوں گا۔ اور اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تیرے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کر دوں۔ اور اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تو میرے پاس روئے زمین کے برابر گناہ لائے اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں روئے زمین کے برابر ہی تیرے پاس معافی لے کر آؤں۔“ (۱)

(3) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَسَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلَى رَغَمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ﴾ ”میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، آپ سفید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے۔ میں واپس چلا گیا۔ دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ابھی سو رہے تھے (میں پھر واپس چلا گیا)۔ پھر حاضر ہوا تو آپ جاگ رہے تھے۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس بندے نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا اور پھر اسی پر مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو۔ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ فرمایا کہ خواہ اس نے زنا کیا ہو، چوری کی ہو، ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا محبت و شفقت بھرا جملہ ہراتے ہوئے باہر نکلے کہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔“ (۲)

(4) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَ

(۱) [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۵۴۰) کتاب الدعوات: باب فضل التوبة والاستغفار، السلسلة الصحيحة (۱۲۷) صحیح الترغیب (۱۶۱۶) صحیح الجامع الصغیر (۴۳۸)]

(۲) [مسلم (۹۴) کتاب الایمان: باب من مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنة ومن مات مشرکاً دخل النار،

بخاری (۱۲۳۷) ترمذی (۲۶۴۴) ابو عوانہ (۱۸۱) بغوی فی شرح السنة (۵۱)]

مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ ... ﴿جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی اور اس جال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا یہ حق ہوگا کہ اس کے گناہ معاف فرمادے۔﴾ (۱)

کلمہ توحید کا اقرار مال و جان کی حرمت کا ذریعہ ہے

فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَّمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ﴾ ﴿جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ کے علاوہ پوجے جانے والے تمام معبودوں کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون (مسلمانوں پر) حرام ہو گیا، البتہ اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔﴾ (۲)

کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا منع ہے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُھَيْنَةَ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَطَعْنَتْهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتْلَتْهُ؟ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ ، قَالَ : أَقَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا ، فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ﴾ ﴿ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ جنگ میں بھیجا تو ہم صبح صبح جہینہ کے علاقے میں پہنچ گئے۔ میں نے وہاں ایک آدمی کو پایا۔ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ لیکن میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر میرے دل میں کچھ غلجبان پیدا ہوا کہ میں نے مسلمان کو قتل کیا یا کافر کو؟ تو میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے تو یہ کلمہ تلوار کے ڈر سے پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا تھا یا نہیں۔ آپ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے حتیٰ کہ مجھے یہ تمنا ہونے لگی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔﴾ (۳)

کلمہ توحید وزن میں بہت بھاری ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

(۱) [حسن : صحیح نسائی ، نسائی (۳۱۳۲) کتاب الجہاد : باب درجۃ المحاہد فی سبیل اللہ]

(۲) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۶۴۳۸)]

(۳) [مسلم (۹۶) کتاب الایمان : باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا الہ الا اللہ ، بخاری (۴۲۶۹) ابو داود

(۲۶۴۳) نسائی فی السنن الکبریٰ (۸۰۹۰/۵) ابن حبان (۴۷۰۱)]

﴿أَمْرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعْنَ فِي كَفَّةٍ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ ... قَصَمْتُهُنَّ﴾ میں تمہیں کلمہ لا الہ الا اللہ (پڑھنے یا اس کا اقرار کرنے یا اس کا تقاضا پورا کرنے) کا حکم دیتا ہوں، بلاشبہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں اور کلمہ لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا کلمہ کی وجہ سے بھاری ہو جائے۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند حلقہ ہوں تو کلمہ لا الہ الا اللہ ان کو توڑ ڈالے۔“ (۱)

### کلمہ توحید افضل ترین ذکر ہے

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ ”افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا ‘الحمد لله‘ ہے۔“ (۲)

(۲) عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ روایت ہے کہ ﴿خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ”بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (۳)

### سوموار اور جمعرات کو ہر موحد کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيَغْفَرُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا ...﴾ ”ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان دونوں دنوں میں ہر ایسے بندے کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرتا ہو۔“ (۴)



(۱) [صحیح: صحیح الادب المفرد للألبانی (۴۲۶/۵۴۸) باب الکبر]

(۲) [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۱۱۰۴) السلسلة الصحيحة (۱۴۹۷) صحیح ترمذی (۲۶۹۴) صحیح

ابن ماجہ (۳۰۶۵) ترمذی (۳۳۸۳) کتاب الدعوات: باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة]

(۳) [حسن: صحیح ترمذی (۲۸۳۷) السلسلة الصحيحة (۱۵۰۳) المشكاة (۲۵۹۸) ترمذی (۳۵۸۵)]

(۴) [صحیح: صحیح ابوداؤد، ابوداؤد (۴۹۱۶) کتاب الادب، صحیح الترغیب (۱۰۴۲)]

## توحید کی اہمیت کا بیان

## باب اہمیت التوحید

عقیدہ توحید انسانی فطرت میں شامل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَدِيمُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الروم : ۳۰] ”پس آپ یکوہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں (یعنی عقیدہ توحید پر مضبوطی سے قائم رہیں)۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت (ملت اسلام اور توحید) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلق کو بدلنا نہیں (یعنی فطرت کو مت بدلو)۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اسی لیے وہ توحید کو چھوڑ کر باطل عقائد و نظریات کو اپنائے بیٹھے ہیں)۔“

تمام انبیاء عقیدہ توحید کی دعوت لے کر مبعوث ہوئے

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ [الانبیاء : ۲۵] ”تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

(۲) ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل : ۳۶] ”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (تا کہ وہ لوگوں کو یہ دعوت دے) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے بچو۔“

حضرت نوح علیہ السلام:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَتَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [الاعراف : ۵۹] ”ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے فرمایا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔“

حضرت ہود علیہ السلام:

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَتَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ [الاعراف : ۶۵] ”اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے

فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔“

﴿حضرت صالح علیہ السلام﴾

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ قَدْ رُفِئَتْ عَنْكُمْ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ وَلَا تَمْسُوهَا يُسْوَءٌ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ إِلَٰهِكُمْ﴾ [الاعراف: ۷۳] ”اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آ پکڑے۔“

﴿حضرت شعیب علیہ السلام﴾

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْهَيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾ [الاعراف: ۸۵] ”اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں، اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی، فساد مت پھیلاؤ، یہی تمہارے لیے نفع مند ہے اگر تم ایمان لاؤ۔“

﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام﴾

﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [۱۶۰] ”اِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ أَفْكَارًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَٰهُ إِلَٰهِيهِ تَرْجَعُونَ“ [العنکبوت: ۱۶-۱۷] ”اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو۔ سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کر رہے ہو وہ تو تمہارے رزق کے مالک نہیں، پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی

کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

حضرت یوسف علیہ السلام:

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ إِلَّا أَسْمَاءَ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاتُهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [يوسف : ٤٠] (جیل کے ساتھیوں کو دعوت دیتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اس (اللہ) کے سوا تم جن کی پوجا کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرما روائی صرف اللہ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنَىٰ اسْرَآئِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ﴾ [المائدة : ٧٢] ”مسح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔“

حضرت محمد ﷺ:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [٦٥] رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ﴾ [٦٦-٦٥ : ص] (اے محمد!) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں اور اللہ واحد غالب کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو آسمانوں، زمین اور اس کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کا پروردگار ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔“

کسی نبی نے بھی عقیدہ توحید کے خلاف دعوت نہیں دی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّيْحِينِ﴾ [٧٩] ”کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، اس وجہ سے کہ اس کی کتاب کا یہی تقاضا ہے جس کی تم تعلیم دیتے ہو اور جسے تم پڑھتے ہو۔“

عقیدہ توحید پر اللہ تعالیٰ خود شاہد ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ وَ أُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [آل عمران : ۱۸] ”اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

عقیدہ توحید ہی امن و سلامتی کا ضامن ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ [الانعام : ۸۲] ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (یعنی شرک) سے مخلوط نہیں کرتے، ایسوں کے لیے ہی امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔“

قرآن کریم میں جگہ جگہ عقیدہ توحید کا بیان ہے

(۱) ﴿وَالْهُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة : ۱۶۳] ”تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

(۲) ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ [البقرة : ۲۵۵] ”اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔“

(۳) ﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [آل عمران : ۶] ”وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔“

(۴) ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لِيَجْمَعَ كُفْرًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ [النساء : ۸۷] ”اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں۔“

(۵) ﴿إِتَّبِعْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ [الانعام : ۱۰۶] ”آپ خود اس راستے پر چلتے رہئے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

قرآن کریم میں ۲ مرتبہ یہ الفاظ مذکور ہیں ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔“

21 مرتبہ یہ الفاظ ہیں ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ ”اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔“ 8 مرتبہ یہ مذکور ہے ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ ”اللہ تعالیٰ، کوئی معبود برحق نہیں مگر وہی۔“ 9 مرتبہ یہ مذکور ہے کہ ﴿مَا لَكُمْ مِّنَ إِلَهِ غَيْرُهُ﴾ ”تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ 16 مرتبہ یہ حکم ہے ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ﴾ ”(صرف) اللہ کی عبادت کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں لوگوں کو عقیدہ توحید کی دعوت دی ہے

(1) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِّنَ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بَضِيَاءٌ أَفَلَا تَسْمَعُونَ﴾ (71) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِّنَ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ لَيْلٌ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ (72) [القصص: ۷۲-۷۱] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھئے کہ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن رکھے تو بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے؟ جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟۔“

(2) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مِّنَ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بِهِ أَنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْذِفُونَ﴾ (46) [الانعام: ۴۶] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ یہ بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور بصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دے۔ آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں، پھر بھی یہ اعتراف کرتے ہیں۔“

(3) ﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن مَّاءٍ بَيْنَ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ﴾ (66) [النحل: ۶۶] ”تمہارے لیے تو چوپایوں میں بھی بڑی عبرت ہے کہ ہم تمہیں اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے گوبر اور لہو کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے۔“

(4) ﴿يُقَلِّبُ اللَّهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (44) [النور: ۴۴] ”اللہ

تعالیٰ ہی دن اور رات کو رد و بدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔“

(5) ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَّا تُمْنُونَ﴾ (58) ؕ أَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ﴾ (59) ﴿نَحْنُ قَدَرْنَا



بَيِّنْكُمْ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَنْ تُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

[الواقعة: ۵۸-۶۲]

”اچھا یہ تو بتلاؤ کہ جو جنسی تم پکاتے ہو۔ کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں۔ ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو۔“

(6) ﴿٦٣﴾ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿٦٤﴾ إِنَّكُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٥﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطًا مَّا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٦﴾ إِنَّا لَمَغْرُمُونَ ﴿٦٧﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٨﴾

[الواقعة: ۶۳-۶۷]

”اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم ہی اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ۔ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا۔ بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے۔“

(7) ﴿٦٩﴾ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٧٠﴾ إِنَّكُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُنْزِلِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ﴿٧١﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٢﴾

[الواقعة: ۶۸-۷۰]

”اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کر ڈاں زہر کر ڈالیں پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟“

(8) ﴿٧٣﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ﴿٧٤﴾ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٦﴾ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٧٧﴾ تَرْجِعُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧٨﴾

[الواقعة: ۸۳-۸۷]

”پس جب جان حلق تک پہنچ جائے۔ اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ہم بہ نسبت تمہارے اس شخص سے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پر اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں۔ اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔“

(9) ﴿٧٩﴾ قُلْ مَنْ يُنْجِيكُمْ مِنَ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لِّإِنْ أَنْجَمْنَا مِنْ هَذِهِ لَتَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٨٠﴾

[الانعام: ۶۳]

”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں خشکی اور دریا کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

(10) ﴿٨١﴾ أَمَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ؕ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ هُمْ قَوْمٌ يَعْمَلُونَ ﴿٨٢﴾

جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ جَعَلَ خَلْقَهَا أَنْهْرًا وَ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِي وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ آمَنَ يُجِيبُ الْمُسْطَظَّرَ إِذَا دَعَاكَ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ آمَنَ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُزِيلِ الرِّيحَ يُبْشِّرُ الْبَيْنَ يَدَيَّ رَحْمَتَهُ ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ تَعْلَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ آمَنَ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَ مَنْ يَزُفُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ [النمل: ٦٠-٦٤] ”بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برساتی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اُگادیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہیں اُگاسکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ (سیدھی راہ سے) ہٹ جاتے ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنا دی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند و بالاتر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی پہلی بار پیدائش کرتا ہے، پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔“

کلمہ توحید کا اقرار ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِلَٰهَ الْإِيمَانِ بَضْعٌ وَ سَبْعُونَ أَوْ بَضْعٌ وَ سِتُونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَ الْحَيَاءُ مُنْعَبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ﴾ ”ایمان کی ستریاں (راوی کو شک ہے) ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“ (۱)

(۱) [مسلم (۳۵) کتاب الایمان: باب بیان عدد شعب الایمان و افضلها و اذناها، بخاری (۹) کتاب الایمان:

باب أمور الایمان، ابوداؤد (۴۶۷۶) کتاب السنۃ: باب فی رد الارحاء، ترمذی (۲۶۱۴) کتاب

الایمان: باب ما جاء فی استكمال الایمان و زيادته و نقصانه، نسائی (۵۰۱۹) ابن ماجہ (۵۷)]

کلمہ توحید اسلام کا اولین رکن ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ﴾ ”اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے: یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔“ (۱)

کلمہ توحید ہی اسلام کی اولین دعوت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: اذْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ﴾ ”نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا اور فرمایا کہ لوگوں کو (پہلے) کلمہ لا الہ الا اللہ اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔“ (۲)

عقیدہ توحید کے منکر کے خلاف حکومت و وقت کو جنگ کا حکم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أُمرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بَحْثَهَا وَحِسَابُهَا عَلَى اللَّهِ﴾ ”مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں، مجھ پر اور میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال مجھ سے بچا لیے مگر حق کے بدلے (یعنی قتل کے بدلے قصاص قتل یا ارتداد اور زنا کی

(۱) [بخاری (۸) کتاب الإیمان : باب دعائکم ایمانکم، مسلم (۱۶) ترمذی (۲۶۱۲) ابن خزيمة (۳۰۸)]

(۲) [مسلم (۱۹) کتاب الإیمان : باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الاسلام، بخاری (۱۳۹۵) ابو داود

(۱۵۸۴) ترمذی (۶۲۵) ابن ماجہ (۱۷۸۳)]

سزا کے بطور قتل) اور ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔“ (۱)

عقیدہ توحید کے منکر کو روز قیامت کوئی عمل نفع نہیں دے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمُسْكِينِ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ: لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ ”میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دور جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا، تو کیا یہ کام اسے فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اسے کوئی عمل فائدہ نہیں دے گا کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا ”اے میرے پروردگار! روز جزا میرے گناہ معاف فرما دینا۔“ (۲)

عقیدہ توحید کے منکر کو موت کے بعد کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے گا

عمر بن شعیب عن ابیہ عن جده روایت ہے کہ ﴿أَنَّ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِينَ بَدَنَةً وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: أَمَّا أَبُوكَ فَلَوْ كَانَ أَقْرَبَ بِالتَّوْحِيدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَلِكَ﴾ ”عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی، ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کر دیئے، جبکہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا تو پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے یا صدقہ کرتے تو اسے اس کا ثواب ملتا (لہذا چونکہ وہ توحید کا اقرار کیے بغیر ہی فوت ہو گیا تھا اس لیے تمہارے کسی بھی عمل کا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا)۔“ (۳)

عقیدہ توحید کے منکر کے لیے نبی ﷺ کی قرابت داری بھی سو و مند نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ، يَا عَبَّاسَ بْنَ

(۱) [مسلم (۲۱) کتاب الایمان : باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله ، ابو داود (۲۶۴۰) ترمذی

(۲۶۰۶) ابن ماجہ (۳۹۲۷) ابن مندہ (۲۳) ابن حبان (۱۷۴)]

(۲) [مسلم (۲۱۴) کتاب الایمان : باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لا ینفعه عمل ، مسند احمد

(۲۴۶۷۵) ابن حبان (۳۳۰) ابن مندہ (۹۶۹) ابو عوانہ (۱۰۰/۱) حاکم (۳۵۲۴)]

(۳) [صحیح : السلسلۃ الصحیحہ (۴۸۴) احکام الجنائز (ص/۱۷۳) مسند احمد (۱۸۱/۲)] شیخ شعیب

ارناؤڈ نے اس کی سند کو سن کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۶۷۰۴)]

عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ، يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتُ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ﴿ اے قریش کے لوگو! (عقیدہ توحید اپنا کر) اپنی اپنی جانوں کو مول لے لو (بچالو، کیونکہ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ عباس عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ صفیہ میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ فاطمہ میری بیٹی! تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے لیکن میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔“ (۱)

### عقیدہ توحید کا منکر ابدی جہنمی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدَاً اَدْخَلَ النَّارَ ﴾ ”جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔“ (۲)



(۱) [بخاری (۲۷۵۳) کتاب الوصایا: باب هل يدخل النساء والولد فی الاقارب]

(۲) [بخاری (۶۶۸۳) کتاب الایمان والنذور]

## توحید کی انواع و اقسام کا بیان

## باب انواع التوحید

اہل علم نے توحید کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں:

① توحید ربوبیت۔

② توحید الوہیت۔

③ توحید اسماء و صفات۔

ان تینوں کا تعارف آئندہ سطور میں ذکر کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

### توحید ربوبیت

#### توحید ربوبیت کا مفہوم

ربوبیت ”رب“ سے ہے اور لغت میں رب کا لفظ مالک، سردار، مدبر و منتظم، مربی، نگران اور انعام و اکرام کرنے والے پر بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ بغیر اضافت کے اکیلا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بولا جاتا ہے اور اگر اسے کسی اور کے لیے بولا جائے تو پھر اس کی اضافت کی جاتی ہے جیسے رَبُّ فُلَانٍ یعنی فلاں کا مالک وغیرہ۔ کسی بھی چیز کے مالک کو اس کا رب کہا جاتا ہے جیسے گھر کے مالک کو رَبُّ الْبَيْتِ اور سواری کے مالک کو رَبُّ الدَّابَّةِ کہا جاتا ہے۔ اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے ہر چیز کا حقیقی مالک و مستحق، جو تمام مخلوقات کا نگران و مربی اور ساری کائنات کا منتظم اعلیٰ ہے۔ (۱)

توحید ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہر چیز کا خالق و مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی ساری کائنات کا نظام (جیسے ہواؤں کا آنا، بادلوں کا چھا جانا، بارش برسنا، مرنا، جینا، سیلابوں اور طوفانوں کا آنا، دن رات اور موسموں کی تبدیلی وغیرہ) چلا رہا ہے، وہی بندوں کا خالق، رازق، انہیں زندگی بخشنے والا اور موت سے ہمکنار کرنے والا ہے اور اس کے حکم کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔ مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں اسے یکتا ماننا توحید ربوبیت کا اقرار ہے اور یہ اقرار واجب ہے۔

#### اثبات توحید ربوبیت کے دلائل

❁ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے:

(۱) [لسان العرب (۱/۳۹۹)، (تحت ماده: رب)]

(1) ﴿قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [الرعد: ۱۶] ”کہہ دیجئے کہ صرف

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔“

(2) ﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ [الزمر: ۶۲] ”اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق

ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

(3) ﴿يَبْدِئُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَتَى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ

شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [الانعام: ۱۰۱] ”وہ (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ

تعالیٰ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے اور اس کی کوئی بیوی بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب

جانتا ہے۔“

(4) ﴿ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾

[الانعام: ۱۰۲] ”یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا خالق ہے، تو تم

اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔“

(5) ﴿وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى

رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

[النور: ۴۵] ”تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے

بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں، بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے

پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(6) ﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ يَتَّعَدُونَ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي

الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُكِّعَتْ تَقْدِيرًا﴾ [الفرقان: ۲] ”اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین

کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا شریک ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک

مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔“

(7) ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ

رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ﴾ [ابراہیم: ۳۲]

”اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعے سے تمہاری

روزی کے لیے پھل نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں

پھریں۔ اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں۔“

(8) ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۚ وَالْأَرْضَ رَوَايَسٍ ۚ أَنْ تَمَیْذِبَ بِكُمْ وَبَشَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ﴾ [لقمان: ۱۰]

”اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگادیئے۔“

(9) ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ [البقرة: ۲۹] ”وہی ذات ہے جس نے زمین میں موجود ساری اشیاء تمہارے لیے پیدا کیں۔“

(10) ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآتَنِي تَوْفِيقُكَ﴾ [فاطر: ۳] ”کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں اُلٹے جاتے ہو۔“

(11) فرمان نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ كُلَّ صَانِعٍ وَصُنْعَتَهُ﴾ ”بلاشبہ ہر کارِ گیر اور اس کی کارِ گیری کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔“ (۱)

(12) ایک آدمی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ﴿مَنْ خَلَقَ الشَّيْطَانَ﴾ ”شیطان کو کس نے پیدا کیا۔“ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ﴿سُبْحَانَ اللَّهِ! هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ، خَلَقَ اللَّهُ الشَّيْطَانَ وَخَلَقَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ﴾ ”اللہ تعالیٰ پاک ہے! کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہے، اللہ نے ہی شیطان کو پیدا کیا ہے اور اسی نے خیر و شر بنایا ہے۔“ (۲)

✽ انسانوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے:

(1) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾ [الحجر: ۲۶] ”یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھاتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔“

(2) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلَهُ مَا تَوَسَّوَسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ [ق: ۱۶] ”ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔“

(3) ﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ ۖ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ [الدمر: ۱۶]

(۱) [صحیح: ظلال الحنة للألبانی (۳۵۷) السلسلة الصحيحة (۱۶۳۷)]

(۲) [صحیح: صحیح ابو داود للالبانی، ابو داود (۴۶۱۸) کتاب المسنة: باب لزوم المسنة]



[۲] ”بے شک ہم نے انسان کو طے جطے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اسے ستاد رکھنا بنایا۔“

(4) ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ [التین : ۴] ”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔“

(5) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء : ۱] ”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے نا طے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

(6) ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأُولِينَ﴾ [الشعراء : ۱۸۴] ”اس اللہ سے ڈرو جس نے خود تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔“

(7) ﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾ [مریم : ۶۷] ”کیا یہ انسان اتنا بھی یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔“

(8) ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ [الانفطار : ۶-۸] ”اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس نے بہکایا؟ جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔“

(9) ﴿قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السِّنْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾ [الملك : ۲۳-۲۴] ”کہہ دیجئے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔ کہہ دیجئے کہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور اس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔“

(10) ﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ﴾ [الملك : ۲۳-۲۴] ”اے اللہ! جس نے ساری مخلوق کو بہترین شکل میں بنایا اور انسان کی تخلیق کو شروع کیا۔“

بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔ جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔“

❁ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے کچھ بنایا ہے تو دکھاؤ:

(1) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ [فاطر : ۴۰] ”آپ کہئے کہ تم اپنے قرار دیئے ہوئے شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا (حصہ) بنایا ہے یا ان کی آسمانوں میں کوئی شراکت ہے۔“

(2) ﴿هٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ﴾ [لقمان : ۱۱] ”یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔“

❁ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مکھی بھی نہیں بنا سکتا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاَسْتَمِعُوْا لَهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوْ اٰجْتَمَعُوْا لَهُ وَاِنْ يَّسْلُبْنٰهُمُ الذُّبَابَ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوْبِ﴾ [ما قدروا اللہ حق قدرہ اِنَّ اللہَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ] [الحج : ۷۳-۷۴] ”لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور و قوت والا اور غالب و زبردست ہے۔“

❁ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے:

(1) ﴿يَسْبِغْ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [التغابن : ۱] ”(تمام چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(2) ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران : ۱۸۹]

”آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(3) ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [المائدة :

۱۲۰] ”آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے (الغرض ہر چیز) کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(4) ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

[الجمعة : ۱] ”(ساری چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ

نہایت پاک (ہے) غالب و باحکمت ہے۔“

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَطْوِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ السَّمٰوٰتِ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدَيْهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ

يَطْوِي الْاَرْضَ ضِيْنًا بِسَمَائِهِ﴾ ”روز قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا، پھر

فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، آج دنیا میں بڑے بننے والے متکبر لوگ کہاں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ زمینوں کو اپنے

بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔“ (۱)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿بَنَزَلَ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ

لَيْلَةٍ حِيْنَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُوْنِيْ فَاسْتَجِبْ لَهُ﴾

”اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر جاتا ہے آسمان دنیا پر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بادشاہ

ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کر لوں۔“ (۲)

✽ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کھجور کی گٹھلی کے جھلکے کا بھی مالک نہیں:

﴿ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قَضٰیٍ

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ وَ

(۱) [مسلم (۲۷۸۸) کتاب صفة القيامة والجنة والنار، بخاری تعليقا (۷۴۱۳) ابو داود (۴۷۳۲) نسائی فی

السنن الکبری (۷۷۰۹) ابن ماجہ (۱۹۸) ابو یعلیٰ (۵۵۵۸) ابن حبان (۷۳۲۴)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی، ترمذی (۴۴۶) کتاب الصلاة : باب ما جاء فی نزول الرب الی السماء الدنيا،

مختصر العلو للالبانی]

اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٣﴾ [فاطر: ۱۳-۱۵] ”یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ بھوری گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارتو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمہیں جواب نہیں دیں گے اور روز قیامت وہ تمہارے اس شرک کا انکار کر دیں گے اور آپ کو اللہ خوب خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز حمد و ثنا کے لائق ہے۔“

✽ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا پالنہار ہے:

(1) ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: ۱] ”سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

(2) ﴿تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [الاعراف: ۵۴] ”بڑی خوبیوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

(3) ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [التکویر: ۲۹] ”اور تم پروردگار عالم کے چاہے بغیر کچھ نہیں چاہ سکتے۔“

✽ قرآن کریم میں تقریباً چونتیس (34) مرتبہ ان الفاظ کا ذکر ہے رب العالمین ”جہانوں کا پالنہار“۔

✽ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے:

(1) ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ [الذاریات: ۵۸] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق دینے والا، قوت والا اور زور آور ہے۔“

(2) ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شَرِّ كَاتِبِكُمْ مَن يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الروم: ۴۰] ”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا، بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔“

(3) ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً﴾ [بنی اسرائیل: ۳۱] ”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو موت قتل کرو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔“

(4) ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ﴾ [المومن: ۶۴] ”اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بٹھرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنا میں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔“

(5) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ [فاطر: ۱۰] ”اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز اور غنیوں والا ہے۔“

(6) ﴿رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ [ابراہیم: ۳۷] ”(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور دودھ پیتے بچے کو مکہ کی بے آب و گیاہ، ویران جگہ پر چھوڑا اور ان کے لیے یہ دعا کی) اے ہمارے پروردگار! (میں نے انہیں اس لیے یہاں چھوڑا ہے) تاکہ یہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ شکرگزاری کریں۔“

(7) ﴿رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ [القصص: ۲۴] ”(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لمبا سفر کیا، تھکاؤ اور بھوک پیاس کی شدت تھی، ایک جگہ سائے میں بیٹھے تو یہ دعا کی) اے میرے پروردگار! تو جو نعمت بھی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔“

(8) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطَاعَنِي فَاسْتَطْعَمُونِي أَطْعَمُكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْنِي فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ﴾ ”اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں اس لیے مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں لہذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔“ (۱)

✽ جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے:

(1) ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [ہود: ۶] ”زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے، وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونے جانے کی جگہ کو بھی، سب کچھ واضح کتاب میں

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) کتاب البر والصلة والآداب: باب تحريم الظلم، بخاری فی الادب المفرد (۴۹۰) ابن

حبان (۶۱۹) مستدرک حاکم (۷۶۰۶) طبرانی کبیر (۱۱۳۵۲) بیہقی فی دلائل النبوة (۱۰۶/۶)]

موجود ہے۔“

(2) ﴿وَكَايْنٍ مِّنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾  
[العنکبوت : ۶۰] ”اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ

ہی رزق دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔“

✽ اللہ تعالیٰ ہی رزق میں تنگی اور کشادگی کرتا ہے:

(1) ﴿وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ [النحل : ۷۱] ”اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت دے رکھی ہے۔“

(2) ﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾  
[العنکبوت : ۶۲] ”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فراخ رزق دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، یقیناً اللہ

تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“

(3) ﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ مَن مِّنْهُمْ مَّعِيشَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُلْفِيًا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ [الزخرف : ۳۲] ”کیا تیرے رب کی رحمت (نعمت) کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ہی دنیوی زندگی کی روزی ان میں تقسیم کی ہے اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتحت کر لے جسے یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں، اس سے تیرے رب کی رحمت بہت ہی بہتر ہے۔“

✽ رزق میں کمی بیشی کی حکمت:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ يَعْبَادُهُ خَبِيرٌ بَصِيرٌ﴾ [الشوری : ۲۷] ”اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے (کیونکہ پھر کوئی بھی کسی کی ماتحتی قبول نہ کرتا) لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔“

✽ حلال رزق کھانے اور اللہ کا شکر کرنے کی ترغیب:

﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا لَاحْتَمَلَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا أَتَاكُ تَعْبُدُونَ﴾ [النحل : ۱۱۴] ”جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حلال و پاکیزہ چیزیں چھوڑ کر حرام و ناپاک چیزیں کھانا اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

❁ متقی و یرہیزگار سے اللہ تعالیٰ نے خصوصی رزق کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۲۔

۳] ”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے چھکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔“

❁ ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں، لہذا اسی سے مانگو:

(۱) ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾ [الحجر:

۲۱] ”اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہی ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں۔“

(۲) ﴿إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ

تُرْجَعُونَ﴾ [العنکبوت: ۱۷] ”تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے

گھڑ لیتے ہو، سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ تو تمہارے رزق کے مالک نہیں، پس تمہیں

چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم

لوٹائے جاؤ گے۔“

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿يَدُ اللَّهِ مَلَايَ لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ

سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغْنُصْ مَا فِي

يَدِهِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے

کہ جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اس سے بھی اس کے خزانے میں کچھ

کی نہیں آئی۔“ (۱)

(۴) حدیث قدسی ہے کہ ﴿يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ

وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ

الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرُ﴾ ”اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور آخری اور تمہارے تمام جن و انس ایک جگہ

(۱) [بخاری (۷۴۱۱) کتاب التوحید: باب قول الله: لما خلقت بيدي]

جمع ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے بھی میرے خزانوں میں کچھ کمی نہیں آتی سوائے اس کے کہ سمندر میں سوئی داخل کر کے ( نکال لینے سے ) جتنی کمی آتی ہے۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی ہر وقت اور ہر جگہ بندوں کی پکار سنتا ہے:

(۱) ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلَيْسَتْ حِجَابًا لِّي وَلِيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ [البقرة: ۱۸۶] ”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“

(۲) ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَعْلَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِلَهُ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [النمل: ۶۲] ”کون ہے جو مجبور کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور دکھ دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر غلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، کم لوگ ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔“

(۳) حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ﴿كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتِ أَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبُعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ﴾ ”ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔“ (۲)

✽ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو ہر شر اور شیطانی وساوس سے بچاتا ہے:

(۱) ﴿وَقُلْ رَبِّ اعْوِذْ بِكَ مِنَ هَازِلِ الشَّيْطَانِ﴾ (۹۷) ﴿وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ﴾ (۹۸) [المومنون: ۹۷-۹۸] ”اور آپ دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) کتاب البر والصلة والآداب]

(۲) [بخاری (۲۹۹۲) کتاب الجہاد والسير: باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر، مسلم (۲۷۰۴)]

مسند احمد (۱۹۶۱۶) ابو داود (۱۵۲۶) ترمذی (۳۴۶۱) نسائی فی الکبریٰ (۷۶۸۰/۴)



چاہتا ہوں۔ اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔“

(2) نبی کریم ﷺ شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“ (۱)

(3) نبی کریم ﷺ صبح وشام ایک ایک مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿اللَّهُمَّ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهٖ﴾ ”اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی شراکت سے۔“ (۲)

✽ اللہ تعالیٰ ہی اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) دیتا ہے:

(1) ﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْثَاؤًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۖ أَوْ يَزْوِجُهُمْ ذُكْرًا وَإِنثَاؤًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾ [الشوری: ۴۹-۵۰] ”آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔ یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ بیٹے اور بیٹیاں دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے وہ جسے چاہے صرف لڑکیاں دے جیسے حضرت لوط علیہ السلام، جسے چاہے صرف لڑکے دے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، جسے چاہے لڑے اور لڑکیاں سب دے جیسے محمد ﷺ اور جسے چاہے بے اولاد رکھے جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ (۳)

یہی وجہ ہے کہ انبیاء نے بھی اللہ تعالیٰ سے ہی اولاد طلب کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [الصافات: ۱۰۰] ”اے میرے رب! مجھے صالح اولاد عطا کر۔“ اور حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ [آل عمران: ۳۸]

(۱) [صحیح: صحیح الترغیب (۶۵۲) کتاب النوافل: باب الترغیب فی آیات وأذکار یقولہا إذا أصبح وإذا

أمسى، ترمذی (۳۶۰۴) کتاب الدعوات: باب فی الاستعاذۃ، مسند احمد (۲۹۰/۲)]

(۲) [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۳۹۲) کتاب الدعوات: باب منہ، ابو داود (۵۰۶۷) الأدب

المفرد للبخاری (۱۲۰۲) مسند احمد (۱۰/۱) صحیح الجامع (۴۴۰۲) الصحیحۃ (۲۷۵۳)]

(۳) [تفسیر ابن کثیر (۵/۵۶۶) جلد ۶، مطبوعہ فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور]

”اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔“

✽ اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے:

(1) ﴿الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ﴾ (78) ﴿وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ﴾ (79) ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (80) ﴿وَالَّذِي يُمَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ﴾ (81) ﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ (82) [الشعراء: ۷۸-۸۲] ”(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی) وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہنمائی فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ اور وہی مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ اور جس سے میری امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میرے گناہوں کو بخش دے گا۔“

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ إِلَيْهِ قَالَ: أَذْهَبَ الْبَاسُ رَبَّ النَّاسِ أَشْفَى وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا﴾ ”رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے کہ اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے:

(1) ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ [البقرہ: ۲۷۲] ”(اے پیغمبر!) انہیں ہدایت پر لے آنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“

(2) ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [الفصص: ۵۶] ”آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے، ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔“

(3) ﴿مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ﴾ [الاعراف: ۱۸۶] ”جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔“

(4) حدیث قدسی ہے کہ ﴿يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونَنِي أَهْدِكُمْ﴾ ”اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں لہذا مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں

گا۔“ (۱)

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی کسی کو ہدایت دینے کا اختیار نہیں رکھتا، انبیاء بھی نہیں۔ یہی باعث ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کو<sup>(۲)</sup>، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو<sup>(۳)</sup>، حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو<sup>(۴)</sup> اور حضرت محمد ﷺ اپنے چچا ابوطالب<sup>(۵)</sup> کو بھی ہدایت نہ دے سکے، اگر انبیاء کو کچھ بھی ہدایت کا اختیار ہوتا تو انبیاء کے یہ قریبی رشتہ دار ہرگز ہدایت سے محروم نہ رہتے۔

✽ اللہ تعالیٰ ہی نیکی کی توفیق دیتا ہے:

(۱) ﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ [ہود: ۸۸] ”(حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا) میرا ارادہ تو اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کرنے کا ہی ہے۔ میری توفیق اللہ کی مدد سے ہی ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔“

(۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَجِبُكَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَجِبُكَ فَقَالَ أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدْعُنِي فِي ذُبُرٍ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ ”اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِمَّتِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دو مرتبہ کہا اے معاذ! اللہ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر (فرض) نماز کے بعد یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا ”اے اللہ! مجھے اپنا ذکر، شکر اور بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما۔“ (۶)

✽ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے:

(۱) ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الانعام: ۱۷] ”اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔“

(۲) ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾

(۱) [مسلم (۲۵۷۷) کتاب البر والصلة والآداب]

(۲) [ہود: ۴۲]، [التحریم: ۱۰] (۳) [مریم: ۴۲]، [الثوبہ: ۱۱۴] (۴) [التحریم: ۱۰]

(۵) [صحیح: ارواء الغلیل (۱۱۴/۵) نسائی (۲۰۳۵) کتاب الجنائز: باب النہی عن الاستغفار للمشرکین]

(۶) [صحیح: صحیح الترغیب (۱۵۹۶) صحیح الجامع الصغیر (۷۹۶۹) ابوداؤد (۱۵۲۲) کتاب الصلاة:

باب فی الاستغفار، نسائی (۱۳۰۳) الادب المفرد (۶۹۰)]

يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿[يونس: ۱۰۷] ”اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو کوئی بھی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے بھجوا کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔“

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ أَحْفَظَ اللَّهُ يَحْفَظْكَ أَحْفَظَ اللَّهُ تَجِدَهُ تَجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَتِ الصُّحُفُ ﴿”اے بچے! اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو سوال (کا ارادہ) کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو نے مدد طلب کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور یقین کر کہ اگر (بالفرض) تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ فائدہ پہنچائے تو تجھے صرف اس قدر ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے اور اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ تکلیف دینا چاہے تو تجھے صرف اس قدر تکلیف دے سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا دیے گئے ہیں (یعنی احکامات تحریر ہونے سے رک گئے ہیں) اور صحیفوں کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔“ (۱)

عطا کرنے اور روکنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہی ہے:

(1) ﴿مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [فاطر: ۲] ”اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے روک لے تو اس کے بعد اسے کوئی بھی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔“

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ﴾ ”نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر

(۱) [صحیح: تخريج الطحاوية (ص: ۲۹۶) صحيح الجامع الصغير (۷۹۵۷) ترمذی (۲۵۱۶)]

قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو عطا کرے اسے روکے والا کوئی نہیں اور جو تو روک لے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں اور کسی بھی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے ہاں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی کارساز (بگڑی بنانے والا) ہے:

(۱) ﴿وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲] ”ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا۔“

(۲) ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾ [الاحزاب: ۳] ”آپ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھیں، وہ کارساز کے لیے کافی ہے۔“

(۳) ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾ [المزمل: ۹] ”مشرق و مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنا لے۔“

✽ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی دوست اور مددگار ہے:

(۱) ﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [البقرة: ۱۰۷] ”کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی (دوست) اور مددگار نہیں۔“

(۲) ﴿إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ [۱۹۶] ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ [۱۹۷] [الاعراف: ۱۹۶-۱۹۷] ”یقیناً میرا دوست و مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔“

✽ اللہ تعالیٰ ہی قادرِ مطلق ہے:

(۱) ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [البقرة: ۲۰] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(۲) ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِنْهُمْ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَإِنِّي الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۹۹] ”کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ جس اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے وہ ان جیسوں کی پیدائش پر پورا قادر

(۱) [بخاری (۸۴۴) کتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلاة، مسلم (۵۹۳) أبو داود (۱۵۰۵) نسائی (۷۰/۳)

أبو عوانة (۲/۴۳۲) ابن أبي شيبة (۲۳۱/۱۰) دارمی (۳۱۱/۱) ابن خزيمة (۷۴۲)

ہے، اسی نے ان کے لیے ایک ایسا وقت مقرر کر رکھا ہے جو شک و شبہ سے یکسر خالی ہے، لیکن ظالم لوگ انکار کیے بغیر رہتے ہی نہیں۔“

(3) حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ (روز قیامت) ابن آدم سے کہیں گے کہ کیا تجھے پسند ہے کہ میں تمہیں دنیا اور اس جیسی مزید ایک دنیا عطا کر دوں؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے اور اسے جواب دیں گے کہ ﴿إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلَكِنِّي عَلَىٰ مَا أَشَاءُ قَادِرٌ﴾ ”میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ میں جو چاہوں کرنے پر قادر ہوں۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی مختارِ کل اور شہنشاہ ہے:

(1) ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [آل عمران: ۲۶]

”آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَغِيْظُ رَجُلِي عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحْبَبُّهُ وَأَغِيْظُهُ عَلَيْهِ ، رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل و رسوا وہ شخص ہوگا جسے (دنیا میں) شہنشاہ کا نام دیا جاتا تھا، (خبردار!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔“ (۲)

(3) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿أَشْتَدُّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ مَلِكُ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”اس شخص سے اللہ تعالیٰ شدید ناراض ہوتے ہیں جو خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے (یاد رکھو!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔“ (۳)

✽ اللہ تعالیٰ ہی جو چاہے وہی کر سکتا ہے:

(1) ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ [ہود: ۱۰۷] ”یقیناً تیرا رب جو چاہے کر گزرتا ہے۔“

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۴) السلسلة الصحيحة (۲۶۰۱) ظلال الجنة (۵۵۷)]

(۲) [مسلم (۲۱۴۳) کتاب الآداب: باب تحریم التسمی بملک الاملاک، بخاری (۶۲۰۵) ابوداود

(۴۹۶۱) ترمذی (۲۸۳۷) ابن حبان (۵۸۳۵) بیہقی (۳۰۷/۹)]

(۳) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۹۸۸)]

- (2) ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ ﴿٩٢﴾ [یس: ٨٢] ”وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔“
- (3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ﴿جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَى جَعَهُ فِي بَعْضِ الْكَلَامِ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجَعَلْتَنِي مَعَ اللَّهِ عَدْلًا ( وَفِي لَفْظٍ نِدًّا ) لَا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ﴾ ”ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ”جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دیا ہے“ (ایک روایت میں شریک کے لفظ ہیں)، آپ نے فرمایا ”یوں نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ اکیلا اللہ تعالیٰ جو چاہے۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی جی (ہمیشہ زندہ) اور قیوم (قائم رہنے والا) ہے:

- (1) ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ ﴿٢﴾ [آل عمران: ٢] ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے (اور رکھنے) والا ہے۔“
- (2) ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ [البقرہ: ٢٥٥] ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے، اسے نہ اوجھ آتی ہے اور نہ نیند۔“
- (3) فرمان نبوی ہے کہ جو یہ کہے کہ ﴿أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ﴾ ”میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ (ہمیشہ) زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔“ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ اس نے میدان جنگ سے ہی فرار اختیار کیا ہو۔“ (۲)
- (4) نبی کریم ﷺ نے بازار میں داخلے کی جو دعا سکھائی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں ﴿وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ﴾ ”اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہمیشہ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔“ (۳)

✽ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا مدبر الامور ہے:

- (1) ﴿تَوَلَّى الْيَلُ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّى الْيَلُ فِي اللَّيْلِ وَتَخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُدْخِلُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [آل عمران: ٢٧] ”(اے اللہ!) تو ہی

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۳۹) بخاری فی الادب المفرد (۷۸۳) مسند احمد (۲۱۴/۱) طحاوی

(۹۰/۱) (ابو نعیم (۹۹/۴)]

(۲) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۱۵۱۷) کتاب الصلاة: باب فی الاستغفار]

(۳) [حسن: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۲۲۳۵) کتاب التجارات: باب الاسواق ودخولها]

رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے (جیسے انڈے سے مرغی) اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے (جیسے مرغی سے انڈہ) اور تو ہی ہے جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔“

(2) ﴿يَقْلِبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ [النور: ۴۴] ”اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردوبدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔“

(3) ﴿إِنَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتَ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ﴾ [الرعد: ۲] ”اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ عرش پر قرار پکڑے ہوئے ہے اسی نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر گشت کر رہا ہے، وہی کام کی تدبیر کرتا ہے وہ اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔“

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤَذِّنُ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَآنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ، أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہی ہاتھ میں امور (کائنات) ہیں اور میں ہی رات اور دن کو تبدیل کرتا ہوں۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی دلوں کو پھیرنے والا ہے:

(1) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ [الانفال: ۲۴] ”اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتے ہیں اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔“

(2) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ﴿كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ ﷺ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ، قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ﴾ ”آپ ﷺ اکثر اوقات یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“ یعنی



اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر مضبوطی سے جمادے۔ میں (یعنی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اکثر یہ دعا کیوں پڑھتے ہیں ”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ! کوئی آدمی ایسا نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو پھر وہ جسے چاہتا ہے (دین پر) قائم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے (سیدھے راستے سے) ہٹا دیتا ہے۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ ہی حاکم اعلیٰ ہے:

(۱) ﴿لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [القصص: ۸۸] ”اسی کے لیے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

(۲) ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [الانعام: ۵۷] ”فرمانروائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔“

(۳) ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [الاعراف: ۵۴] ”خبردار! اسی کے لیے خلق اور امر ہے، اللہ بابرکت ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

(۴) ﴿وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [المومن: ۲۰] ”اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرتا ہے اور اس کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے۔“

(۵) ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُصْجِرَ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا﴾ [فاطر: ۴۴] ”اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بھی چیز اسے عاجز کر سکے، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔“

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا جَبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَتَمَرِمَ مَا تَزُورُنَا فَتَرَلْتُ ”وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا“ قَالَ كَانَ هَذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ﴾ ”نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ جتنی مرتبہ ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ آنے سے کیا چیز مانع ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی ”(اے نبی!) ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے، ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان کی کل چیزیں اسی کی ملکیت ہیں، تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔“ گویا یہ آیت آپ ﷺ کے مطالبے کا جواب تھی۔“ (۲)

✽ اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی رد کرنے والا نہیں:

(۱) [حسن: السلسلة الصحيحة (۲۰۹۱) صحيح الجامع (۴۸۰۱) ترمذی (۳۵۲۲) كتاب الدعوات]

(۲) [بخاری (۷۴۵۵) كتاب التوحيد: باب ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين]

- (1) ﴿وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ [الرعد : ٤١] ”اور اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے، اس کے حکم کو کوئی بھی رد کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔“
- (2) ﴿وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوءَ فَلَا مَرَدَّ لَهُ﴾ [الرعد : ١١] ”اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی (عذاب) کا ارادہ کر لیتا ہے تو پھر اسے کوئی بھی پھیرنے والا نہیں۔“

✽ شریعت سازی کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

- (1) ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَرْوَاحِكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [التحریم : ١] ”اے نبی! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“
- اس آیت کے شان نزول کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے اور وہاں کافی دیر رہتے۔ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے گھر بھی آپ ﷺ تشریف لائیں وہ کہے کہ آپ نے مغایر پیا ہے، آپ کے منہ سے اس کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ پھر ہم نے یہی کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تو زینب کے گھر سے شہد پیا ہے، تب آپ نے قسم اٹھائی کہ اب میں کبھی شہد نہیں پیوں گا تو سورہ تحریم کی درج بالا آیات نازل ہوئیں۔ (۱) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو کوئی نبی بھی حرام نہیں کر سکتا تو پھر کسی امام، ولی اور بزرگ کی کیا حیثیت ہے۔

- (2) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَتْنَ وَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةِ ” اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ [التوبة : ٣١] “ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلَّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ﴾ ”میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عدی! اس بت (یعنی صلیب) کو پھینک دو اور میں نے سنا آپ ﷺ سورہ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے ”انہوں نے اپنے علما اور رویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا“ (تب حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ اپنے علما کی عبادت تو نہیں کرتے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا، یقیناً وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب (ان کے) علما کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور جب علما کسی چیز کو حرام کہتے تو وہ بھی اسے حرام سمجھتے (اللہ کے سوا علما کو رب بنانے کا یہی مطلب ہے کیونکہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جب یہ اختیار

کسی اور کو دے دیا جائے تو یہ اسے رب بنانے کے ہی مترادف ہے۔“ (۱)

✽ بخشش اور معافی کا اختصار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے:

(۱) ﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ ۱ ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ﴾ ۲ ﴿[المومن: ۲-۳] ”کتاب کا نزول اللہ غالب علم والے کی طرف سے ہے۔ (جو) گناہ بخشے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، انعام کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹنا ہے۔“

(۲) ﴿فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ﴾ [البقرة: ۲۸۴] ”وہ (اللہ تعالیٰ) جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے۔“

(۳) ﴿وَمَن يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [آل عمران: ۱۳۵] ”اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخش سکتا ہے۔“

(۴) ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ ۸۰ ﴿[التوبہ: ۸۰] ”تو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر، اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے، ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا۔“

(۵) حدیث قدسی ہے کہ ﴿يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا غَفِيرُ الذُّنُوبِ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِيْ اِغْفِرْ لَكُمْ﴾ ”اے میرے بندو! بلاشبہ تم شب و روز گناہ کرتے ہو اور میں ہی تمام گناہوں کو بخشتا ہوں اس لیے مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔“ (۲)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَحَابِّينِ، أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ... فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ: اسْتَطِيعُ أَنْ تَحْطُرَ عَلَى عَبْدِي رَحْمَتِي؟ فَقَالَ: لَا يَا رَبِّ أَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ﴾ ”بنی اسرائیل میں دو شخص ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے، ان میں سے ایک عبادت میں مصروف رہتا تھا اور دوسرا گناہ آلود زندگی بسر کر رہا تھا، چنانچہ عابد شخص (گناہگار سے) کہتا کہ تو گناہوں سے باز آ جا۔ وہ جواب دیتا کہ مجھے میرے پروردگار کے لیے چھوڑ دے یہاں تک کہ ایک دن اس نے اس کو ایک گناہ کرتے ہوئے پایا جسے

(۱) [حسن: غایۃ المرام (۶) صحیح ترمذی، ترمذی (۳۰۹۵) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورۃ التوبہ]

(۲) [مسلم (۲۵۷۷) کتاب البر والصلة والآداب]

اس نے عظیم سمجھا اور اسے باز رہنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا مجھے میرے پروردگار کے لیے چھوڑ دے، کیا تو مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے (غصہ میں آ کر) کہا، اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی معاف نہیں کرے گا اور نہ جنت میں داخل کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا، اس نے ان دونوں کی روح قبض کر لی، ان دونوں کی روحوں بارگاہ الہی میں حاضر ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے گناہگار سے کہا، تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے کہا، کیا تجھ میں طاقت ہے کہ تو میرے بندے سے میری رحمت روک لے؟ اس نے عرض کیا، نہیں اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسے دوزخ میں لے جاؤ۔“ (۱)

✽ زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی ہے:

(۱) ﴿هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرُ أَفَّا تَمَّا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [المومن:

۶۸] ”وہی ذات ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔“

(۲) ﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا﴾ [النعم: ۴۴] ”اور یقیناً وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔“

(۳) ﴿وَأَنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ﴾ [الحجر: ۲۳] ”ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے

ہیں اور (بالآخر) ہم ہی وارث ہیں۔“

(۴) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے یہ کلمات کہے ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيلُ﴾ ”ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے (اس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جانے کا حکم دے دیا)۔“ (۲)

(۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم ذات الرقاع مقام

پر پہنچے ﴿كُنَّا إِذَا آتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظِلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ

الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَآخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَآخَرَطَهُ فَقَالَ

لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَتَخَافُنِي؟ قَالَ: لَا، قَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ، قَالَ

فَهَدَّاهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ﴾ ”جب ہم کسی سایہ دار درخت کے قریب

(۱) [صحيح: صحيح الجامع الصغير (۴۴۵۵) تخريج الطحاوية (ص: ۳۵۷) ابوداود (۴۹۰۱) كتاب

الادب: باب في النهي عن البغي، مسند احمد (۳۲۳/۲)] شيخ شعيب ارنؤوط نے اس کی سند کو حسن جبکہ اس کے

متن کو غریب کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۸۲۹۲)]

(۲) [صحيح: الكلم الطيب، بتحقيق الالباني (۱۲۹)]

پہنچتے تو ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے (چنانچہ آپ ﷺ ایک سایہ دار درخت کے نیچے اترے) تو ایک مشرک آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس نے آپ کی تلوار اٹھائی اور اسے میان سے باہر نکال لیا اور آپ ﷺ سے کہا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، بالکل نہیں۔ اس نے کہا، آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ پھر صحابہ نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں ڈال کر (دوبارہ درخت سے) لٹکا دی۔“ (۱)

✽ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہی سب کو دوبارہ زندہ کرے گا:

(۱) ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ مُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [البقرة: ۲۸] ”تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

(۲) ﴿وَهُوَ الَّذِيْ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ مُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ﴾ [الحج ۶۶] ”اے اسی نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہی تمہیں مار ڈالے گا، پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا، یقیناً انسان ناشکرا ہے۔“

(۳) ﴿وَالَّذِيْ يُمِيتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِيْ﴾ [الشعراء: ۸۱] ”(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا) وہی ذات مجھے مارے گی پھر مجھے زندہ کرے گی۔“

(۴) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ مُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ﴾ [الروم: ۴۰] ”اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا۔“

(۵) ﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ﴾ [يس: ۷۹] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے، جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔“

(۶) ﴿قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ مُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الحاثیة: ۲۶] ”کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔“

(۷) ﴿وَاذْقَالَ اِبْرٰهْمُ رَبِّ اَرْنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ بِالّٰی وَلٰكِنْ

(۱) [مسلم (۸۴۳) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب صلاة الخوف، بخاری (۲۹۱۰) ابن حبان

(۲۸۸۴) ابن حزيمة (۱۳۵۲) ابن ابی شیبہ (۴۶۴/۲)]

لِيُطْمِئِنَّ قُلُوبُكَ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿البقرة: ۲۶۰﴾

”اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ (جناب باری تعالیٰ نے) فرمایا، کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی، فرمایا چار پرند لو، ان کے نکلے کر ڈالو، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور حان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب سے حکمتوں والا ہے۔“

(8) ﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَىٰ الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿البقرة: ۲۵۹﴾﴾

”یا اس شخص کے مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا سو سال کے لیے، پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تو سو سال تک (موت کی حالت میں) رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں تو دیکھ کہ ہم ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ سب ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

❁ روز قیامت شفاعت قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا:

(1) ﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوْ لَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۴۴﴾﴾ [الزمر: ۴۳-۴۴]

”کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ گودہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔“ کہہ دیجئے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کے لیے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔“

(2) ﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ [طہ: ۱۰۹]

”اس دن (یعنی روز قیامت) سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمن حکم دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔“

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونُ آدَمَ ... فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ ...﴾ ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی سفارش لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔ چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہی وہ بزرگ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں، پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اس وقت میں اپنے رب سے (سفارش کی) اجازت طلب کروں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سراٹھا لو، ماگودیا جائے گا، کہو سنا جائے گا، سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اس وقت اپنے رب کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر سفارش کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے ابدی جہنمی ہونے کا قرآن نے فیصلہ کر دیا ہے)۔“ (۱)

✽ روز قیامت جزایا سزا کا اختیار بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوگا:

(1) ﴿صَبَّرَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَاتُ نُوحٍ وَامْرَأَاتُ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ

مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَاتَمُهُمَا فَلَمْ يُعْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ﴿التحریم: ۱۰﴾ ”اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط (علیہ السلام) کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو (شائستہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں، پھر انہوں نے ان کی خیانت کی، پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب کو) نہ روک سکے اور حکم دے دیا گیا (اے عورتو!) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔“

(2) حضرت ام علا انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿وَاللّٰهُ مَا أَدْرِیْ وَ اَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا یَفْعَلُ بَیْ﴾ ”اللہ کی قسم! مجھے علم نہیں کہ (مرنے کے بعد) میرے ساتھ کیا ہوگا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔“ (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے قریش کے لوگو! (عقیدہ توحید اپنا کر) اپنی اپنی جانوں کو مول لے لو (بچالو، کیونکہ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔۔۔“ (۲)

### مشرکین مکہ اور توحید ربوبیت

ربوبیت توحید کی ایسی قسم ہے کہ مشرکین مکہ اور دیگر ادیان والے بھی اکثر لوگ اس کے معترف رہے ہیں (یعنی عہدی نبوی کے مشرکین بھی اس بات کے معترف تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک اور رازق ہے)۔ چنانچہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَلَیْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنیْ یُؤْفَکُوْنَ﴾ [الزخرف: ۸۷] ”اگر آپ ان (مشرکین) سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں اُلٹے جاتے ہیں۔“

(2) ﴿قُلْ لَیْسَ الْاَرْضُ وَ مَن فِیْهَا اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَن بَیْدُهُمْ مَّلَکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ وَ هُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَاۡرُ عَلَیْهِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُولُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنیْ تُسْعَرُوْنَ ﴿۸۹﴾﴾ [المومنون: ۸۴-۸۹] ”پوچھے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ! اگر جانتے ہو۔ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجئے کہ پھر تم

(۱) [بخاری (۱۲۴۳) کتاب الحناثر]

(۲) [بخاری (۲۷۵۳) کتاب الوصایا: باب هل يدخل النساء والولد فی الاقارب]



نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کہاں جادو کر دینے جاتے ہو؟“

(3) ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَيُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدْبِرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ (31) ﴿فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنْتَى تُصْرَفُونَ﴾ (32) ﴿یونس

: ۳۱-۳۲﴾ ”آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ ”اللہ“ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا حقیقی رب ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا سوائے گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔“

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک تصور کرتے تھے تو پھر انہیں مشرک کیوں کہا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو ہی خالق و مالک مانتے تھے لیکن وہ مخلص ہو کر اسی اکیلے اللہ کی عبادت کے لیے تیار نہ تھے، بالفاظ دیگر اگرچہ وہ توحید ربوبیت کے تو قائل تھے لیکن توحید الوہیت کے قائل نہ تھے، یہی باعث ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر خود ساختہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان بتوں کے آگے رکوع و سجود یا ان کے لیے نذر و نیاز دینے کا سبب یہ نہیں تھا کہ وہ بت بہت قیمتی یا خوبصورت ہیں بلکہ اس کے پیچھے ان کا یہ عقیدہ کارفرما تھا کہ جن نیک لوگوں کی یاد میں یہ بت بنائے گئے ہیں، ان کی سفارش سے دنیا میں اللہ ان کی مشکلیں ٹال دے گا اور روز قیامت وہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔ جیسا کہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ [یونس: ۱۸] ”اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (یعنی ان کی سفارش سے اللہ ہماری بگڑی بنا دیتا ہے وغیرہ)۔“

(2) ﴿إِلَّا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ [الزمر: ۳] ”خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ

تک ہماری رسائی کرادیں گے۔“

معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ کے علاوہ جن کی پوجا کرتے تھے انہیں نفع و نقصان کا حقیقی مالک نہیں بلکہ محض اپنے اور رب تعالیٰ کے درمیان واسطہ و وسیلہ سمجھتے تھے (جیسا کہ آج کے بعض کلمہ گو مسلمان بھی یہی سمجھتے ہیں تو جب وہ لوگ نہیں بخشنے گئے تو یہ کیسے بخشنے جاسکتے ہیں؟)۔ اسی لیے جب ان پر کوئی بڑی مصیبت و آفت آتی تو خالص ہو کر اللہ کو ہی پکارنا شروع کر دیتے، جیسا کہ قرآن کریم نے اس بات کا ذکر یوں کیا ہے:

(1) ﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ [العنكبوت: ٦٥] ”پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔“

(2) ﴿وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَاءَ مَا سَخَّرْنَا لَهُمْ إِذَا هُمْ مَكْرُوفٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرَٰٓءٍ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرْتُمْ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ؕ لَئِنْ أُنْجِيتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أُنْجِاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَأُنْزِلَتْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾﴾ [يونس: ٢١-٢٣] ”ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب مصیبت کے بعد ہم انہیں کسی نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری آیتوں کے بارے میں چالبازیاں شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر میں تم سے زیادہ تیز ہے، یقیناً ہمارے فرشتے تمہاری سب چالوں کو لکھ رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، چنانچہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو کر باد موافق پر فرحان و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو اور پھر یکایک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے ہیں اس وقت سب اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس طوفان سے نجات دی تو ہم شکر گزار بندے بن جائیں گے مگر جب اللہ نجات دیتا ہے تو پھر وہی ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے، دنیاوی زندگی کے (چند) فائدے ہیں، پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو بتلادیں گے۔“

(3) ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ فرار ہو کر کسی اور علاقے کی طرف

جانے لگے تو کشتی میں سوار ہوئے جو جلد ہی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی، جس پر ملاح نے کشتی میں سوار لوگوں سے کہا کہ آج صرف اللہ کو ہی پکارو، اس طوفان سے اس کے علاوہ کوئی بھی بچانے والا نہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں صرف اللہ ہی نجات دیتا ہے تو یقیناً کشتی میں بھی وہی نجات دے سکتا ہے اور یہی بات محمد ﷺ بھی کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر یہاں سے زندہ بچ گئے تو مکہ واپس پہنچ کر اسلام قبول کر لیں گے۔ چنانچہ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (۱)

تاہم آج کا مشرک (جو بظاہر کلمہ گو بھی ہے) مشرکین مکہ سے بھی بدتر دکھائی دیتا ہے کیونکہ سخت مصائب میں وہ لوگ بھی اپنے خود ساختہ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے جبکہ آج کا مشرک سخت شائد و آلام میں بھی اللہ کی طرف رجوع کی بجائے، فوت شدہ بزرگوں کو ہی مشکل کشا سمجھتا ہے اور انہی کو مدد کے لیے پکارتا ہے۔ (العیاذ باللہ!)

مسلمانوں کو چاہیے کہ درج بالا دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سبق سیکھیں اور خشکی تری، تنگی آسانی، غمی خوشی، امیری غربی، الغرض ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکاریں کیونکہ وہی واحد ایسی ذات ہے جو ہر وقت، ہر جگہ، ہر ایک کی بگڑی بنانے اور مشکل آسان کرنے پر قادر ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کا اختیار نہیں رکھتا۔ (واللہ الموفق!)



(۱) صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۷۲۳) نسائی (۴۰۷۲) کتاب المحاربة: باب الحكم فی المرتد

## توحید الوہیت

### توحید الوہیت کا مفہوم

معنی و مفہوم:

توحید الوہیت سے مراد پختہ طور پر یہ اعتقاد ہے کہ برحق معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے اور عبادت کی ظاہری و باطنی ہر قسم (مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، دعا، استعانت، نذر، ذبح، توکل، خوف، امید اور محبت وغیرہ) صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، عبادت کی کسی قسم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ توحید کی اس قسم کو ”توحید عبادت“ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

توحید الوہیت ہی اصل توحید ہے:

کیونکہ الوہیت کا عقیدہ ہی وہ عقیدہ ہے جس کی دعوت لے کر تمام پیغمبر مبعوث ہوئے، یہی دین کی ابتدا و انتہا اور پیغمبروں کی پہلی اور آخری دعوت ہے۔ اسی کے لیے کتابیں نازل کی گئیں، جہادی تلواریں سنوتی گئیں اور مومنوں اور کافروں کے درمیان فرق کیا گیا۔ کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ سے بھی یہی عقیدہ مراد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ إِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِۤ اِنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَاۤ فَاَعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء: ۲۵] ”(اے پیغمبر!) آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں لہذا تم میری ہی عبادت کرو۔“

علاوہ ازیں جب یہ بات طے ہے کہ خالق، رازق، مالک، مدبر الامور، زندہ کرنے والا، مارنے والا اور تمام صفات کمال سے متصف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات: ۵۶] ”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“ درحقیقت توحید الوہیت توحید ربوبیت کا ہی تقاضا ہے کہ جو سب کچھ کرنے والا ہے عبادت بھی اسی کی ہونی چاہیے۔ مشرکین مکہ کو اسی وجہ سے مشرک اور مسلمانوں کے دشمن قرار دیا گیا کیونکہ وہ ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے بہت سے معبود بنا رکھے تھے۔ ورنہ توحید ربوبیت کے تو وہ بھی قائل تھے جیسا کہ اس کی دلیل پیچھے ذکر کی جا چکی ہے۔

توحید الوہیت کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

① ایک یہ کہ عبادت کی تمام انواع و اقسام کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص کیا جائے، خالق کے حقوق میں سے مخلوق کو کچھ بھی نہ دیا جائے۔ لہذا غیر اللہ کے لیے نہ نماز پڑھی جائے، نہ سجدہ کیا جائے، نہ نذر مانی جائے اور نہ توکل وغیرہ کیا جائے کیونکہ توحید الوہیت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت کی ہر قسم کو صرف اللہ کے ساتھ ہی مختص کیا جائے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِلَّا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ [الزمر: ۳] ”خبردار! دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔“

② توحید الوہیت کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ عبادت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو۔ کیونکہ ”لا الہ الا اللہ“ کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور خشوع و خضوع کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو خاص کیا جائے اور ”محمد رسول اللہ“ کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے اسی کے مطابق عبادت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾ ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہے۔“ (۱) کا یہی مفہوم ہے۔

توحید الوہیت کی انہی دو بنیادوں کو قبولیت عبادت کی شرائط سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شرائط کو سورہ کہف کی آخری آیت میں یوں جمع فرمایا ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ [الكہف: ۱۰۰] ”آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ (ہاں) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی ہے۔ تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے (اور نیک عمل وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو) اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“ معلوم ہوا کہ بدعت اور شرک دونوں ہی اعمال کے ضیاع کا سبب ہیں اس لیے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔

✽ عبادت کا مفہوم:

لغت میں عبادت کا معنی ہے انتہا درجہ کی عاجزی، انکساری اور غلامی۔ عبادت عبد سے ہے اور عبد کا معنی ہے ”بندہ، غلام“۔ عابد عبادت گزار کو کہتے ہیں جبکہ معبود اسے کہتے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔ شرعاً علمائے عبادت کی تعریف ان الفاظ میں ذکر فرمائی ہے (( اسْمٌ جَامِعٌ لِّكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ يَرْضَاهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَالْأَقْوَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ ... )) ”عبادت ایسا جامع لفظ ہے جو ان تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال پر بولا جاتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے۔ جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ

حج، سچی بات کہنا، امانت ادا کرنا، والدین سے حسن سلوک، صلہ رحمی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعاؤ کر، تلاوت قرآن اور اس جیسی دیگر عبادات۔“ (۱)

بالفاظ دیگر زندگی کا ہر گوشہ جو دین کے مطابق ہو عبادت کے مفہوم میں شامل ہے۔ یعنی عبادت صرف چند رسمی اعمال (جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ) کا ہی نام نہیں بلکہ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، ملنا جلنا، بولنا چالنا، خریدنا بیچنا، الغرض زندگی کا کوئی بھی کام اگر اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے تو وہ عبادت ہی ہے۔ کیونکہ اسی کو اللہ پسند کرتا ہے اور اسی سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور یہی ہر انسان کی زندگی کا مقصد بھی ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اللہ کی عبادت و اطاعت میں ہی بسر کرے اور اس راستے میں آنے والی کسی بھی رکاوٹ (جیسے جھوٹی شان و شوکت، مال و دولت، ریا کاری، خواہش نفس اور برادری وغیرہ) کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بلا خوف و خطر آگے بڑھتا جائے۔ ورنہ محض کسی اسلامی ملک میں پیدائش، اسلامی نام اور زبان سے کلمہ کی ادائیگی کامیابی اور حصول جنت کی ضمانت نہیں (جبکہ اپنے عمل سے دن رات اللہ کی نافرمانی و بغاوت کر کے شیطان کو خوش کیا جائے)۔

### ✽ عبادت کے بنیادی ارکان:

اہل علم کا کہنا ہے کہ عبادت کے تین بنیادی ارکان ہیں:

- (1) اللہ تعالیٰ کی کامل محبت۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرة: ۱۶۵] ”اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے محبت میں انتہائی سخت ہیں۔“
- (2) اللہ تعالیٰ سے کامل امید۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيُؤَيِّرُ جُودَ رَحْمَتِهِ﴾ [الاسراء: ۵۷] ”اور وہ (اہل ایمان) اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔“
- (3) اللہ تعالیٰ کا کامل خوف۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَخَافُونَ عَذَابَ﴾ [الاسراء: ۵۷] ”اور وہ (اہل ایمان) اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں ارکان کو سورۃ فاتحہ میں یوں جمع فرمایا ہے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۱) ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ (۲) ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (۳) ”ہر قسم کی

تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جزا کے دن کا مالک ہے۔“ پہلی آیت میں محبت کا ذکر ہے کیونکہ اس میں جہانوں کے پروردگار کا ذکر ہے جو بندوں پر انعام و اکرام بھی کرتا ہے اور بلاشبہ جو انعام کرے اس سے محبت کی جاتی ہے۔ دوسری آیت میں امید کا ذکر ہے کیونکہ جو بھی رحمت و شفقت کے ساتھ متصف ہو اس سے امید کی جاتی ہے۔ تیسری آیت میں خوف کا ذکر ہے کیونکہ جو روز قیامت جزا

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۱۴۹۱/۱۰) اعانة المستفید بشرح کتاب التوحید للفرزان (۳۰/۱)]

وحساب کا مالک ہے اس کے عذاب سے ڈرا جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان تینوں باتوں کے بعد ارشاد فرمایا ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ یعنی اے میرے رب! میں خاص تیری ہی عبادت کرتا ہوں تیری اُس محبت کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ دلالت کرتی ہے اور تجھ سے امید کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿الزَّوْحَنَ الرَّحِيمَ﴾ دلالت کرتی ہے اور تیرے خوف کی وجہ سے جس پر یہ آیت ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ دلالت کرتی ہے۔

### ✽ عبادت کی انواع و اقسام:

اہل علم عبادت کی تین اقسام بیان کرتے ہیں:

(1) زبانی عبادتیں، جیسے دعا و فریاد اور ذکر و اذکار وغیرہ۔

(2) بدنی عبادتیں، جیسے قیام اور رکوع و سجدہ وغیرہ۔

(3) مالی عبادتیں، جیسے نذر و نیاز اور قربانی وغیرہ۔<sup>(۱)</sup>

توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت کی ہر قسم (خواہ زبانی ہو، بدنی ہو یا مالی) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بجالائی جائے۔ اس توحید کے اثبات کے تفصیلی دلائل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

### اثبات توحید الوہیت کے دلائل

✽ عبادت صرف اللہ ہی کے لیے بجالانی چاہیے:

(1) ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة: ۴] ”(اے اللہ!) ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

(2) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۲۱] ”اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔“

(3) ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [النساء: ۳۶] ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔“

(4) ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الاسراء: ۲۳] ”اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم سب خاص اسی کی عبادت کرو۔“

(۱) [اصول الایمان فی ضوء الكتاب والسنة (ص: ۴۲)]

(5) ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَأَعْبُدُوا لَهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ [الرعرع : ٦٤] ”یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے، لہذا تم اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔“

(6) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ﴿بَا مُعَاذُ اَتَدْرِى مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، اَتَدْرِى مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ﴾ ”اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ (پھر آپ ﷺ نے پوچھا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔“ (۱)

(7) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُعَاذًا نَحْوَ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ: اِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ اِلَى اَنْ يُوحِدُوا اللّٰهَ ...﴾ ”جب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا کہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، اس لیے سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں۔“ (۲)

(8) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا تھا وہ جنت میں جائے گا۔“ (۳)

✽ عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ ہی کے لیے خاص کرنی چاہئیں:

(1) ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴿١﴾ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾﴾ [الانعام : ١٦٢-١٦٣] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔“

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ تشہد پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے ﴿التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

(۱) [بخاری (۷۳۷۲) کتاب التوحید : باب ما جاء فى دعاء النبى امتہ الى توحيد الله تبارك وتعالى]

(۲) [بخاری (۷۳۷۲) کتاب التوحید : باب ما جاء فى دعاء النبى امتہ الى توحيد الله تبارك وتعالى]

(۳) [مسلم (۹۳) کتاب الايمان : باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة]



السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿میری﴾ قولی، فعلی اور مالی عبادتیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ (۱)

## زبانی عبادات

❁ دعا صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے:

(۱) ﴿قَادِعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [المومن: ۱۴] ”تم اللہ تعالیٰ کو پکارو اس کے لیے دین کو خالص کر کے۔“

(۲) ﴿وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ [الحج: ۱۸] ”بلاشبہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں اس لیے تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔“

(۳) ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ﴾ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفَرِينَ ﴿۶﴾ [الاحقاف: ۵-۶] ”اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر دیں گے۔“

(۴) ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ [المومنون: ۱۱۷] ”اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل موجود نہیں، بلاشبہ اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، یقیناً کافر لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔“

(۵) ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [المومن: ۶۰] ”تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔“

(۶) ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ [الاعراف: ۵۵] ”تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو

(۱) [بخاری (۸۳۱/۸۳۵) کتاب الأذان: باب ما يتخير من الدعاء، مسلم (۴۰۲/۴۰۸) أبو داود (۹۶۸) ترمذی

(۲۸۹) نسائی (۲۳۹/۲) ابن ماجہ (۸۹۹) أحمد (۳۸۲/۱) دارمی (۳۰۸/۱)]

گز گڑا کر اور چپے چپے۔“

(7) حضرت آدم وحواء علیہ السلام کو ان کی غلطی کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تو انہوں نے معافی مانگنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الاعراف: ۲۳] ”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔

(8) حضرت نوح علیہ السلام کو مکی سرکشی سے تنگ آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا﴾ ﴿۳۶﴾ إِنَّكَ إِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۳۷﴾ [نوح: ۲۶-۲۷] ”اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو (یقیناً) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کر دیں گے اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں کو ہی جہنم دی گے۔“ پھر طوفان نوح اسی دعا کا نتیجہ تھا۔

(9) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جانے لگا تو انہوں نے مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا اور کہا ﴿حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ ”مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جانے کا حکم دے دیا۔ [الانبیاء: ۶۹]

(10) حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی پیٹ میں نکل گئی تو انہوں نے مدد کے لیے صرف اللہ کو پکارا ﴿فَتَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [الانبیاء: ۸۷] ”انہوں نے اندھیروں کے اندر سے پکارا کہ الہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَفَتَحْنَا لَهُ مِنَ الْعِجْمِ وَكَذَلِكَ نُصَيِّرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الانبیاء: ۸۸] ”پس ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔“

(11) حضرت ایوب علیہ السلام طویل عرصہ حالت مرض میں مبتلا رہے لیکن انہوں نے شفا کے لیے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی درخواست کی ﴿إِنِّي مَسْنِي الشَّيْطَانُ بِبُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾ [ص: ۴۱] ”یقیناً مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت عطا فرمادی۔

(12) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے نخت جگر یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رورور کر اندھے ہو گئے لیکن جب بھی غم سے چھٹکارے کے لیے پکارتے تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ﴿وَأَتَمَّمَا اشْكُو أَبَتِي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ [یوسف: ۸۶] ”میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرتا ہوں۔“ تو بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے

بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملا دیا۔

(13) جب قریش مکہ اسلحہ اور دیگر ساز و سامان سے بیس ایک ہزار سے زیادہ افراد کا لشکر لے کر کھجور کی چھڑیاں پکڑے ہوئے بے سرو سامان تین سو تیرہ مسلمانوں سے جنگ کے لیے میدانِ بدر میں آپنچے تو محمد ﷺ نے مدد و نصرت کے لیے صرف ایک اللہ کو ہی پکارا ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اَتِنِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَذْ فِي الْاَرْضِ﴾ ”اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (فتح و نصرت کا) اسے پورا فرما، اے اللہ! جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما، اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس (چھوٹی سی) جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“ (۱)

جب نبی کریم ﷺ نے اس مشکل ترین گھڑی میں بھی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل کرنے کا اعلان فرما دیا۔ فرمایا:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُّهِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُّرْدِّفِيْنَ ۝۱۰ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِيَتَّخِطَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱﴾ [الانفال: ۹-۱۰] ”(یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری فریاد سن لی (اور اعلان فرما دیا) کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو جائے اور تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنی چاہیے اور ہر قسم کی تکلیف و پریشانی میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنا چاہیے اور جو اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے ایسی چیز مانگے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے تو وہ کافر و شرک ہو جائے گا (جیسے اولاد اور رزق میں فرافی وغیرہ)۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی زندہ سے وہ چیز مانگے جو وہ دینے پر قادر ہے جیسے کھانے پینے کی کوئی چیز وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر یہی چیز کسی میت یا غائب سے مانگے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اسے یہ چیز دے سکتا ہے تو وہ شرک ہے کیونکہ نہ تو میت کچھ دینے پر قادر ہے اور نہ ہی غائب شخص۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا وہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کسی بھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور دوسری دعا وہ ہے جو محض نیکی و ثواب کی غرض سے پڑھتا ہے، جس کا ذکر کتاب و سنت میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم ”خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرو“ میں دعا کی یہ دونوں قسمیں ہی شامل ہیں۔

(۱) [صحیح: فقہ السیرۃ (ص: ۲۲۵) ترمذی (۳۰۸۱) ارواء الغلیل (۴۵/۵)]

✽ پناہ صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے:

(1) ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝۳

وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝۵﴾ [الفلق] ”آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی)۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔“

(2) ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ إِلَهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۝۴

الْخَنَّاسِ ۝۵ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝۶ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۷﴾ [الناس] ”آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)۔ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔“

(3) ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ [النحل: ۹۸] ”قرآن

پڑھنے کے وقت شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔“

(4) نبی ﷺ نے فرمایا جو بھی کسی مقام پر اتر کر یہ دعا پڑھے گا اسے وہاں سے واپسی تک کوئی چیز نقصان نہیں

پہنچائے گی ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا

ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“ (۱)

✽ مدد صرف اللہ ہی سے طلب کرنی چاہیے:

(1) ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة: ۴] ”ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص

تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

(2) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ وصیت فرمائی کہ ﴿إِذَا سَأَلْتَ اللَّهَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا

اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ﴾ ”جب تو سوال کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کر اور جب تو مدد مانگنا چاہے تو

اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگ۔“ (۲)

(۱) [مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء، ترمذی (۳۴۲۷)

ابن ماجہ (۳۵۴۷) ابن خزیمہ (۲۵۶۶) عبد الرزاق (۹۲۶۱)]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۷۹۵۷) ترمذی (۲۵۱۶) مسند احمد (۳۰۷/۱)]

❀ فریاد صرف اللہ ہی سے کرنی چاہیے:

(1) ﴿اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ [الانفال: ۱۰] ”جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔“

(2) ﴿اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ اِلٰہَ مَعَ اللّٰہِ قَلِيْلًا مَّا تَذْكُرُوْنَ﴾ [النمل: ۶۲] ”بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔“

(3) رسول اللہ ﷺ یہ دعائیں کرتے تھے ﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّہٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ﴾ ”اے زندہ و جاوید! اے قائم رہنے والے! تیری رحمت کے ذریعے میں فریاد کرتا ہوں کہ میرے کام درست فرما دے اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔“ (۱)

❀ گناہوں کی معافی کے لیے صرف اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے:

کیونکہ گناہوں کو معاف کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے جیسا کہ پیچھے ”توحید ربوبیت“ کے بیان میں اس کے تفصیلی دلائل گزر چکے ہیں۔ مزید چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَتُوبُوْا اِلٰی اللّٰہِ جَمِیْعًا اِنَّہٗ السَّمِیْعُ الْمُتَوَكِّلُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ﴾ [النور: ۳۱] ”اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔“

(2) ﴿وَ اَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُوْنَ﴾ [الزمر: ۵۴] ”تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔“

## ❀ بدنی عبادات

❀ یہاں یہ واضح رہے کہ بدنی عبادات میں قلبی عبادات (جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح دل سے ہے جیسے توکل و اعتماد وغیرہ) بھی شامل ہیں۔ آئندہ سطور میں پہلے قلبی اور پھر بقیہ جسمانی عبادات میں سے چند ایک کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) [حسن: صحيح الترغيب والترهيب (۶۶۱) الصحیحة (۲۲۷) صحيح الجامع (۵۸۲۰) نسائی فی عمل

اليوم واللييلة (۵۷۰) بزار فی كشف الاستار (۳۱۰۷) حاکم (۵۴۵/۱)

## متلبی عبادات

❀ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے:

(۱) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرة: ۱۶۵] ”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو کٹھنہرا کر ان سے ایسی

محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔“  
یہ بیماری محض عہد رسالت کے ہی مشرکوں میں نہیں تھی، آج بھی موجود ہے، بلکہ بعض اسلام کا نام لینے والے بھی اس کا شکار دکھائی دیتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے ائمہ و اولیاء، بزرگانِ دین اور پیروں فقیروں کو ہی اپنا قلبہ حاجات بنا رکھا ہے اور ان سے اللہ سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں، اسی لیے جب انہیں توحید کا پیغام سنایا جاتا ہے تو ناراض ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَإِذَا دُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا دُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ [الزمر: ۴۵] ”اور جب تمہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے، ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔“  
(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَزِدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ﴾ [المائدة: ۵۴] ”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔“

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا...﴾ ”جس میں یہ تین خصالتیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مناس حسوس کرے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے باقی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہو اور تیسرے یہ کہ اسے کفر جس سے اللہ نے اسے بچا لیا ہے کی طرف لوٹنا ایسے ناپسند ہو جیسے آگ میں پھینکا جانا۔“ (۱)

یہاں یہ واضح رہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک معیار بھی مقرر کر رکھا ہے اور وہ ہے اتباعِ رسول ﷺ۔ جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ

(۱) [مسلم (۴۳) کتاب الایمان: باب بیان خصال من اتصف بہن وجد حلاوة الایمان، بخاری (۱۶)

اللہ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴿آل عمران: ۳۱﴾ ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔“ لہذا جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعوے میں سچا ہے اور جو اتباع نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کے مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے اس سلسلے میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ۱۰ امور کا ذکر فرمایا ہے جن کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

- ۱ غور و فہم سے تلاوت قرآن کرنا۔ ۲ نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا۔
  - ۳ ہر حال میں ذکر الہی کرنا۔ ۴ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو اپنی مرغوب چیزوں پر ترجیح دینا۔
  - ۵ اللہ کے اسماء حسنیٰ اور صفات میں غور کرنا۔ ۶ اللہ کے احسانات اور نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔
  - ۷ تضرع اور خشوع کے ساتھ دعا کرنا۔ ۸ نیک اور صالح لوگوں کی مجلس اپنانا۔
  - ۹ آسمان و دنیا پر نزول الہی کے وقت (رات کے آخری پہر) تنہائی میں اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن کرنا۔
  - ۱۰ ہر اُس چیز سے دوری اختیار کرنا جو اللہ اور بندے کے دل کے درمیان حائل سکتی ہو۔ (۱)
- امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کامل محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبت کی جائے کیونکہ جب تک کسی کی طرف توجہ رہے گی دل کا کوئی نہ کوئی گوشہ غیر اللہ کی طرف ضرور متوجہ رہے گا اور جس قدر غیر اللہ میں مصروفیت ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جائے گی۔ (۲)

✽ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر خوف پر غالب ہونا چاہیے:

- (۱) ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاتَّخِشُوا اللَّهَ﴾ [المائدة: ۴۴] ”تم لوگوں سے نہ ڈرو، صرف مجھ سے ڈرو۔“
- (۲) ﴿أَتَخْشَوْنَهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ أَنْ تَخْشَوْهُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [التوبة: ۱۳] ”کیا تم ان (کفار) سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم ایماندار ہو۔“
- (۳) ﴿إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران: ۱۷۵] ”یہ صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے (اور تمہیں اس وہم میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ بہت طاقتور ہیں) تم ان کافروں سے مت ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔“
- (۴) ﴿وَإِذَا يَأْتِي فَاذْهَبُونَ﴾ [البقرة: ۴۰] ”خاص مجھ ہی سے ڈرو۔“
- (۵) ﴿إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ... وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۸-۱۷/۳]

۵۷۔ ۶۱] ”یقیناً جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں اور یہی ہیں جو ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔“

(6) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت ”جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں“ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد زانی، شرابی اور چور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَأْتِيَنَّ الصَّدِيقُ وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُومُ وَيُصَلِّي وَيَتَصَدَّقُ وَيَخَافُ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهُ﴾ ”نہیں اے صدیق کی بیٹی! بلکہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور اس بات سے خائف ہے کہ کہیں اس کا یہ عمل غیر مقبول نہ ٹھہرا دیا جائے۔“ (۱)

(7) ایک مشرک نے نبی کریم ﷺ پر تلوار اٹھا کر کہا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو آپ ﷺ نے بلا خوف و خطر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ“ (۲)

معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اگر کوئی اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خائف رہنا چاہیے اور یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ سے بالکل بے خوف ہو جانا خسارہ پانے والوں کی علامت ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ﴾ [الاعراف: ۹۹] ”اللہ کی پکڑ سے صرف خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔“

❁ اللہ تعالیٰ سے ہی ہر خیر و بھلائی کی امید وابستہ کرنی چاہیے:

(1) کیونکہ تمام بھلائیاں اللہ کے ہاتھ ہی ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءُ وَتُعْزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [آل عمران: ۲۶] ”آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

(2) ﴿وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ﴾ [الاسراء: ۵۷] ”اور وہ (اہل ایمان) اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔“

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۶۲) تخریج الطحاوی (ص: ۳۶۵) ترمذی (۳۱۷۵) کتاب تفسیر

القرآن، ابن ماجہ (۴۱۹۸) کتاب الزہد]

(۲) [مسلم (۸۴۳) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب صلاة الخوف، بخاری (۲۹۱۰)]



(3) ﴿أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۲۱۸] ”وہ (اہل ایمان، جنہوں نے ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کی) اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔“

(4) ﴿وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ [النساء: ۱۰۴] ”(اے مومنو!) تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہو جو وہ (کافر لوگ) امید نہیں رکھتے۔“

(5) ایک روایت میں ہے کہ زیارتِ حرمین کے لیے جانے والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ فخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ یہ ہیں میرے بندے جو دور و نزدیک کے ہر راستے سے غبار آلود اور پرانہ حالت میں میرے گھر آئے ہیں ﴿يَرْجُونَ رَحْمَتِي وَيَخَافُونَ عَذَابِي وَلَمْ يَرْوُنِي﴾ ”یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے خائف ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا تک نہیں۔“ (۱)

(6) نبی کریم ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس گئے جو قریب المرگ تھا تو آپ نے دریافت کیا، تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ تو اس نے کہا ﴿إِنِّي أَرْجُو اللَّهَ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي﴾ ”میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس بندے کے دل میں اس وقت یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرمادیتے ہیں جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے امن بخش دیتے ہیں جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔“ (۲)

(7) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللَّهِ الظَّنَّ﴾ ”تم میں سے ہرگز کوئی فوت نہ ہو مگر صرف اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان (یعنی اچھی امید) رکھتا ہو۔“ (۳)

معلوم ہوا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنی چاہیے اور اگر امید نہ رہے تو یقیناً ناامیدی ہوگی اور ناامیدی اسلام میں مذموم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَأْتِسْ سَوْءُ رَوْحِ اللَّهِ وَأَنْتَ لَا تَأْتِسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْكُفْرُونَ﴾ [یوسف: ۸۷] ”اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، یقیناً اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔“ اور فرمایا ﴿وَمَنْ يَقْنَطْ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ﴾ [الحجر: ۵۶] ”صرف گمراہ لوگ ہی اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں۔“

(۱) [حسن: صحيح الجامع الصغير (۱۳۶۰) صحيح الترغيب (۱۱۱۲)]

(۲) [حسن: صحيح ابن ماجة (۳۴۳۶) ترمذی (۹۸۳) كتاب الحناظر: باب ما جاء أن المومن يموت بعرق الحبين] ابن ماجة (۴۲۶۱) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ [کما فی الترغیب (۲۶۸/۴)]

(۳) [مسلم (۲۸۷۷) كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت] أبو داود (۳۱۱۳) ابن ماجة (۴۱۶۷) كتاب الزهد: باب التوكل واليقين]

✽ اللہ تعالیٰ پر ہی کامل توکل و بھروسہ کرنا چاہیے:

(1) ﴿إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [آل عمران: ۱۶۰] ”اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ (لہذا) ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

(2) ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [المائدة: ۲۳] ”اور تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، اگر تم مومن ہو۔“

(3) ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ۳] ”اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔“

(4) ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾ [الزمر: ۳۶] ”کیا اللہ ہی اپنے بندے کو کافی نہیں۔“

(5) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا﴾ ”اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل و بھروسہ کرو جیسے بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ پرندے صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“ (۱)

✽ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو ہر ایک کی خوشنودی پر غالب رکھنا چاہیے:

(1) ﴿فَاتِذَا الْقُرْآنُ يُقْرَأُ فَالْمَسْكِينُ وَالْيَتَامَىٰ وَالنَّازِلِينَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبٰفِلِحُونَ﴾ ﴿۳۸﴾ وَمَا آتَيْتُم مِّن رَّبَّالَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبٰفِلِحُونَ﴾ ﴿۳۹﴾ [الروم: ۳۸] ”پس قربات دارکو، مسکین کو، مسافر کو، ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے دو تو ایسے ہی لوگ ہیں (کئی گنا) بڑھانے والے (دنیا میں مال و دولت میں اضافہ اور آخرت میں اجر و ثواب میں)۔“

(2) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی نصیحت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے رسول

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۳۱۰) ترمذی (۲۳۴۴) کتاب الزہد: باب فی التوکل علی اللہ، ابن

ماجہ (۴۱۶۴) کتاب الزہد: باب التوکل والیقین]

اللہ ﷻ کے اس فرمان کے ذریعے نصیحت فرمائی ﴿مَنِ التَّمَسَّ رِضَاَ اللّٰهِ بَسَخَطَ النَّاسَ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةً النَّاسِ وَمَنِ التَّمَسَّ رِضَاَ النَّاسِ بَسَخَطَ اللّٰهُ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ﴾ ”جو شخص لوگوں کی ناراضگی مول لے کر بھی اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے مستغنی کر دیتا ہے اور جو شخص لوگوں کی رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے ہی سپرد کر دیتا ہے۔“ (۱)

✽ خشوع و خضوع صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے:

(۱) ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا اِلٰسِرٍ عُوْنٍ فِی الْحِیْزِ وَیَدْعُوْنَ اَرْغَبًا وَرَهْبًا وَكَانُوْا النَّاْخِشِیْنَ﴾ [الانبیاء: ۹۰] ”یہ (انبیاء کرام علیہم السلام) نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ لطمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔“

(۲) نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ﴾ ”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔“ (۲)

یاد رہے کہ خشوع خضوع اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت، عاجزی و انکساری کے اظہار اور اس کے حکم و فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔

### بقیہ جسمانی عبادات

✽ نماز کی طرح کا قیام صرف اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے:

(۱) ﴿حَفِظُوْا عَلَی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْا لِلّٰهِ قِنْتَیْنِ﴾ [البقرہ: ۲۳۸]

”نمازوں کی حفاظت کرو اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔“

(۲) فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَّتِمَثَّلَ لَهٗ الرَّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾ ”جسے یہ

پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویر کی مانند (بے حس و باادب) کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لے۔“ (۳)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿لَمْ یَكُنْ شَخْصٌ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ یَقُوْا اِلْمًا یَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِیَّتِهِ﴾ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص سے محبت نہ تھی لیکن وہ جب آپ کو بھی دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ انہیں علم تھا کہ آپ اس عمل کو

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۶۰۹۷) ترمذی (۲۴۱۴) کتاب الزہد]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۱۲۹۷) ابو داود (۱۵۴۸) ابن ماجہ (۲۵۰) نسائی (۵۴۴۲)]

(۳) [صحیح: المشکاة (۴۶۹۹) ترمذی (۲۷۵۵) کتاب الادب، ابو داود (۵۲۲۹) کتاب الادب]

ناپسند کرتے ہیں۔“ (۱)

معلوم ہوا کہ باادب ہو کر قیام کرنا ایسی تعظیم ہے جس کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، لہذا اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی ایسا قیام نہیں کرنا چاہیے۔

✽ رکوع و سجدہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الحج: ۷۷] ”اے ایمان والو! رکوع و سجود کرتے رہو اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

(۲) ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [حم السجدة: ۳۷] ”اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی اللہ کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو، نہ ہی چاند کو بلکہ سجدہ صرف اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو۔“

(۳) حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ (يمن کے ایک شہر) آیا تو وہاں کے لوگوں کو اپنے بادشاہ کے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ (ان بادشاہوں کے مقابلے میں) سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں حیرہ شہر گیا اور وہاں دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ آپ سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے بتاؤ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اسے سجدہ کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فَلَا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ أَمِيرًا أَحَدًا لَأَن يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ﴾ ”پھر مجھے بھی سجدہ نہ کرو اور اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ (اللہ کے سوا) کسی اور کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اس حق کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے شوہروں کے لیے مقرر فرمایا ہے۔“ (۲)

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کے لیے بھی سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۳۵۸) ترمذی (۲۷۵۴) کتاب الادب: باب ما جاء في كراهية قيام

الرجل للرجل، الادب المفرد (۹۴۶) المشكاة (۴۶۹۸)]

(۲) [صحیح: صحيح ابو داود، ابو داود (۲۱۴۰) كتاب النكاح: باب في حق الزوج على المرأة]

جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور ان کے والدین کا ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا ذکر ہے، لیکن شریعت محمدیہ میں اسے بھی حرام قرار دے دیا گیا ہے جیسا کہ درج بالا حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔ لہذا اب اگر کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی کے آگے تعظیماً سجدہ کرے گا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرے گا اور اگر عبادت کی غرض سے سجدہ کرے گا تو شرک اکبر کا ارتکاب کرے گا۔

اسی سے قبروں اور مزاروں پر سجدہ ریزی کی بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ ﴿وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ﴾ ”خبردار! تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، سن لو! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔“ (۱)

اسی طرح ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ ﴿إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تَذَرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءُ وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ﴾ ”بلاشبہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔“ مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ﴾ ”یقیناً مانو کہ بدترین لوگ وہ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔“ (۲)

✽ طواف واعتكاف صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

”طواف“ یہ ہے کہ ثواب کی نیت سے کسی مخصوص جگہ کے گرد پھر لگایا جائے۔ جبکہ ”اعتکاف“ اسی نیت سے کسی خاص جگہ پر خاص مدت کے لیے بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں کام عبادت ہیں اس لیے صرف اللہ کے لیے ہی کیے جاسکتے ہیں کسی اور کے لیے نہیں۔ طواف چونکہ مناسک حج و عمرہ میں شامل ہے اس لیے یہ صرف بیت اللہ کے گرد ہی کیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ کسی بھی جگہ کا طواف غیر اللہ کی عبادت کے مترادف ہے۔

(۱) ﴿وَلْيُطَوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [الحج: ۲۹] ”انہیں چاہیے کہ اللہ کے قدیم گھر (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں۔“

(۲) ﴿وَعَهْدَنَا إِلَىٰ آبَائِهِمْ وَاسْمُعِيلَ أَنْ ظَهَرَا بَيْتِي لِلظَّالِمِينَ وَالْعَافِينَ وَالرُّجُوعِ السُّجُودِ﴾ [البقرة: ۱۲۵] ”ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو

(۱) [مسلم (۵۳۲)]

(۲) [مسند احمد (۴۰۵/۱)، (۱۹۵/۱) ابن حبان (۲۲۹/۸) ابن خزیمہ (۷۸۹) طبرانی کبیر (۱۰۴۱۳)]

شیخ شعیب ارنؤط فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۶۹۴)]

طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔“

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةَ حَتَّى تَضْطَرِبَ الْكَيَاتُ نِسَاءً دَوَسَ حَوْلَ ذِي الْخَلْصَةِ ، وَذُو الْخَلْصَةِ : طَاغِيَةُ دَوَسِ التِّي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ﴾ ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی پیٹھیں ذی الخلصہ کے گرد طواف نہ کرنے لگیں (یعنی قیامت کے قریب یہ شرک دوبارہ رونما ہو جائے گا)۔ ذی الخلصہ دوس قبیلہ کا بت تھا جس کی عرب لوگ جاہلیت میں پوجا کیا کرتے تھے۔“ (۱)

طواف کے علاوہ اعتکاف مسجد حرام اور دیگر تمام مساجد میں درست ہے اور کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کے لیے کیا جائے کیونکہ اعتکاف ایک عبادت ہے اور ہر عبادت قبولیت کے درجہ تک تب ہی پہنچتی ہے جب اسے خالص ہو کر صرف اللہ کے لیے انجام دیا جائے۔

✽ حج و عمرہ صرف اللہ ہی کے لیے کرنا چاہیے:

(1) ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ [البقرة: ۱۹۶] ”اور اللہ ہی کے لیے حج و عمرہ مکمل کرو۔“

(2) ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ۹۶] ”اور اللہ

ہی کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتے ہیں۔“

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ﴾ ”جس نے اللہ کے لیے حج کیا (اور اس میں) نہ عورتوں کے قریب گیا اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنما۔“ (۲)

✽ روزہ صرف اللہ ہی کے لیے رکھنا چاہیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرًا أَمْثَلَهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعِيفٌ يَقُولُ اللَّهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَ طَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي﴾ ”ابن آدم کے ہر نیک عمل کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے روزے کے بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں

(۱) [بخاری (۷۱۱۶) کتاب الفتن: باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان، مسلم (۲۹۰۶)]

(۲) [بخاری (۱۵۲۱) کتاب الحج: باب فضل الحج المبرور، مسلم (۱۳۵۰) ابن ماجہ (۲۸۸۹) ترمذی

(۸۱۱) احمد (۷۱۳۹) نسائی فی السنن الكبرى (۳۶۰۶/۲) دارمی (۱۷۹۶) حمیدی (۱۰۰۴)]

گا۔ انسان اپنی شہوت اور کھانے پینے کو میری رضا مندی کے لیے چھوڑتا ہے۔“ (۱)

## ﴿مالی عبادات﴾

❁ قربانی صرف اللہ ہی کے لیے کرنی چاہیے:

- (۱) ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر: ۲] ”اپنے رب کے لیے نماز پڑھا اور قربانی کر۔“
- (۲) ﴿قُلْ إِنْ صَلَّيْتُ وَنَسِيتُ وَنَسِيتُ وَهَيَّيْتُ وَهَيَّيْتُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [۱۶۳-۱۶۲] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔“
- (۳) ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَهُمْ يَذْكُرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ [الانعام: ۱۲۱] ”اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے۔“
- (۴) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ... وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ [المائدة: ۳] ”تم پر حرام کیا گیا ہے مردار... اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔“
- (۵) فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُجْدِنًا وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس پر جو اپنے والدین پر لعنت کرے، جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے، جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور جو زمین کے نشانات تبدیل کر دے۔“ (۶)

❁ یہاں یہ یاد رہے کہ کسی شرکیہ مقام پر اللہ کے نام پر بھی جانور ذبح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اور پھر نذر پوری کرنے سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا وَكْنٌ مِنْ أَوْتَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ﴾ ”کیا وہاں دور جاہلیت کے کسی بت کی پوجا تو نہیں کی جاتی تھی۔“ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا عَيْدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ ”کیا وہاں جاہلیت کا کوئی میلہ (تہوار وغیرہ) تو نہیں لگتا تھا۔“ اس نے کہا کہ نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری

(۱) [مسلم (۱۱۵۱) کتاب الصیام: باب حفظ اللسان للصائم ۱- احمد (۳۴۹۳) ابن ماجہ (۱۶۳۸)]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۵۱۱۲) نسائی (۴۴۲۲) کتاب الضحایا: باب من ذبح لغير الله]

کر کیونکہ جو نذر اللہ کی نافرمانی پر مشتمل ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی نذر پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ابن آدم کی طاقت سے ہی باہر ہے۔ (۱)

✽ نذر و نیاز اور چڑھا و صرف اللہ کے نام کا ہی دینا چاہیے:

(۱) ﴿يُؤْفُونَ بِالْأَلْثَمِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيعًا﴾ [الدھر: ۷] ”(اللہ کے نیک بندے صرف اللہ کے لیے ہی نذر مانتے ہیں اور پھر اس) نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔“

(۲) ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَخِمْهُمُ الْخِنْزِيرَ وَمَا أَهْلَ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۳] ”بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام کر دی جائے حرام کر دی ہے۔“

(۳) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ وَدَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ... فَضَرَبُوا عُنُقَهُ فَدَخَلَ النَّارَ﴾ ”ایک آدمی صرف ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا اور ایک آدمی مکھی کی وجہ سے ہی جنت میں چلا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، دو آدمی کسی قبیلے کے پاس سے گزرے، اس قبیلے میں ایک بت تھا جس پر چڑھا و چڑھائے بغیر کوئی بھی وہاں سے نہیں گزر سکتا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک سے کہا گیا کہ اس بت کے لیے کوئی چڑھا و پیش کرو، اس نے کہا میرے پاس چڑھا وے کے لیے کوئی چیز نہیں۔ لوگوں نے کہا تمہیں چڑھا و تو ضرور چڑھانا ہوگا خواہ ایک مکھی ہی پکڑ کر چڑھا دو، اس نے مکھی پکڑی اور بت کی نذر کر دی، لوگوں نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور وہ (اس شریکے کام کی وجہ سے) جہنم میں داخل ہو گیا۔ پھر لوگوں نے دوسرے آدمی سے کہا کہ تم بھی کوئی چیز چڑھا وے کے طور پر پیش کرو، اس نے کہا میں اللہ کے علاوہ کسی کے نام کا بھی چڑھا و نہیں چڑھاؤں گا۔ لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور وہ جنت میں چلا گیا۔“ (۲)

معلوم ہوا کہ درج بالا اور دیگر تمام ظاہری و باطنی عبادات صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہیں اور جو شخص ان میں سے کوئی ایک عبادت بھی غیر اللہ کے لیے کرے گا وہ شرک کرے گا اور شرک ٹھہرے گا۔



(۱) [صحیح: صحیح ابوداؤد، ابوداؤد (۳۳۱۳) کتاب الایمان والنذور: باب ما یومر بہ من الوفاء بالنذر]

(۲) [اخرجه احمد فی الزہد (۲۲) و ابو نعیم فی الحلیۃ (۲۰۳/۱) موقوفاً علی سلیمان الفارسی]



## توحید اسماء و صفات

### توحید اسماء و صفات کا مفہوم

توحید اسماء و صفات سے مراد یہ پختہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام اور بلند صفات ہیں، وہ تمام صفات کمال سے متصف ہے، تمام صفات نقص سے پاک ہے اور اپنی تمام صفات میں منفرد اور ساری کائنات سے یکتا و جدا ہے۔

### اسماء و صفات پر ایمان لانے کا طریقہ

اُن تمام اسماء و صفات پر من و عن ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے بیان کیے ہیں اور جو اللہ کے رسول نے بیان کیے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر تمثیل (۱)، بتکلیف (۲)، تعطیل (۳) اور تحریف (۴) کے ثابت کرنا۔

### اسماء و صفات کے متعلق چند بنیادی اصول

❁ اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسنیٰ اور تمام صفات علیا ہیں:

(۱) ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذُرُّوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهِ سَیْجَزُوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۸۰] ”اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان کے ساتھ پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں (یعنی کسی بھی طرح سے کج روی اور گمراہی اختیار کرتے ہیں جیسے اپنی طرف سے اللہ کے ناموں میں اضافہ وغیرہ)، عنقریب انہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ عمل کرتے تھے۔“

(۲) ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰی﴾ [النحل: ۶۰] ”اللہ کے لیے تو بہت ہی بلند صفت ہے (یعنی اس کی ہر صفت مخلوق کے مقابلے میں اعلیٰ و برتر ہے مثلاً اس کی قدرت لامتناہی ہے، اس کا علم وسیع ہے، اس کی عطا بے نظیر

(۱) [تمثیل سے مراد تشبیہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو انسانوں وغیرہ کے مشابہ قرار دینا۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ کے کان ہیں جیسے ہمارے کان ہیں یا اللہ کا چہرہ ہے جیسے ہمارا چہرہ ہے وغیرہ۔]

(۲) [اللہ تعالیٰ کی صفات کی ہیئت و کیفیت کا تعین کرنا۔ جیسے کچھ گمراہ لوگوں نے اللہ کے ہاتھ اور عرش پر مستوی ہونے وغیرہ کی کیفیت بیان کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔]

(۳) [اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا یا کچھ کا اثبات اور کچھ کا انکار کرنا۔]

(۴) [نفس کو لفظی یا معنوی طور پر تبدیل کر دینا اور اسے ظاہری معنی سے ایسے معنی کی طرف پھیر دینا جس پر لفظ دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ بعض حضرات نے ”استوی“ (یعنی عرش پر مستوی ہوا) کا معنی ”استولی“ (قابض ہوا) کیا ہے۔]

ہے وغیرہ وغیرہ)۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام اچھا ہے اور اس کا قاعدہ اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام ایک عظیم صفت پر دلالت کرتا ہے اسی لیے ان اسماء کو اسمائے حسنیٰ کہا گیا ہے۔ اگر یہ اسماء صفات پر دلالت نہ کرتے تھے علم ہوتے تو یہ اسماء ”حسنیٰ“ نہ ہوتے، اسی طرح اگر یہ اسماء ایسی صفت پر دلالت کرتے جو صفت کمال نہ ہوتی بلکہ اس کے برعکس صفت نقص یا صفت منقسم ہوتی یعنی بہ یک وقت مدح و قدح پر دلالت کرتے تب بھی یہ اسماء ”حسنیٰ“ نہ کہلا سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم پوری صفت پر دلالت کرتا ہے جس سے یہ اسم مشتق ہے اور وہ اس صفت کے تمام معانی کو شامل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ﴿العلیم﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے علم کا مالک ہے جو عام ہے اور تمام اشیاء کا احاطہ کئے ہوئے ہے، پس زمین و آسمان میں ایک ذرہ بھی اس کے دائرہ علم سے باہر نہیں۔<sup>(۱)</sup>

✽ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات تو قیفی ہیں:

تو قیفی ہیں یعنی منجانب اللہ ہیں، عقل کو ان میں کوئی دخل نہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ عقل اُن اسماء و صفات کا ادراک کر سکے جن کا اللہ تعالیٰ استحقاق رکھتا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ صرف وہی اسماء و صفات تسلیم کیے جائیں جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں اور ان میں کسی بھی قسم کی کمی بیشی نہ کی جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الاسراء: ۳۶] ”جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔“ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کو صرف انہی صفات کے ساتھ متصف کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے خو اپنے لیے بیان کی ہیں یا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، (صفات کے بارے میں ہرگز) قرآن و حدیث سے تجاوز نہ کیا جائے۔“ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔<sup>(۲)</sup>

✽ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا معنی معلوم جبکہ کیفیت مجہول ہے:

(۱) ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ [طہ: ۱۱۰] ”جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے، مخلوق اس (اللہ) کا اپنے علم سے احاطہ نہیں کر سکتی۔“  
لہذا اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت متعین کرنا درست نہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کی کیفیت بیان نہیں فرمائی۔ ان کی کیفیت سب سے زیادہ جاننے والا خود اللہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ﴾ [البقرة: ۱۴۰] ”آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔“

(۱) [دیکھئے: تفسیر السعدی، اردو (پارہ ۹: ص ۹۵۴)]

(۲) [منہاج السنۃ (۵۲۳/۲) مجموعہ الفتاوی لابن تیمیہ (۲۶/۵)]

اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم: ۳-۴] ”وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔“

✽ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کی مانند نہیں:

(۱) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری: ۱۱] ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔“ معلوم ہوا کہ مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی اللہ کے اسماء و صفات میں اس کی مماثلت نہیں رکھتی۔ وہ سنتا ہے تو لوگ سننے کی طاقت رکھنے کے باوجود اس طرح نہیں سن سکتے جیسے اللہ سنتا ہے۔ اس کی مثال کے لیے یہ آیت دیکھیے ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كُفَاهٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ [الحجرات: ۱] ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں ٹکرا کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔“

اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے کہ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں نبی ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی، مگر میں اس کی باتیں نہیں سن سکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سے اس کی بات سن لی۔ (۱)

(۲) ﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۷۴] ”اللہ کے لیے مثالیں مت بیان کرو (یعنی آدمیوں کو اللہ کے مشابہ نہ بناؤ)، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (یعنی جیسے اللہ جانتا ہے ویسے تم نہیں جانتے)۔“

(۳) ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ [الاحقاص: ۴] ”اس کا کوئی ہمسر نہیں (نہ ذات میں، نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں)۔“

### چند اسماء و صفات اور ان کے دلائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا ، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ”اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں جائے گا۔“ (۲)

(۱) [صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۱۸۸) مقدمہ: باب فیما انکرت الجہمیۃ]

(۲) [بخاری (۲۷۳۶) کتاب الدعوات: باب لله تعالیٰ مائة اسم غیر واحد، مسلم (۲۶۷۷)]

بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام ہیں۔ لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے سے زیادہ ہیں، اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ کے ننانوے سے زیادہ نام مذکور ہیں اور دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام ایسے بھی ہیں جن کا علم اس نے مخلوق کو دیا ہی نہیں بلکہ ان کا علم اپنے پاس ہی محفوظ کر لیا ہے جیسا کہ اس میں یہ الفاظ ہیں ﴿أَوْ اسْتَأْذَنَتْ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ﴾ - (۱) ان ننانوے ناموں سے کون سے نام مراد ہیں؟ اس کی تعیین میں جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے۔ (۲) اس لیے اللہ تعالیٰ کے ثابت شدہ ناموں میں سے کوئی بھی ننانوے نام یاد کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ واضح رہے کہ علمائے یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ جنت میں داخلے کے لیے صرف ان ناموں کو یاد کرنا یا شمار کرنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان ناموں کے معنی و مفہوم کو سمجھا جائے اور پھر اس پر خلوص دل سے عمل کی بھی کوشش کی جائے۔

بہر حال معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ نام ہیں اور درحقیقت یہ نام اسماء بھی ہیں اور صفات بھی۔ اسماء اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتے ہیں اور صفات اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کمال پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ جیسے ﴿الْعَلِيمُ﴾ اللہ تعالیٰ کا نام ہے لیکن اسی نام میں اللہ تعالیٰ کی صفت کمال ”علم“ بھی موجود ہے۔ چند اسماء و صفات کا ذکر آئندہ سطور میں پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

### ❁ رب ، رحمن اور رحیم :

- (۱) ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحہ : ۱-۲] ”سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب (پروردگار) ہے۔ رحمن (بڑا مہربان) اور رحیم (نہایت رحم والا) ہے۔“
- (۲) رسول اللہ ﷺ نے قصہ روم کی طرف جو خط لکھا اس کی ابتدا ان الفاظ سے کی ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ”اس اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمن و رحیم ہے۔“ (۳)

### ❁ حی ، قیوم :

- (۱) ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ [آل عمران : ۲] ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ حی (ہمیشہ زندہ) اور قیوم (قائم رہنے اور رکھنے والا) ہے۔“
- (۲) نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے سنا ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۹۹) صحیح الترغیب (۱۸۲۲) مسند احمد (۳۹۱/۱)]

(۲) [ضعیف : السلسلة الضعيفة (۲۵۶۳) ترمذی (۳۵۰۷) کتاب الدعوات]

(۳) [صحیح : صحیح ابو داود ، ابو داود (۵۱۳۶) کتاب الادب : باب کیف يكتب الى الذمی]

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ﴿۱﴾

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کہ تیرے لیے ہی سراری تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو منان ہے، آسمان و زمین کو بنانے والا ہے، اے جلال و اکرام والے! اے حی و قیوم!۔“ تو فرمایا کہ اس نے اللہ سے اس کے عظیم نام کے ذریعے دعا کی ہے کہ اگر اس کے ذریعے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے۔<sup>(۱)</sup>

✽ غنی ، حمید ، مجید :

(۱) ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ [البقرة: ۲۶۷] ”اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی (بے پرواہ) اور حمید (خوبیوں والا) ہے۔“

(۲) ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ﴾ [البروج: ۱۵] ”(اللہ تعالیٰ) عرش والا، مجید (بزرگی والا) ہے۔“

(۳) نبی کریم ﷺ نے تشہد میں درود کے جو الفاظ سکھائے ہیں ان میں یہ بھی ہیں ﴿إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ ”(اے اللہ!) بلاشبہ تو حمید (خوبیوں والا) اور مجید (بزرگی والا) ہے۔“<sup>(۲)</sup>

✽ حلیم ، غفور :

(۱) ﴿وَإِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ [فاطر: ۴۱] ”بلاشبہ وہ حلیم (بردار) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔“

(۲) نبی کریم ﷺ غم و پریشانی میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ...﴾ ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ عظیم ہے، حلیم ہے۔۔۔۔۔“<sup>(۳)</sup>

✽ احد ، صمد :

(۱) ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝﴾ [الاحلاص: ۱-۲] ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ احد (ایک ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ صمد (بے نیاز) ہے۔“

(۲) ایک حدیث میں دعا کے یہ الفاظ مذکور ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اَنْتَ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو احد (اکیلا) اور صمد (بے نیاز) ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“<sup>(۴)</sup>

(۱) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۱۴۹۵) کتاب الصلاة: باب الدعاء، نسائی (۱۳۰۰)]

(۲) [مسلم (۴۰۵) کتاب الصلاة: باب الصلاة علی النبی بعد التشہد، أبو داود (۹۸۰) ترمذی (۳۲۲۰)]

(۳) [بخاری (۶۳۴۶) کتاب الدعوات: باب الدعاء عند الكرب، مسلم (۲۷۳۰) ترمذی (۳۴۳۵)]

(۴) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۱۴۹۳) کتاب الصلاة: باب الدعاء، ترمذی (۳۴۷۵)]

## ✽ اول ، آخر ، ظاہر ، باطن :

(1) ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [الحديد : ۳] ”وہی

اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

(2) ایک دعا میں نبی کریم ﷺ نے ان صفات کی یوں توضیح فرمائی ہے ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ

شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ

دُوْنَكَ شَيْءٌ﴾ ”اے اللہ! تو پہلا ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو آخری ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو ظاہر

ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے تیرے پیچھے کوئی چیز نہیں۔“<sup>(۱)</sup>

## ✽ حکیم ، خبیر :

(1) ﴿وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْحَبِيْرُ﴾ [سبا : ۱] ”اور وہی حکیم (حاکم اور حکمت والا) اور خبیر (ظاہر و باطن کی ہر

چیز سے باخبر) ہے۔“

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کچھ چھپانے پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ﴿لَتُخْبِرْنِيْ اَوْ لَتُخْبِرَنِيْ

اللطيفُ الْخَبِيْرُ﴾ ”تم مجھے خبر دو گی ورنہ باریک بین، خبیر (ہر چیز سے باخبر اللہ) مجھے خبر دے دے گا۔“<sup>(۲)</sup>

## ✽ قدرة :

(1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [البقرة : ۲۰] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(2) نبی کریم ﷺ نے درود کا دم اس طرح سکھایا کہ درود والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ کہا جائے اور پھر

سات مرتبہ یہ کلمات کہے جائیں ﴿اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ﴾ ”میں اللہ تعالیٰ

کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے اندیشہ

ہے۔“<sup>(۳)</sup>

## ✽ ارادة :

(1) ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّبْدِيْهِ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِاِسْلَامٍ وَّمَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ

ضَبِيْحًا حَرَجًا كَاَتَمَّا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ﴾ [الانعام : ۱۲۵] ”اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینے کا ارادہ کر لے

(۱) [مسلم (۲۷۱۳) کتاب الذکر والدعاء : باب الدعاء عند النوم ، ابو داود (۵۰۵۱) ترمذی (۳۴۰۰)]

(۲) [مسلم (۹۷۴) کتاب الجنائز : باب ما يقال عند دخول القبور ، ابن ماجہ (۱۵۴۶)]

(۳) [مسلم (۲۲۰۲) کتاب السلام : باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء ، ابو داود (۳۸۹۱)]

ترمذی (۲۰۸۰) ابن ماجہ (۳۵۲۲) نسائی فی السنن الکبری (۷۷۲۴) ابن حبان (۲۹۶۴)]

اس کے سیدہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کر لے اس کے سیدہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے (یعنی جیسے زور لگا کر آسمان پر چڑھنا ممکن نہیں ویسے ہی ایسے شخص کے دل میں ایمان و توحید کا داخلہ ممکن نہیں)۔“

(2) فرمان نبوی ہے کہ ﴿إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَىٰ أَعْمَالِهِمْ﴾ ”جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے تو جو لوگ بھی ان میں ہوں سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر (روز قیامت) وہ اپنے اعمال کے حساب سے اٹھائے جائیں گے۔“ (۱)

### ✽ کلام:

- (1) ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [۱۶۴] ”اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا۔“
- (2) حضرت آدم اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے باہم جھگڑے والی حدیث میں ہے کہ ﴿قَالَ لَهُ آدَمُ: اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ﴾ ”آدم (علیہ السلام) نے ان (موسیٰ علیہ السلام) سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام کے لیے منتخب فرمایا۔“ (۲)

### ✽ محبت:

- (1) ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [البقرة: ۱۹۰] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔“
- (2) فرمان نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ...﴾ ”اللہ تعالیٰ متقی بندے سے محبت کرتا ہے۔“ (۳)

### ✽ رضامندی:

- (1) ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ [المائدة: ۱۱۹] ”اللہ ان سے راضی و خوش ہے اور وہ اللہ سے راضی و خوش ہیں۔“
- (2) نبی کریم ﷺ کی ایک دعا کے یہ الفاظ ہیں ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ...﴾ ”اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ساتھ تیری ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (۴)

### ✽ ہنسنا:

فرمان نبوی ہے کہ ﴿يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَىٰ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، كِلَاهُمَا يَدْخُلُ

(۱) [مسلم (۲۸۷۹) کتاب الجنة و صفة نعيمها: باب الامر بحسن الظن بالله، بخاری (۷۱۰۸)]

(۲) [بخاری (۶۶۱۴) مسلم (۲۶۵۲)]

(۳) [مسلم (۲۹۶۵) کتاب الزهد والرقائق، احمد (۱۴۴۱) ابو یعلیٰ (۷۳۷) بغوی (۴۲۲۸)]

(۴) [مسلم (۴۸۶)]

الْجَنَّةُ ﴿اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر نرس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے﴾ پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ شہید ہو گیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا، یوں دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں چلے گئے۔“ (۱)

### لعنت:

- (1) ﴿لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [الاعراف: ۴۴] ”ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“
- (2) فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ...﴾ ”اللہ تعالیٰ نے یہود پر لعنت فرمائی ہے۔“ (۲)

### غضب:

- (1) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ [المتحنة: ۱۳] ”اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے۔“
- (2) حدیث قدسی ہے کہ ﴿إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي﴾ ”میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔“ (۳)

### علم:

- (1) ﴿وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [المائدة: ۹۷] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“
  - (2) نبی کریم ﷺ نے دعائے استسارہ کے یہ الفاظ سکھائے ہیں ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ...﴾ ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ بھلائی طلب کرتا ہوں۔“ (۴)
- ➡ واضح رہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہی ہے۔ اللہ کے علاوہ غیب کا علم نبی کریم ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ جیسا کہ درج ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے:

- (1) ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [الانعام: ۵۹] ”اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (خزانے)، ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اسے تمام چیزوں کا علم ہے جو خشکی میں ہیں اور جو دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر اسے اس کا بھی علم ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب

(۱) [بخاری (۲۸۲۶) کتاب الجہاد: باب الکافر یقتل المسلم، مسلم (۱۸۹۰)]

(۲) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۳۴۸۸) کتاب الاجارہ: باب فی ثمن الخمر والمبتہ]

(۳) [بخاری (۳۱۹۴) مسلم (۲۷۵۱)]

(۴) [بخاری (۶۳۸۲)]



مبین میں ہیں۔“

(2) ﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سَأَلْتُكَ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ ۖ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ [الاعراف: ۱۸۸] ”(اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نقصان کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔“

(3) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے قیامت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ﴿مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ ”جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ۳۴] ”بے شک قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا، (یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا صحیح خبروں والا ہے۔“ (۱)

(4) جس روایت میں تیمم کا حکم نازل ہونے کا ذکر ہے اس میں ہے کہ دورانِ سفر عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، نبی کریم ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے رک گئے اور لوگ بھی وہیں ٹھہر گئے، پھر وہیں صبح ہوئی، چونکہ وضو کے لیے پانی میسر نہ تھا تو تیمم کا حکم نازل ہو گیا، پھر جب کوچ کرنے لگے تو اونٹ کے نیچے سے ہار بھی مل گیا۔ (۲) اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو ساری رات ہار تلاش نہ کرتے بلکہ اونٹ کو اٹھا کر ہار حاصل کرتے اور چل پڑتے۔

(5) واقعہ ایک میں ہے کہ منافقین نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو نبی کریم ﷺ ایک ماہ تک پریشان رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی براہِ راست نازل فرمائی تو آپ کو اطمینان ہوا۔ (۳) اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو اتنے

(۱) [مسلم (۹) کتاب الایمان: باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، بخاری (۵۰) ابن ماجہ (۶۴)]

(۲) [صحیح: صحیح نسائی (۲۹۹) کتاب الطہارۃ: باب بدء التیمم، نسائی (۳۱۱) بخاری (۳۳۴) مسلم

(۳۶۷) أبو داود (۳۱۷)]

(۳) [بخاری (۴۷۵۰) مسلم (۲۷۷۰) مسند احمد (۱۹۴/۶)]

دن بالکل پریشان نہ رہتے بلکہ اعلان فرمادیتے کہ عائشہ پاکدامن ہے۔

### ✽ چہرہ:

(۱) ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ [الرحمن: ۲۷] ”صرف تیرے عظمت و عزت والے رب کا چہرہ ہی باقی رہ جائے گا۔“

(۲) غار کے قصہ میں ہے کہ دعا کرنے والے نے کہا ﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ...﴾ ”اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل خالص تیرے چہرے کی تلاش میں کیا تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں۔“ (۱)

### ✽ دو ہاتھ:

(۱) ﴿مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيْدَيَّ﴾ [ص: ۷۵] ”تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔“

(۲) ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۚ بَلْ يَدُ اللَّهِ مَبْسُوطَةٌ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ [المائدة: ۶۴] ”اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، (درحقیقت) انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انہوں نے جو کہا اس کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، اللہ کے ہاتھ تو فراخ ہیں وہ جیسے چاہے خرچ کرتا ہے۔“

(۳) ایک روایت میں ہے کہ ﴿يَدُ اللَّهِ مَلَاي ... وَبِيَدِهِ الْآخِرَى الْمِيْزَانُ ...﴾ ”اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے ... اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے۔“ (۲)

### ✽ آنکھیں:

(۱) ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ [ہود: ۳۷] ”اور ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر۔“

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ۖ وَآشَارَ بِيَدِهِ اِلَى عَيْنَيْهِ﴾ ”اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے۔ (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔“ (۳)

### ✽ ہنڈلی:

(۱) [بخاری (۲۲۷۲) مسلم (۲۷۴۳)]

(۲) [بخاری (۷۴۱۱) مسلم (۹۹۳)]

(۳) [بخاری (۷۴۰۷) کتاب التوحید: باب قول اللہ: ولتصنع علی عینی، مسلم (۲۹۳۳)]

(۱) ﴿يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾ [القلم: ۴۲]

”جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور وہ سجدے کے لیے بلائے جائیں تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔“

(۲) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿... فَيَكْشَفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ﴾ ”(روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ کی

پنڈلی ظاہر کی جائے گی تو ہر مومن اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے گا۔“ (۱)

### ❁ قدم:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَيَقُولُ قَطُّ قَطُّ﴾

”جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر

رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس۔“ (۲)

### ❁ عرش پر مستوی ہونا:

(۱) ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ [طہ: ۵] ”رحمن عرش پر مستوی ہے۔“

(۲) نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ﴿يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَيْنِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ...﴾ ”اے ابو ہریرہ! اللہ تعالیٰ نے

آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں بنایا اور پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔“ (۳)

### ❁ اترنا:

یعنی آسمان دنیا کی طرف۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿يَنْزِلُ رَبُّنَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ

لَيْلَةٍ...﴾ ”اللہ تعالیٰ ہر روز رات کے آخری حصے میں آسمان دنیا پر اترتے ہیں (جیسے اللہ کی شان اور عظمت کے

لائق ہے) اور بندوں کو پکارتے ہیں کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کر لوں۔“ (۴)

### ❁ آنا:

جیسا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لائیں گے (جیسے اللہ کی شان

کے لائق ہوگا)۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دُكًّا دَكًّا ۖ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ

(۱) [بخاری (۷۴۳۹) مسلم (۱۸۳) ترمذی (۲۵۹۸) نسائی (۶۰)]

(۲) [بخاری (۴۸۴۸) کتاب تفسیر القرآن: باب قوله: وتقول هل من مزيد، مسلم (۲۸۴۶)]

(۳) [جید الاسناد: مختصر العلو - بتحقیق الالبانی (۷۱) نسائی فی التفسیر (۴۱۲)]

(۴) [بخاری (۱۱۴۵) کتاب الجمعة: باب الدعاء فی الصلاة من آخر الليل، مسلم (۷۵۸) ترمذی (۴۴۶)]

ابو داؤد (۱۳۱۵) ابن ماجہ (۱۳۶۶) مسند احمد (۷۱۹۶) موطا (۴۴۷) دارمی (۱۴۴۲)]

صَفًا صَفًا ﴿۲۲﴾ [الفجر: ۲۱-۲۲] ”یقیناً جس دن زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی۔ اور تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے (بھی) صفیں بنا کر۔“

### ❁ رؤیت باری تعالیٰ:

یعنی روز قیامت مومنین اپنے رب کا دیدار کریں گے اور اس سے ہم کلام ہوں گے۔

(۱) ﴿وَجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ﴿۲۲﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾﴾ [القیامۃ: ۲۲-۲۳] ”اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔“

(۲) فرمان نبوی ہے کہ ﴿إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ﴾ ”یقیناً تم اپنے رب کو اس طرح (بآسانی) دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔“ (۱)

□ واضح رہے کہ مذکورہ تمام صفات (جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے) کے بارے میں ائمہ سلف کا ایمانِ کامل ہے اور وہ انہیں من وعن تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”رسالت اللہ کی طرف سے ہے، رسول کی ذمہ داری ہے پیغام پہنچا دینا اور ہم پر لازم ہے اسے تسلیم کر لینا۔“ (۲) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”وہ لوگ اہل بدعت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور اس طرح خاموش نہیں رہتے جیسے صحابہ و تابعین خاموش رہا کرتے تھے۔“ (۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں کچھ بھی بولے بلکہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انہی صفات کے ساتھ متصف کیا جائے جو اس نے خود اپنے لیے بیان کی ہیں۔“ (۴) حافظ نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”جس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی اس نے کفر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا انکار کیا جو اس نے خود اپنے لیے بیان کی ہے اس نے بھی کفر کیا۔“ (۵)



(۱) [بخاری (۷۴۳۷) کتاب التوحید : باب قول الله تعالى وجوه يومئذ ناصرة]

(۲) [سير أعلام النبلاء للإمام ذهبی (۳۷۷/۵)]

(۳) [شرح السنة للبغوی (۲۱۷/۱)]

(۴) [عقيدة السلف أصحاب الحديث للإمام الصابوني (ص: ۴۲)]

(۵) [شرح أصول اعتقاد أهل السنة (۵۸۷/۴)]

## شُرک کی پہچان کا بیان

## باب معرفۃ الشُرک

## شُرک کا مفہوم

لعوی اعتبار سے لفظ شُرک کا معنی ہے ”دو چیزوں میں برابری کرنا“۔ اہل علم لفظ شُرک کا معنی مخالطت (میل ملاپ کرنا)، مشارکت (باہم شریک ہونا) اور مصاحبت (دوستی کرنا) بھی بیان کرتے ہیں۔

شرعاً شُرک یہ ہے کہ ”جو اُمور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان میں کسی اور کو اس کا شریک و ہمسر بنانا“۔ اہل علم اس تعریف کے تحت تین انواع کا ذکر کرتے ہیں:

① توحید ربوبیت میں شُرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصائص ربوبیت میں کسی اور کو اس کا ہمسر بنانا مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے اللہ تعالیٰ خالق ہے ویسے کوئی اور بھی ہے، یا جیسے اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے ویسے کوئی اور بھی دے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

② توحید الوہیت میں شُرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصائص الوہیت میں کسی اور کو اس کا ہمسر بنانا مثلاً اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے دعا فریاد کرنا، یا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے جان و ذبح کرنا وغیرہ وغیرہ۔

③ توحید اسماء و صفات میں شُرک: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں کسی اور کو اس کی مثل سمجھنا مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے اللہ عالم الغیب ہے ویسے کوئی اور بھی ہے، جیسے اللہ دیکھتا ہے ویسے کوئی اور بھی دیکھ سکتا ہے، یا جیسے اللہ سنتا ہے ویسے کوئی اور بھی سن سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

شُرک کی اور بھی مختلف الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیے:

1- کسی کو اللہ کا شریک بنانا اور اسے ایسے پکارنا جیسے اللہ کو پکارا جاتا ہے، اس سے ایسے امید رکھنا جیسے اللہ تعالیٰ سے امید رکھی جاتی ہے اور اس سے ایسے محبت کرنا جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے۔ (۱)

2- تمام ظاہری و باطنی عبادات جن کا صرف اللہ تعالیٰ مستحق ہے اور جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں (جیسے محبت، خشوع، خضوع، تعظیم، خوف، توبہ و انابت، توکل، قربانی اور اطاعت وغیرہ) ان میں کسی اور کو اللہ کا

شریک و ہمسر بنانا۔ (۲)

3- جو چیز صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے اس کے لیے کسی اور کو پکارنا۔ (۳)

(۱) [اصول الايمان في ضوء الكتاب والسنة (ص: ۷۴)]

(۲) [الدرر السننية (۲۰۵/۱۲)]

(۳) [مجموعة الرسائل والمسائل (۶۷۸/۵)]

4- عبادت کی کوئی بھی قسم غیر اللہ کے لیے بجالانا جیسے دعا، قربانی اور نذر وغیرہ۔ (۱)

5- کسی کو اللہ کا شریک بنانا، خواہ ربوبیت میں، الوہیت میں یا اسماء و صفات میں۔ (۲)

### شرک کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے

کیونکہ شرک کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اور کتاب و سنت میں سب سے زیادہ اسی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ لہذا اس سے بچنے کے لیے اس کی پہچان حاصل کرنا واجب ہے کیونکہ جب تک اس کی پہچان نہیں ہوگی، اس کی تفصیل اور انواع و اقسام کا مکمل تعارف نہیں ہوگا، اس سے بچنا ممکن ہی نہیں۔ مزید برآں اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ جسے شرک کا علم نہیں اسے درحقیقت تو حید کا بھی علم نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ((الْأَشْيَاءُ تُعْرَفُ بِأَضْدَادِهَا)) ”چیزیں اپنی ضد سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔“ (۳)

### شرکی پہچان حاصل کرنا سنت صحابہ ہے

جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ﴿كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةً أَنْ يُذَكِّرَنِي﴾ ”لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے جبکہ میں شرک کے متعلق سوال کیا کرتا، اس خدشہ سے کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔“ (۴)

معلوم ہوا کہ شر (برائی) کی معرفت حاصل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، لہذا اسی سنت صحابہ پر چلتے ہوئے شرک کی بھی معرفت حاصل کرنی چاہیے کیونکہ بلاشبہ شرک سب سے بڑا شر ہے۔



(۱) [الارشاد الی صحیح الاعتقاد والرد علی اهل الشرك والاحاد (ص: ۴۳)]

(۲) [الایمان حقیقہ، حوارمہ، نواقضہ عند اهل السنة والجماعة (ص: ۱۰۹)]

(۳) [شرح کتاب التوحید - از سلیمان بن محمد اللہمید (ص: ۶۲)]

(۴) [بخاری (۷۰۸۴) مسلم (۱۸۴۷)]

## شُرک کی مذمت کا بیان

## باب ذم الشُّرک

اللہ تعالیٰ شرک ہرگز معاف نہیں فرمائے گا

(۱) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونُ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿۴۸﴾ [النساء: ۴۸] ”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔“

شرک سب سے بڑا ظلم ہے

(۱) ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لَبْنُهُ وَهُوَ يُعْطِيهِ يَبْنِي لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳] ”اور جب کہ لقمان (علیہ السلام) نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

(۲) ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ [الانعام: ۸۲] ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (یعنی شرک) سے مخلوط نہیں کرتے، ایسوں کے لیے ہی امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔“

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا...﴾ نازل ہوئی تو صحابہ پر بہت گراں گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے ایمان لانے کے بعد ظلم نہ کیا ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس آیت سے مراد وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی کہ شرک سب سے بڑا ظلم۔“ (۱)

شرک اعمال کے ضیاع کا باعث ہے

(۱) ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الانعام: ۸۸] ”(چند انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر یہ بھی شرک کرتے تو جو یہ اعمال کرتے تھے وہ سب ضائع ہو جاتے۔“

(۲) ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ ءَلِیْنَ أَشْرُكَتَ لِيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ وَلِتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر: ۶۵] ”(اے پیغمبر!) یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی

طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔“

### مشرکوں کے خلاف جنگ کا حکم ہے

(۱) ﴿فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصِرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ﴾ [التوبة : ۵] ”مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھائی میں جا بیٹھو۔“

(۲) فرمان نبوی ہے کہ ﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّيْتِكُمْ﴾ ”مشرکوں کے خلاف اپنے مالوں، جانوں اور زبانون کے ساتھ جہاد کرو۔“ (۱)

### مشرک آسمان سے گرنے والے کی مانند ہے

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحَابٍ﴾ [الحج : ۳۱] ”جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی (بہر صورت اس کا مقدر تباہی ہی ہے۔ بعینہ جو انسان ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ طہارت نفس کے اعتبار سے پاکیزگی کی بلندی پر فائز ہوتا ہے اور جو ہی شرک کا ارتکاب کرتا ہے تو گویا خود کو بلندی سے پستی اور صفائی سے گندگی اور کچھڑ میں پھینک دیتا ہے)۔“

### مشرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں

(۱) ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [النسوة : ۱۱۳] ”پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔“

(۲) نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب وفات کے قریب تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کی لیکن وہ کلمہ پڑھے بغیر ہی فوت ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ ﴿لَا سْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنَّهُ عَنْكَ﴾ ”میں آپ کے لیے ضرور دعائے مغفرت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے روک نہ دیا جائے۔“ اس پر درج بالا آیت نازل ہو گئی۔ (۲)

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۰۹۰) ابو داؤد (۲۵۰۴) کتاب الجہاد : باب کراہیۃ ترک الغزو]

(۲) [بخاری (۴۶۷۵) مسلم (۲۴) مسند احمد (۵۳۳/۵)]



## مشرک کی قبر پر اسے آگ کی بشارت دینی چاہیے

ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یقیناً میرا باپ صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور یہ کرتا تھا اور یہ کرتا تھا تو وہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جہنم کی آگ میں گویا کہ وہ یہ بات سن کر غمگین ہو گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿حَيْثُمَا مَوْرَتْ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ﴾ ”جہاں کہیں بھی تم کسی مشرک کی قبر کے قریب سے گزرو تو اسے آگ کی بشارت دو۔“ (۱)

## شُرک سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے

(۱) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کے متعلق خبر نہ دوں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور خبر دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿إِلَّا شُرَاكُ بِاللَّهِ...﴾ ”(وہ ہے) اللہ کے ساتھ شُرک کرنا۔“ (۲)

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ﴿أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟﴾ ”اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ﴾ ”یہ کہ تم اللہ کے لیے شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔“ (۳)

## شُرک ہلاک کرنے والا گناہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤَيَّقَاتِ ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ مَا هُنَّ؟ قَالَ : الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَ السَّحَرُ...﴾ ”سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شُرک، جادو، اللہ کی حرام کردہ کسی جان کا ناحق قتل، سود خوری، مالی یتیم کھانا، میدان جنگ سے فرار اور پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔“ (۴)

## شُرک اللہ کو گالی دینے کے مترادف ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ

(۱) [صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۱۰۷۳) کتاب الحناظر: باب ما جاء في زيارة قبور المشركين]

(۲) [بخاری (۵۶۳۱) کتاب الشهادات، مسلم (۸۷) کتاب الايمان]

(۳) [بخاری (۴۴۷۷) کتاب التفسير، مسلم (۸۶) ترمذی (۳۱۸۲) نسائی (۴۰۱۳) ابوداود (۱۹۶۶)]

(۴) [بخاری (۲۷۶۶)، (۵۷۶۴)، (۶۸۵۷) مسلم (۸۹)]

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكَ ، وَ شَتَمْنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَالِكَ ... ﴿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں اسے دوبارہ پیدا نہیں کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اسے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ ہی کوئی میرے برابر کا ہے۔“ (۱)

### شرک اللہ کو اذیت دینے والا گناہ ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَىٰ آذَى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ يَدْعُوَنَّ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ ﴾ ”اذیت و تکلیف کی بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ مشرک لوگ اللہ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر بھی اللہ انہیں عافیت دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔“ (۲)

### مشرک کو کسی نبی کی قرابت داری بھی فائدہ نہیں دے گی

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ أَرْزَقْتَهُ وَغَبْرَةً ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي ؟ فَيَقُولُ : فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ : يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ، فَأَيُّ خَزْيٍ آخَرٍ مِنْ أَبِي الْأَبْعَدُ ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا إِبْرَاهِيمُ مَا تَحْتِ رِجْلَيْكَ ، فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَىٰ فِي النَّارِ ﴾ ”قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں تھرا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر

(۱) [بخاری (۴۹۷۴) کتاب التفسیر، مسند احمد (۳۱۷/۲ - ۳۵۰)]

(۲) [بخاری (۶۰۹۹)، (۷۳۷۸) کتاب التوحید، مسلم (۲۸۰۴) کتاب التوبة]

اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (۱)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُتَّعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ﴾ ”دو زنجیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب (نبی کریم ﷺ کے چچا) کو ہوگا، وہ (آگ کی) دو جوتیاں پہنے ہوں گے جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔“ (۲)

مشرکوں کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ ”ہر نبی کے لیے ایک ایسی دعا ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے۔ تمام انبیاء نے وہ دعا (دنیا میں ہی) مانگ لی لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھی ہے۔ میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔“ (۳)

روزِ قیامت مشرکوں کو توحید کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا

﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ﴾ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ﴾ ﴿۸۵﴾ [المومن : ۸۴-۸۵]

”ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا۔ لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے (کہ عذاب دیکھنے کے بعد توبہ اور ایمان قابل قبول نہیں) اور اس جگہ کا فرخائب و خاسر ہوئے (یعنی عذاب دیکھنے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ اب سوائے خسارے اور ہلاکت کے ہمارے مقدر میں کچھ نہیں)۔“

روزِ قیامت مشرکوں کو ساری زمین کی دولت کا فدیہ بھی نفع نہیں دے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لَأَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ

(۱) [بخاری (۳۳۵۰) کتاب احادیث الانبیاء : باب قول الله واتخذ الله ابراهيم خلیلاً]

(۲) [مسلم (۲۱۱۲) کتاب الایمان : باب اهل النار عذاباً ، مسند احمد (۲۶۳۶)]

(۳) [مسلم (۱۹۹) کتاب الایمان : باب اختباء النبی ﷺ دعوة الشفاعة لامته ، ترمذی (۳۶۰۲) ابن ماجہ (۴۳۰۷)]

عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ... ﴿﴾ ”(روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا۔ اگر تیرے پاس ساری دنیا کی دولت موجود ہو تو اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کے لیے اسے بطور فدیہ دے سکتا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی بیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ لیکن تو نے میری نہ مانی اور میرے ساتھ شرک کیا۔“ (۱)

روزِ قیامت مشرکوں کے معبود انہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے

(۱) ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَكَةِ أَهْؤُلَاءِ إِنَّا كُنْهُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا سُبْحَنَكَ أَنْتَ وَلَيْسْنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْحِجْنَ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾﴾ [سبا: ۴۰-۴۱] ”ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن (یعنی روزِ قیامت) جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ (مشرک) لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان (مشرکوں) میں سے اکثر کا انہی پر ایمان تھا۔“

(۲) ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتُ لِلنَّاسِ امْكُذُوبِي وَأَتَى الْهَيْدِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ قَوْلِ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مِمَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۷﴾﴾ [المائدة: ۱۶-۱۷]۔

[۱۷] ”(اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے) جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزه سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔“

(۱) [بخاری (۳۳۴) کتاب احادیث الانبیاء، مسلم: کتاب صفة القيامة والجنة والنار (۲۸۰۵)]

(3) ﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ هُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضَلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ﴾ (17) قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا (18) ﴿[الفرقان: ۱۷-۱۸] ”اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں (یعنی مشرکوں کو) اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے، انہیں جمع کرے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے۔ وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے، بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسودگیاں عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔“

معلوم ہوا کہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی پوجا کرتے تھے (فرشتے، انبیاء اور اولیاء وغیرہ) روز قیامت وہ سب ان سے بیزاری کا اظہار کر دیں گے۔ کتنا ہی بے بسی کا دن ہو گا وہ مشرکوں کے لیے! (العبداللہ) روز قیامت مشرکوں کو جہنم کی راہ پر ڈال دیا جائے گا

﴿أُحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجُهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾ (22) ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ (23) ﴿وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾ (24) ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنصَرُونَ﴾ (25) ﴿بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ﴾ (26) ﴿[الصفات: ۲۲-۲۶] ”ان سب خالموں (یعنی مشرکوں) اور ان کے ساتھیوں کو اور جن جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔ اور انہیں ٹھہرا لو (اس لیے) کہ ان سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اس وقت) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ وہ (سب) آج فرمانبردار بن گئے ہیں۔“

مشرک پر جنت حرام ہے اور وہ ابدی جہنمی ہے

(1) ﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ [المائدة: ۷۲] ”یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔“

(2) ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ [البينة: ۶] ”بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔“

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ﴾ ”جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا وہ دوزخ میں جائے گا۔“ (۱)

(۱) [مسلم (۹۳) کتاب الایمان: باب من مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنة]

حقیقت و مذمت شرک سے متعلقہ چند قرآنی امثلہ

(1) ﴿صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي مَآ رَزَقْنَكُمْ فَإِنَّكُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ [الروم: ۲۸] ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ (یعنی جب تم اپنے غلاموں اور نوکروں کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے غلام بندے اس کے شریک ہو جائیں) اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا (یعنی تم غلاموں سے ایسے ڈرتے ہو جیسے تم آزاد لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو، جس طرح مشرک کہ کاروبار یا جائیداد میں سے خرچ کرتے ہوئے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے شریک باز پرس کریں گے، کیا غلاموں سے ایسے ڈرتے ہو؟) ہم عقل رکھنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں۔“

(2) ﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۷۵] ”اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا، جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے، جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا ہے، کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں (یعنی جب ایک غلام اور آزاد کو انسان ہونے کے باوجود تم شرف و منزلت میں برابر نہیں سمجھتے تو پھر اللہ خالق کائنات اور پتھر کی مورتی کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟) اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔“

(3) ﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءٌ مُّتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ۲۹] ”اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے شریک ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں (یعنی مشرک اور موحّد بھی یکساں نہیں ہو سکتے)، اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔“

(4) ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ إِذَا أَخَذَتْ بِبَيْتِهَا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ [العنكبوت: ۴۱] ”جن لوگوں نے

اللہ کے سوا اور کار ساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال کڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور گھر کڑی کا گھر ہی ہے (یعنی جیسے کڑی کا جالا انتہائی کمزور اور ناپائیدار ہے اسی طرح اللہ کے علاوہ دوسروں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا بالکل بے فائدہ ہے) کاش! وہ جان لیتے۔“

(5) ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ لِيَمْلُغَ فَأَهْوَاهُمْ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ [الرعد : ١٤] ”جو لوگ اوروں کو اس (اللہ) کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں (اسی طرح اللہ کے سوا کوئی اور حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لیے پہنچنے والا نہیں کیونکہ اس نے نہ کوئی پکار سنی ہے اور نہ ہی وہ اس کا جواب دینے کی سکت رکھتا ہے)، ان مکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔“

(6) ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَضَلُّهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ [ابراہیم : ٢٤-٢٦] ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ کلمے (یعنی ایمان و توحید) کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے (یعنی علم و اعتقاد کے اعتبار سے بندہ مومن کے دل کی گہرائیوں میں) اور جس کی شاخیں آسمان میں ہیں (یعنی پاکیزہ کلمات، عمل صالح، اخلاق جمیلہ اور آداب حسنہ جو ہمیشہ آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں)۔ جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے (یعنی اس سے خود مومن اور دیگر لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے ہیں)، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمے (یعنی کفر و شرک) کی مثال گندے درخت جیسی ہے جو زمین کے کچھ ہی اوپر سے اکھاڑ لیا گیا ہے، اسے کچھ ثبات نہیں (یعنی کفر و شرک بالکل بے اصل ہے، بے فائدہ ہے، اس کی بنیاد کوئی دلیل نہیں، اس کے ساتھ کوئی عمل قابل قبول نہیں اور نہ ہی ایسے کسی عمل کو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے، لہذا نہ تو اس کی زمین میں کوئی جڑ ہے اور نہ ہی آسمان میں کوئی شاخ)۔“



## شُرک سے بچنے کا بیان

## باب اجتناب الشُرک

شُرک سے بچو کیونکہ شُرک سے بچنے کا حکم ہے

- (1) ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾ [لقمان: ۱۳] ”اللہ کے ساتھ شُرک نہ کرو۔“
- (2) ﴿لَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا﴾ [الحج: ۲۶] ”میرے ساتھ کسی چیز کو شُرک نہ کرو۔“
- (3) ﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴾ [الرّوم: ۳۱] ”مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔“
- (4) فرمان نبوی ہے کہ ﴿أَنَّهُكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْکِبْرِ﴾ ”میں تمہیں شُرک اور تکبر سے روکتا ہوں۔“ (۱)
- (5) ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ کاموں کا حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ان کا حکم دیں، ان میں سے پہلا حکم یہ تھا ﴿أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَیْئًا﴾، فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ كَمِثْلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصٍ مَّالِهِ يَذْهَبُ أَوْ وِرْقٍ، فَجَعَلَ يَفْعَلُ وَيُودِّي غَلَّتْهُ إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيْكُمُ يَسْرُهُ أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ؟ وَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَكُمْ وَرَزَقَكُمْ فَاعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَیْئًا... ”کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شُرک نہ کرو۔ بلاشبہ اس کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے اپنے خالص مال ’سونے یا چاندی‘ سے ایک غلام خریدا، پھر وہ غلام مزدوری کرتا ہے اور اس کا منافع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو لا کر دیتا ہے، تو تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور رزق دیا لہذا تم اسی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو بھی شُرک نہ ٹھہراؤ۔“ (۲)

شُرک سے بچو کیونکہ اخلاص اپنانا واجب ہے

- (1) ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّیْنَ﴾ ① ﴿الَّذِیْ لَهُ الدِّیْنُ الْخَالِصُ﴾ [الزمر: ۲-۳] ”آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔“
- (2) ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّاتِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ ② ﴿لَا شَرِیْکَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ③ [الانعام: ۱۶۲-۱۶۳] ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میری نماز،

(۱) [صحیح: السلسلۃ الصحیحہ (۶۲۹۵) صحیح الادب المفرد (۴۲۶) مسند احمد (۱۶۹/۲)] شیخ شعیب ارناؤوط اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحدیثیة (۶۵۸۳)]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۱۷۲۴) صحیح الترغیب (۵۵۲) مسند احمد (۱۳۰/۴)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۱۷۱۷۰)]



میری قربانی، میرا جینا اور میرا صرف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مطیع ہونے والا ہوں۔“

(3) ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ [الكهف: ۱۱۰] ”جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

شرک سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَنَا أَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرِكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيٌّ﴾ ”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میں شرکاء میں سب سے زیادہ شرک سے بے پرواہ ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کر لیا تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں (یعنی جیسے لوگ مشترکہ چیز باہم تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں میں نہیں لیتا بلکہ میں اپنا حصہ بھی چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ میں سب سے بے پرواہ ہوں اور مجھے صرف خالص میرے لیے کیا ہوا عمل ہی مطلوب ہے)۔“ (۱)

شرک سے بچو کیونکہ فطرت کا یہی تقاضا ہے

فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودًا أَوْ نَصْرَانِيَةً أَوْ يَسْرُكًا﴾ ”ہر بچہ فطرت (اسلام، عقیدہ توحید) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مشرک بنادیتے ہیں۔“ (۲)

شرک سے بچو کیونکہ یہ شیاطین کے حکم کی اطاعت ہے

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمْ الشَّيَاطِينُ فَأَجْنَأَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّلْتُ لَهُمْ وَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُزَلْ بِهِ سُلْطَانًا...﴾ ”میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا، (بعد میں) شیاطین ان کے پاس آئے اور انہیں ان کے دین سے پھیر دیا، ان پر وہ اشیاء حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل میں نے نازل نہیں کی۔“ (۳)

(۱) [مسلم (۲۹۸۵) کتاب الزہد، ابن ماجہ (۴۲۰۲) ترمذی (۳۱۵۴)]

(۲) [مسلم (۲۶۵۸) کتاب القدر: باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة]

(۳) [مسلم (۲۸۶۵) کتاب الجنة وصفة نعيمها: باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة]

شُرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے

ایک مرتبہ دورانِ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَيْبِ النَّمْلِ﴾ ”اے لوگو! اس شرک سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے۔“ ایک صحابی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب یہ اتنا مخفی ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ﴾ ”اے اللہ! ہم ایسی چیز کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس کا ہمیں علم ہے اور ایسی چیز کی معافی مانگتے ہیں جس کا ہمیں علم ہی نہیں۔“ (۱)

شُرک سے بچو خواہ والدین یا بزرگ اس کا حکم دیں

(۱) ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَىٰ مَرْجِعُكُمْ فَاَنْتَبِطُكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [العنکبوت: ۸] ”ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننے (یعنی اگر والدین شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرو)، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز کی تمہیں خبر دوں گا جو تم کرتے تھے۔“

(۲) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ﴾ ”خالق کی نافرمانی کے کام (مثلاً شرک و بدعت وغیرہ) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔“ (۲)

شُرک سے بچو خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ ...﴾ ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرنا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے۔“ (۳)

مشرکوں کے ساتھ دوستی و قریبی تعلق سے بھی بچو

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ لوگوں

(۱) [صحیح: الادب المفرد، بتحقیق الالبانی (۷۱۶) صحیح الترغیب والترہیب (۳۶) صحیح الجامع

الصغیر (۳۷۳۱) مسند ابو یعلیٰ (۶۰/۱)، (۵۸) مجمع الزوائد (۲۲۴/۱۰)

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۷۵۲۰) المشکاة (۳۶۹۶) مسند احمد (۱۳۱/۱)]

(۳) [حسن لغیرہ: صحیح الترغیب للالبانی (۵۷۰) ارواء الغلیل (۸۹/۷) مسند احمد (۲۳۸/۵)]

سے بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور مجھے شرائط بھی بتا دیجئے کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُتَّصِحَّ الْمُسْلِمِينَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ”میں تجھ سے ان شرائط پر بیعت لوں گا کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے اور مشرکوں سے الگ رہو گے۔“ (۱)



(۱) [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۴۱۷۷) کتاب البیعة: باب البیعة علی فراق المشرك]

## شُرک کی انواع و اقسام کا بیان

## باب انواع الشُرک

اہل علم نے شُرک کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں:

① شُرک اکبر (بڑا شُرک) ② شُرک اصغر (چھوٹا شُرک)

ان دونوں کا مختصر بیان آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

## شُرک اکبر

شُرک اکبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں کسی اور (زندہ یا مردہ، جاندار یا بے جان) کو اس کا شریک و ہمسر بنانا۔ یہ وہ شُرک ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا، جس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج اور ابدی جہنمی ہے۔

تاہم کچھ اہل علم شُرک اکبر کو درج ذیل چار انواع میں بھی تقسیم کرتے ہیں:

① **شُرک ودعا:** یعنی دعا و فریاد جو صرف اللہ کا حق اور عظیم عبادت ہے، اس کے لیے اللہ کو چھوڑ کر کسی نبی، ولی، بزرگ، قبر، پتھر، مورتی وغیرہ کو خاص کرنا۔ ایسا کرنے والا شُرک و کافر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۷] ”جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔“

② **شُرک نیت و ارادہ:** یعنی خالص منافق کی طرح تمام اعمال کلی طور پر صرف دنیوی مفاد، ریاکاری اور شہرت کی نیت سے انجام دینا، رضائے الہی اور اخروی جزا کا بالکل ارادہ نہ رکھنا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا نُوفٍ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ﴾ [آل عمران: ۱۵] ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [ہود: ۱۵-۱۶] ”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہو گا وہاں سب اکارت (ضائع) ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔“

③ **شُرک اطاعت:** یعنی حلال و حرام میں اللہ کے علاوہ علماء و اولیاء وغیرہ کی اطاعت کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ

حلال و حرام قرار دینے کا انہیں بھی اختیار ہے اور دین اسلام کے خلاف ہوتے ہوئے بھی عہد ان کی بات کو قابل اطاعت سمجھنا، یہ انہیں رب بنانے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ﴿إِنَّمَا اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ ”انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا“ (تب حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ اپنے علما کی عبادت تو نہیں کرتے تھے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یقیناً وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب (ان کے) علما کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور جب علما کسی چیز کو حرام کہتے تو وہ بھی اسے حرام سمجھتے (اللہ کے سوا علما کو رب بنانے کا یہی مطلب ہے کیونکہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جب یہ اختیار کسی اور کو دے دیا جائے تو یہ اسے رب بنانے کے ہی مترادف ہے)۔“ (۱)

④ **شرک و محبت:** یعنی وہ محبت (جس میں تعظیم، ذلت، عجز و انکساری، خشوع خضوع سب شامل ہے اور جو صرف اللہ کا حق ہے، جب کوئی بندہ غیر اللہ سے ایسی محبت کرے گا تو وہ شرک اکبر کا ارتکاب کرے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرة: ۱۶۵] ”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔“

### شرک اصغر

شرک اصغر اُن وسائل و ذرائع کا نام ہے جو شرک اکبر تک پہنچاتے ہیں یا اُن امور کا نام ہے جن پر کتاب و سنت میں شرک کا لفظ بولا گیا ہے لیکن وہ شرک اکبر کی حد کو نہیں پہنچتے۔ اس شرک کا مرتکب اللہ کی مشیت کے تحت ہے، (کبیرہ گناہ کے مرتکب کی طرح) چاہے تو اللہ اسے معاف کر دے اور چاہے تو نہ کرے۔ شرک اصغر کی جو تقسیم کی گئی ہے ان میں عمدہ تقسیم یہ ہے کہ اس کی تین اقسام ہے: قولی، فعلی اور قلبی۔ ملاحظہ فرمائیے:

① **قولی:** یعنی وہ امور جن کا تعلق قول اور الفاظ سے ہے۔ جیسے:

1- **غیر اللہ کی قسم اٹھانا:** فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ﴾ ”جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔“ (۲) اور ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”تم میں سے جس نے (غیر اللہ کی) قسم اٹھائی اور قسم میں یوں کہا کہ ”لات کی

(۱) [حسن: غایۃ المرام (۶) صحیح ترمذی، ترمذی (۳۰۹۵) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورۃ التوبۃ]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۶۲۰۴) ابو داود (۳۲۵۱) ترمذی (۱۵۳۵)]

قسم ”تو وہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھے۔“ (۱)

2- پہلی گناہ جو اللہ چاہے اللہ آپ چاہیں: ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ﴿مَا شَاءَ اللَّهُ وَ شِئْتُ﴾ ”جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿أَجَعَلْتَنِي مَعَ اللَّهِ عَدْلًا (وَفِي لَفْظٍ نِدًّا) لَا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ﴾ ”کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دیا ہے“ (ایک روایت میں شریک کے لفظ ہیں)، آپ نے فرمایا ”یوں نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ اکیلا اللہ تعالیٰ جو چاہے۔“ (۲)

اس سے ملتے جلتے جملوں کا بھی یہی حکم ہوگا جیسے میں اللہ پر اور آپ پر توکل کرتا ہوں، مجھے اللہ اور آپ کافی ہیں، یہ اللہ کی اور آپ کی برکت ہے، میں اللہ سے اور فلاں سے ڈرتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے کہ یہاں مراد وہ شخص ہے جو محض الفاظ میں اللہ کے ساتھ کسی کا ذکر کر رہا ہے (کیونکہ اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ فلاں شخص سے بھی اسی طرح ڈرنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرا جاتا ہے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہے)۔

3- خود کو شہنشاہ گننا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿أَشْتَدُّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ مَلِكٌ إِلَّا مَلَاكٌ لَا مَلِكٌ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”اس شخص سے اللہ تعالیٰ شدید ناراض ہوتے ہیں جو خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے (یاد رکھو!) حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔“ (۳)

4- ناموں میں غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا: فرمان نبوی کے مطابق اللہ کے پسندیدہ ترین نام دو ہیں عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور عبد الرحمن (رحمن کا بندہ)۔ (۴) امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس امر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسے نام رکھنا حرام ہے جن میں غیر اللہ کی عبادت کا مفہوم پایا جاتا ہو مثلاً عبد عمرو (عمرو کا بندہ)، عبد الکعبہ (کعبہ کا بندہ) وغیرہ۔ (۵) امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نام رکھنا جائز نہیں؛ عبد علی (علی کا بندہ)، عبد حسین (حسین کا بندہ) جیسا کہ ایسے نام شیعہ حضرات کے ہاں معروف ہیں، اسی طرح یہ نام بھی ناجائز ہیں؛ عبد النبی (نبی کا بندہ) یا عبد الرسول (رسول کا بندہ) وغیرہ جیسا کہ بعض جاہل لوگ ایسے نام رکھ لیتے ہیں۔ (۶)

5- آقا کے لیے اظہارِ احترام اور غلام ہونے کے لیے لفظ عبد کا استعمال: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ

(۱) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۳۲۴۷) ابن ماجہ (۲۰۹۶) مسند احمد (۳۰۹/۲)]

(۲) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۳۹) بخاری فی الادب المفرد (۷۸۳) مسند احمد (۲۱۴/۱)]

(۳) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۹۸۸)]

(۴) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۴۹۴۹) ابن ماجہ (۳۷۲۸) ترمذی (۲۸۳۳)]

(۵) [کتاب التوحید، از محمد بن عبد الوہاب، اردو (ص: ۱۴۲)]

(۶) [تحفۃ المودود، از ابن قیم (ص: ۳۷)]

أَطْعِمُ رَبَّكَ ، وَصَيُّ رَبَّكَ ، اسْقِ رَبَّكَ ، وَلَيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ : عَبْدِي ، أَمَتِي ، وَلَيَقُلْ : فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغَلَامِي ﴿ ”تم میں سے کوئی بھی (اپنے غلام یا کسی بھی شخص کو) یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اپنے رب کو پانی پلا، بلکہ صرف میرے سردار اور میرے آقا کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ، میری بندی، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا لڑکا، میری لڑکی یا میرا غلام۔“ (۱)

6- سچ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش پڑی: ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر ہے ﴿ ”اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔“ (۲) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ چار جاہلیت کے کام ایسے ہیں جنہیں میری امت ترک نہیں کرے گی (ان میں سے ایک یہ ہے) ﴿ ”إِلَّا سَيْسَفَاءً بِالْأَنْوَاءِ“ ﴿ ”بارش ہونے نہ ہونے میں ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔“ (۳)

7- حالات و واقعات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿ ”وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ : لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنْ قُلْ : قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ“ ﴿ ”اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یوں نہ کہو کہ اگر میں اس طرح کرتا تو اس طرح ہوتا بلکہ کہو ”قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے (اسی طرح) تقدیر میں لکھا تھا اور اس نے جو چاہا کر دیا۔“ یقیناً لَوْ (یعنی اگر) کا لفظ شیطان کا عمل کھول دیتا ہے۔“ (۴)

② فعلی: یعنی وہ امور جن کا تعلق فعل اور جسمانی اعضا سے ہے۔ جیسے:

1- پڑھنا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿ ”مَنْ رَدَّتْهُ الطَّيْرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ“ ﴿ ”جو بدشگونی کی وجہ سے اپنے ارادے اور کام سے رُک گیا اس نے شرک کیا۔“ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی غلطی کر بیٹھے تو اس کے بعد یہ دعا پڑھو ﴿ ”اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا“

(۱) [بخاری (۲۵۵۲) کتاب العتق: باب كراهية التطاول على الرقيق، مسلم (۲۲۴۹)]

(۲) [بخاری (۸۴۶) کتاب الاذان: باب يستقبل الامام الناس اذا مسلم]

(۳) [صحيح: السلسلة الصحيحة (۱۸۰۱) مسند احمد (۴/۱۱۱۴)] شیخ شعیب ارنؤ کو طاس کی سند صحیح کہتے

ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۷۵۶۰)]

(۴) [مسلم (۲۶۶۴) کتاب القدر: باب في الأمر بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله، ابن ماجه (۷۹)]

طَبِيرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ﴿۱﴾ ”اے اللہ! خیر وہی ہے جو تیری طرف سے پہنچے اور برائی اور نحوست بھی تیرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا، اس لیے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“ (۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ﴿الطَّبِيرَةُ شِرْكُكَ﴾ ”بدشگونی شرک ہے“ پھر فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دل میں بشری تقاضے کی وجہ سے کوئی وہم نہ گزرتا ہو لیکن توکل کی برکت سے اللہ اسے دفع کر دیتا ہے۔ (۲)

2- **تعویذ لکائلا:** فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ﴾ ”جس نے تعویذ لکایا یقیناً اس نے شرک کیا۔“ (۳) ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوَلَةَ شِرْكُكَ﴾ ”(شرکیہ) منتر، تعویذ اور محبت پیدا کرنے کے عملیات شرک ہیں۔“ (۴) ایک اور روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھجوایا کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت کا کوئی ہار نہ رہنے دیا جائے یا آپ نے فرمایا کہ جہاں کسی اونٹ کے گلے میں کسی قسم کا ہار نظر آئے اسے کاٹ دیا جائے۔ (۵)

کچھ اہل علم قرآنی تعویذ کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن درج ذیل وجوہ کی بنا پر اس سے بھی بچنا ہی بہتر ہے:

✦ تعویذ لکائے کی ممانعت عمومی ہے، اس میں کسی چیز کی خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔

✦ قرآنی تعویذ کل کو غیر قرآنی تعویذ پہننے کا بھی ذریعہ بن سکتے ہیں۔

✦ بیت الخلا وغیرہ میں بھی قرآنی آیات کے تعویذ ساتھ ہی جائیں گے۔

✦ قرآن سے شفاء حاصل کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے، لہذا

اس عمل سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ (۶)

3- **غیب کا حال دریافت کرنے کے لیے گامیں یا عرف کے پاس جانا:** فرمان نبوی ہے کہ ﴿مَنْ أَتَى عَرَّافًا

أَوْ كَاهِنًا فَصَدَقَ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ﴾ ”جو شخص کسی عراف یا کاهن کے

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۰۶۵) صحیح الجامع الصغير (۶۲۶۴) مسند احمد (۲۲۰/۲)] شیخ

ثقیب ارناؤوط اسے حسن کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۷۰۴۵)]

(۲) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۴۳۰) غایۃ المرام (۳۰۳) ابوداؤد (۳۹۱۰) ترمذی (۱۶۷۹)]

(۳) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۴۹۲) صحیح الجامع الصغير (۶۳۹۴) مسند احمد (۱۵۶/۴)] شیخ

ثقیب ارناؤوط نے اس کی سند کو قوی کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۱۷۴۲۲)]

(۴) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۳۳۱) صحیح الترغیب (۳۴۵۷) ابوداؤد (۳۸۸۳) حاکم (۲۴۱/۴)]

(۵) [بخاری (۳۰۰۵) مسلم: کتاب اللباس، مسند احمد (۲۱۶/۵) ابوداؤد (۲۵۵۲)]

(۶) [اصول الايمان في ضوء الكتاب والسنة (ص: ۴۷)]



پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (تمام) تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا۔“ (۱)  
ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿مَنْ آتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً﴾ جو  
کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس روز اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔“ (۲)

واضح رہے کہ ”کاہن“ وہ ہوتا ہے جو مستقبل میں ہونے والے کاموں، مخفی راز اور علم غیب کی معرفت کا دعویٰ  
کرتا ہے۔ اس کی اکثر باتیں جھوٹی جبکہ کچھ صحیح بھی ہوتی ہیں۔ یہ علم اسے جنات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔  
اور ”عراف“ وہ ہوتا ہے جو گزرے ہوئے کام کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے جیسے جو کون ہے؟ چوری کہاں ہوئی؟  
اب وہ چیز کہاں ہے؟ کس کے پاس ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے دعووں کے پیچھے بھی جنات کا ہی دخل ہوتا ہے۔ (۳)  
③ **قلبی**: یعنی وہ امور جن کا تعلق دل سے ہے۔ جیسے:

1- **ریاکاری**: ایک حدیث میں ہے کہ ﴿إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشُّرْكَ الْأَصْغَرَ، قَالُوا وَمَا الشُّرْكَ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الرِّيَاءُ﴾ ”سب سے زیادہ میں تم پر جس چیز سے خائف ہوں وہ  
شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس سے مراد  
ریاکاری ہے۔“ (۴) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿كُنَّا نَعُدُّ الرِّيَاءَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ الشُّرْكَ  
الْأَصْغَرَ﴾ ”ہم (یعنی صحابہ) زمانہ نبوت میں ریاکاری کو شرک اصغر شمار کرتے تھے۔“ (۵)

2- **دنیاوی مفاد کی نیٹ سے اعمال کرنا**: فرمان نبوی ہے کہ ﴿تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالذَّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ  
، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ﴾ ”ہلاک ہو گیا دینار، درہم اور چادر کا (غلام) بندہ اگر اسے دیا  
جائے تو راضی ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض۔“ (۶) اس سے اہل علم نے یہ اخذ کیا ہے کہ آخرت کے لیے  
کیے گئے اعمال سے دنیوی فائدے کا ارادہ رکھنا (بھی شرک میں داخل ہے)۔ (۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَعَّى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۵۹۳۹) ابو داؤد (۳۹۰۴) ابن ماجہ (۶۳۹) ترمذی (۱۳۵)]

(۲) [مسلم: کتاب السلام، صحیح الترغیب (۳۰۴۶) صحیح الجامع الصغیر (۵۹۴۰)]

(۳) [مزید دیکھئے: فتح الباری (۲۱۶/۱۰-۲۱۷)]

(۴) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۹۵۱) صحیح الجامع الصغیر (۱۵۵۵) صحیح الترغیب (۳۲) مسند

احمد (۴۲۸/۵) بیہقی فی شعب الایمان (۶۸۳۱)]

(۵) [صحیح: صحیح الترغیب والترہیب (۳۵) طبرانی (۷۱۶۰) حاکم (۳۲۹/۴)]

(۶) [بخاری (۶۴۳۵) کتاب الرقاق: باب ما يتقى من فتنه المال ابن ماجہ (۴۱۳۵) ابن حبان (۳۲۱۸)

بیہقی (۱۵۹/۹)]

(۷) [کتاب التوحید، از محمد بن عبد الوہاب، اردو (ص: ۱۱۴)]

إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ ”جس نے ایسا علم سیکھا جس کے ذریعے اللہ کی رضا تلاش کی جاتی ہے، اس نے اسے صرف دنیوی مفادات کے لیے سیکھا تو وہ روزِ قیامت جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔“ (۱)

﴿ مزید چند وسائل شرک کا بیان آئندہ باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

### شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق

- 1- شرک اکبر کا مرتکب دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جبکہ شرک اصغر کا مرتکب دین سے خارج نہیں ہوتا۔
- 2- شرک اکبر کا مرتکب ابدی ودائم جہنمی ہے جبکہ شرک اصغر کا مرتکب ابدی جہنمی نہیں۔
- 3- شرک اکبر تمام اعمال ضائع کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر سے تمام اعمال ضائع نہیں ہوتے جیسا کہ ریا کاری سے صرف وہی عمل ضائع ہوتا ہے جس میں ریا کاری کی گئی ہو باقی اعمال نہیں۔
- 4- شرک اکبر مال و جان کی حرمت ختم کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر ایسا نہیں کرتا۔
- 5- شرک اکبر مومنوں اور مشرک کے درمیان عداوت لازم کر دیتا ہے، اس شرک کے مرتکب کے ساتھ اہل ایمان کا دوستی لگانا جائز نہیں رہتا جبکہ شرک اصغر کے مرتکب کے ساتھ مطلقاً دوستی ممنوع نہیں ہوتی بلکہ جتنی اس میں توحید ہے اتنی اس سے دوستی کی جاسکتی ہے اور جتنا شرک ہے اتنی نفرت۔ (۲)



(۱) [صحیح: صحیح ابو داؤد، ابو داؤد (۳۶۶۴) ابن ماجہ (۲۵۲) صحیح الترغیب (۱۰۵)]

(۲) [نور التوحید وظلمات الشریک (ص: ۳۲-۳۳)]

## ذرائع شرک کی روک تھام کا بیان

## باب انسداد وسائل الشرک

نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والے تھے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ آپ کی امت بخش دی جائے اور آتشِ جہنم سے بچالی جائے۔ امت کا گمراہی میں مبتلا ہو جانا آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة: ۱۲۸] ”تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔“ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی آتشِ جہنم میں داخل ہوتے ہو۔“ (۱)

لہذا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی پریشانی کیا ہو سکتی تھی کہ آپ کی امت شرک جیسے گناہ اکبر میں مبتلا ہو جائے جو افرادِ امت کو ابدی جہنمی بنا سکتا ہے، اسی لیے آپ نے متعدد مقامات پر اس سے خوف کا اظہار بھی فرمایا۔ چنانچہ فرمایا کہ ﴿إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ﴾ ”سب سے زیادہ میں تم پر جس چیز سے خائف ہوں وہ شرکِ اصغر (یعنی ریا کاری) ہے۔“ (۲)

پھر اس گناہ کے انتہائی مخفی ہونے کی وجہ سے بھی آپ ﷺ کو امت کے اس میں مبتلا ہونے کا خدشہ تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَيْبِ النَّمْلِ﴾ ”اے لوگو! اس شرک سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ چوہنی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔“ (۳)

مزید برآں آپ ﷺ کو یہ بھی علم تھا کہ اس امت میں شرک بہر حال واقع ہو کر رہے گا جیسا کہ فرمایا کہ ﴿لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ حَتَّى تَعْبُدَ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ ”دن رات ختم نہیں ہوں گے جب تک لات اور عزری (بتوں) کی (دوبارہ) پوجا نہ شروع ہو جائے۔“ (۴) اور فرمایا کہ ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَ حَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ﴾ ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ

(۱) [بخاری (۶۴۸۳) کتاب الرقاق: باب الانتهاء من المعاصی]

(۲) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۹۵۱) مسند احمد (۴۲۸/۵) بیہقی فی شعب الایمان (۶۸۳۱)]

(۳) [صحیح: الادب المفرد، بتحقیق الالبانی (۷۱۶) مسند ابو یعلیٰ (۶۰/۱) مجمع الزوائد (۲۲۴/۱۰)]

(۴) [مسلم (۲۹۰۷) کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب لا تقوم الساعة حتی تعبد دوس ذا الخلصة]

میری امت کے کچھ قابلِ مشرکین سے مل جائیں گے اور حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قابلِ بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے۔“ (۱)

اس لیے آپ ﷺ نے جہاں امت کو شرک سے ڈرایا اور بچایا وہاں اُن تمام وسائل و ذرائع کی بھی روک تھام فرمادی جن کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہو سکتے تھے۔ بالاختصار چند امثلہ پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیے۔  
تعظیم میں غلو

غلو یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی مقررہ حد سے بڑھا دینا۔ یہی وہ چیز ہے جو بنی آدم میں شرک کے آغاز کا سبب بنی اور آئندہ بھی اسی کی وجہ سے شرک پھیلنے کا خدشہ تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمادیا:

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ﴾ ”غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے تھے۔“ (۲)

(۲) نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ﴿هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ﴾ ”حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو گئے۔“ (۳)  
(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تُطَرُّوْنِي كَمَا أَطَرَتِ النَّصَارَى ابْنُ مَرْيَمَ ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ﴾ ”مجھے (تعریف و توصیف میں) اس طرح مت بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑھایا، میں صرف ایک بندہ ہوں، لہذا مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔“ (۴)

### دَم، منتر اور جھاڑ پھونک

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ (قبول اسلام کے بعد) ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكًا﴾ ”مجھ پر اپنے دم پیش کرو، دم میں کوئی حرج نہیں

(۱) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۶۸۳) المشكاة (۵۴۰۶) صحیح الجامع الصغير (۷۴۱۸) مسند

احمد (۲۸۴/۵) ابوداؤد (۴۲۵۲) ترمذی (۲۲۱۹)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۲۸۳) صحیح ابن ماجہ (۲۴۵۵) مسند احمد (۳۴۷/۱) شیخ شعب

ارناؤوط نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۳۲۴۸)]

(۳) [مسلم (۲۶۷۰) ابوداؤد (۴۶۰۸) مسند احمد (۳۸۶/۱)]

(۴) [بخاری (۳۴۴۵) مسند احمد (۲۳/۱)]

ب تک وہ شرکیہ امور پر مشتمل نہ ہو۔“ (۱)

اگر چہ دم میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ﴾ ”جو اپنے بھائی کو (دم وغیرہ کے ذریعے) نفع پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔“ (۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مریض صحابہ کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے ﴿أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ ، شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾ ”اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفاء عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔“ (۳)

لیکن اس کے جوازی کی کچھ شرائط بھی ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا کہ

- 1- یہ اعتقاد نہ ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر دم بذات خود فائدہ پہنچا سکتا ہے، کیونکہ اگر یہ اعتقاد ہوگا تو یہ شرک ہے، لہذا عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ دم محض شفا کا ایک سبب ہے۔
- 2- دم خلاف شرع امور پر مشتمل نہ ہو جیسے غیر اللہ سے دعایا جنات و شیاطین سے دعا و فریاد پر مشتمل ہونا وغیرہ، کیونکہ یہ شرک ہے۔

- 3- ایسے الفاظ پر مشتمل نہ ہو جو شرکیہ ہوں یا ناقابل فہم ہوں (جیسے جادو کی کلمات وغیرہ)۔

مصائب کے دفعیہ کے لیے کوئی کڑا یا دھاگہ پہن لینا

یہ عمل جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ إِنْ أَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ [الزمر: ۳۸] ”(اے پیغمبر!) ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے، تو کل کرنے والے اسی پر توکل کریں۔“

علاوہ ازیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے ہاتھ میں دھاگہ دیکھا جو اس نے بخار سے نجات کے لیے پہن رکھا تھا، انہوں نے اسے کاٹ دیا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ

(۱) [مسلم (۲۲۰۰)]

(۲) [مسلم (۲۱۹۹) مسند احمد (۳۰۲/۳)]

(۳) [بخاری (۵۶۷۵) کتاب المرضى]

آكُتُّهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ [یوسف: ۱۰۶] ”اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے اکثر لوگ مشرک ہیں۔“ (۱)

معلوم ہوا کہ نفع و نقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ نہ چاہے تو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دھاگوں اور پتھروں وغیرہ پر اعتماد کرنا تو کل علی اللہ کے منافی ہے اور شرک تک پہنچانے کا ذریعہ بھی، اس لیے ایسے کاموں سے بہر صورت بچنا چاہیے۔

### درختوں اور پتھروں وغیرہ کو تبرک سمجھنا

تبرک کا معنی ہے برکت حاصل کرنا۔ اب برکت کا حصول یا تو شرعی ہو گا یا غیر شرعی۔ شرعی جیسا کہ قرآن کریم کو تبرک کہا گیا ہے (۲) اور اس کی برکت یہ ہے کہ یہ ہدایتِ قلوب، اصلاحِ نفوس اور تہذیبِ اخلاق وغیرہ کا ذریعہ ہے۔ جبکہ غیر شرعی یہ ہے کہ درختوں، پتھروں، قبروں اور مزاروں وغیرہ کو تبرک سمجھنا، جو کہ شرک (یعنی وہاں اعتکاف، مجاوری اور جانوروں کی قربانی وغیرہ) تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ چنانچہ حضرت ابو اقلشہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

﴿خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ وَنَحْنُ حَدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ وَلِلْمُشْرِكِينَ سِذْرَةٌ يَّعْكُفُونَ... لَتَرْكَبَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ﴾ ”ہم غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مقام حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے کہ راستے میں ایک بیری کا درخت نظر آیا جسے ذاتِ انواط کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس کے پاس بیٹھنا اور اس پر اپنے ہتھیار لٹکانا باعثِ برکت خیال کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ان مشرکوں کے ذاتِ انواط کی طرح کوئی ذاتِ انواط مقرر فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے حیرت کے انداز میں ’اللہ اکبر‘ کہا اور فرمایا بخدا یہ وہی انسان کی پرانی عادت ہے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے خواہش کی تھی کہ ﴿اجْعَلْ لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱﴾ ”اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بناد دیجئے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا، تم لوگ بڑے جاہل ہو۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، تم بھی یقیناً کچھلی امتوں کے طور طریقوں پر چلو گے۔“ (۳)

(۱) [تفسیر ابن ابی حاتم (۲۲۰۷/۷)]

(۲) [الانعام: ۹۲ - آیت: وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَبَآرَكٌ]

(۳) [صحیح: المشكاة (۵۳۶۹) ظلال الجنة (۷۶) مسند احمد (۲۱۸/۵) ترمذی (۲۱۸۰)] شیخ شعیب

ارناؤوٹ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۲۱۹۰۰)]

## قبروں سے متعلقہ امور

ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی، بعد ازاں نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی، لیکن اس اجازت کے ساتھ قبروں سے متعلقہ متعدد امور کی ممانعت بھی فرمادی، کیونکہ وہ شرک کا ذریعہ بن سکتے تھے جیسے:

1- قبروں پر مساجد کی تعمیر اور تصویر کشی: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ﴾ ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔“ (۱) ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے سراٹھایا اور فرمایا کہ

﴿أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرِ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ﴾ ”ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کی تصویر اس میں رکھ دیتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔“ (۲)

2- قبروں کو چمکے، بنائے اور ان پر چمچے تعمیر کرنا: ایک روایت میں ہے کہ ﴿نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُحْصَصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُفَعَّدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُنْبَى عَلَيْهِ﴾ ”نبی کریم ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔“ (۳) ایک دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے روانہ فرمایا ﴿أَلَا تَدْعُ تَمْثَالًا إِلَّا طَحَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ﴾ ”کوئی مجسمہ نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کوئی بلند قبر نہ چھوڑنا مگر اسے (گرا کر) برابر کر دینا۔“ (۴)

3- قبروں پر زائد مٹی ڈال کر ان میں بلبھ کرنا: سنن نسائی کی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں ﴿أَوْ يُزَادُ عَلَيْهِ ...﴾ ”آپ ﷺ نے اس پر (قبر کی مٹی سے) زائد مٹی ڈالنے سے بھی منع فرمایا ہے۔“ (۵) یعنی قبر کو اس سے نکلنے والی مٹی

(۱) [بخاری (۱۳۳۰) کتاب الجنائز: باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور، أبو عروانة (۳۹۹/۲)]

(۲) [بخاری (۱۳۴۱) کتاب الجنائز: باب بناء المسجد على القبر، مسلم (۵۲۸) نسائی (۱۱۵/۱)]

(۳) [مسلم (۹۷۰) أبو داود (۳۲۲۵) ترمذی (۱۰۵۲) ابن ماجہ (۱۵۶۲) نسائی (۸۶/۴)]

(۴) [مسلم (۹۶۹) کتاب الجنائز: باب الامر بتسوية القبور، أبو داود (۳۲۱۸) ترمذی (۱۰۴۹)]

(۵) [صحيح: صحيح نسائي (۱۹۱۶) کتاب الجنائز: باب الزيادة على القبر، نسائي (۲۰۲۹) الارواء (۷۵۷)]

سے زیادہ مٹی ڈال کر بلند کرنا جائز نہیں۔

4- قبروں پر بٹھنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَقْبِرُوا عَلَيْهَا﴾ ”قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“ (۱)

5- قبروں پر چائو ذبح کرنا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ﴾ ”اسلام میں عقر (یعنی قبر پر ذبح) نہیں ہے۔“ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ((كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقْرَةً أَوْ شَاةً)) ”(جاہلیت میں) لوگ قبر کے پاس گائے یا بکری ذبح کرتے تھے (اسے عقر کہتے ہیں)۔“ (۲)

6- قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد کرنا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا﴾ ”میری قبر کو عید مت بنانا۔“ (۳) عید کا مطلب یہ ہے کہ معین اوقات اور معروف موسموں میں عبادت کے لیے قبروں کے پاس جانا۔ معلوم ہوا کہ روئے زمین پر تمام قبروں سے افضل ہونے کے باوجود قبر نبوی پر میلے ٹھیلے لگانا منع ہے تو پھر دوسری کسی قبر پر یہ کام کرنا بالاولیٰ ممنوع و ناجائز ہے۔

7- قبروں یا مزاروں کی طرف تحریک و غیرہ کے لیے رخت بٹھانا: فرمان نبوی ہے کہ ﴿لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ وَمَسْجِدِ الْأَنْصَصِ﴾ ”تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے رخت سفر نہ باندھا جائے: ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد انصص۔“ (۴)

### تصویر سازی

بہی وہ عمل ہے جس پر شیطان نے قوم نوح کے لوگوں کو ابھارا اور انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں اور مورتیں بنالیں۔ پھر آئندہ نسلوں نے انہی تصویروں اور مورتوں کی پوجا شروع کر دی۔ چونکہ یہ عمل شرک کا ذریعہ ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا، بلکہ تصویر سازوں کے لیے سخت ترین وعیدیں بھی بیان فرمائیں:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ الْمُصَوِّرُونَ﴾ ”اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب تصویر سازوں کو ہوگا۔“ (۵)

(۱) [مسلم (۹۷۲) کتاب الحناظر: باب النهی عن الجلوس على القبر والصلاة عليه]

(۲) [صحیح: صحیح أبو داود (۲۷۴۶) أبو داود (۳۲۰۷) ابن ماجہ (۱۶۱۶) أحمد (۴۸/۶) دارقطنی (۱۸۸/۳) أبو نعیم فی أخبار أصبهان (۱۸۶/۲) بیہقی (۵۸/۴) أبو نعیم فی الحلیۃ (۹۵/۷)]

(۳) [حسن: أحکام الحناظر (ص ۲۸۰) أبو داود (۲۰۴۲) کتاب المناسک: باب زیارة القبور]

(۴) [بخاری (۱۱۸۹) کتاب فضل الصلاة فی مکة والمدینة: باب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة]

(۵) [بخاری (۵۹۵۰) مسلم (۲۱۰۹) نسائی (۲۱۶/۸)]



(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ﴾ ”روز قیامت سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں اس کی مشابہت کرتے ہیں۔“ (۱)

یاد رہے کہ یہ وعیدیں جاندار کی تصویر کے متعلق ہیں، بے جان کی نہیں۔

### شرکیہ مقام پر جائز عبادت کرنا

ذرائع شرک کے اسناد اور بتوں کی تعظیم میں مشرکین کی مشابہت سے بچانے کے لیے نبی ﷺ نے کسی شرکیہ مقام پر جائز عبادت سے بھی منع فرمادیا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اور پھر نذر پوری کرنے سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ﴾ ”کیا وہاں دور جاہلیت کے کسی بت کی پوجا تو نہیں کی جاتی تھی۔“ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ﴿هَلْ كَانَ فِيهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ ”کیا وہاں جاہلیت کا کوئی میلہ (تہوار وغیرہ) تو نہیں لگتا تھا۔“ اس نے کہا کہ نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر کیونکہ جو نذر اللہ کی نافرمانی پر مشتمل ہو اسے پورا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی نذر پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ابن آدم کی طاقت سے ہی باہر ہے۔ (۲)

### طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز کی ادائیگی

اس سے اس لیے منع کیا گیا کیونکہ اس میں ان کفار و مشرکین کی مشابہت ہے جو ان دونوں وقتوں میں عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان نبوی ہے کہ ﴿صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ... حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ﴾ ”نماز فجر پڑھو، پھر نماز سے رُکے رہو حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں... (اور) جب نماز عصر پڑھ لو تو نماز سے رُکے رہو حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔“ (۳)

(۱) [بخاری (۴۹۵۴) کتاب اللباس]

(۲) [صحیح: صحیح ابوداؤد، ابوداؤد (۳۳۱۳) کتاب الايمان والنذور: باب ما يومر به من الوفاء بالنذر]

(۳) [مسلم (۸۳۲) اقتضاء الصراط المستقيم لابن تيمية (۶۸۴/۲) اغاثة اللفهان لابن القيم (۳۹۴/۱)]

## ناجائز وسیلہ

قرآن کریم میں ہے کہ ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ [سورة المائدة : ۳۵] ”اس (اللہ) کا وسیلہ تلاش کرو۔“ یہاں وسیلہ کا معنی ”قرب“ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی ہے۔<sup>(۱)</sup> اور یوں اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال بجالا کر اللہ کا تقرب حاصل کرو۔

چونکہ ہمارے ہاں لفظ وسیلہ دو چیزوں کے درمیانی واسطے کے معنی میں بھی مروج ہے اس لیے غلط فہمی کا شکار ہو کر یہ سمجھ لیا گیا کہ اس آیت میں اللہ اور بندوں کے درمیان (دعا و پکار اور فریاد) کے لیے کسی (نبی، ولی یا بزرگ) کا واسطہ ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر یوں دعائیں مانگی جانے لگیں کہ ”اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں ولی کے صدقے (وسیلے واسطے) ہماری مشکلات دور فرما۔“ پھر اس غلط فہمی کی مزید تائید اُن روایات سے بھی ہوئی جن میں خود نبی کریم ﷺ کے وسیلے واسطے سے دعا کرنے کا حکم موجود ہے (ان روایات کو کتاب کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیے)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام روایات ضعیف و من گھڑت ہیں اور وسیلے کی صرف تین صورتیں ایسی ہیں جو ثابت ہیں۔ آئندہ سطور میں یہ صورتیں اور ان کے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

1- اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور صفات علیہ السلام کا وسیلہ بنانا: مثلاً یوں دعا مانگنا کہ اے اللہ! تو بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے مجھے بخش دے، اے اللہ! تو شافی ہے مجھے شفا عطا فرما وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوهُ بِهَا﴾ [الاعراف : ۱۸۰] ”اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان ناموں کے ذریعے پکارو۔“ دعائے استخارہ میں یہ الفاظ ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ﴾ ”اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے بھلائی طلب کرتا ہوں۔“<sup>(۲)</sup> ایک اور دعا میں یہ الفاظ ہیں ﴿یَا حَسْبُیْ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ﴾ ”اے زندہ و جاوید! اے کائنات کے مگران! میں تیری رحمت کے واسطے مدد طلب کرتا ہوں۔“<sup>(۳)</sup>

2- اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنانا: جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُنَادِیْ لِلْاٰیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا﴾ [آل عمران : ۱۹۳] ”اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا بلا واز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ! پس ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے گناہ بخش دے۔“

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۵۰/۲)]

(۲) [بخاری (۱۱۶۲/۶۳۸۲) کتاب الدعوات : باب الدعاء عند الاستخارة، أبو داود (۱۵۳۸)]

(۳) [حسن : صحیح ترمذی، ترمذی (۳۵۲۴) کتاب الدعوات : باب منه، صحیح الترغیب (۲۷۳/۱)]

اسی طرح غار کے پتھر والا واقعہ بھی معروف ہے کہ تین آدمی جا رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک غار میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے اُن نیک اعمال کو یاد کرو جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہیں پھر اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین تھے وہ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے مکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا، اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک روز چارے کی تلاش میں میں بہت دور نکل گیا جس وجہ سے میں رات کو دیر سے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دوہا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سر ہانے کھڑا ہو گیا۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں نیند سے بیدار کروں اور مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشکش میں صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا فرما کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے زنا کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سودینا دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سودینا جمع کر لایا، پھر انہیں اس کے پاس لے کر گیا، پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا نہ کیا)۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی پیدا فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کچھ اور کشادگی فرمادی۔

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول (8 کلو گرام کے قریب) کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس سے بے توجہی اختیار کی۔ میں ان چاولوں سے برابر کاشتکاری کرتا رہا حتیٰ کہ اس غلے سے کئی گائیں خرید لیں اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ ایک عرصے کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے کہا اللہ سے ڈر مجھ پر ظلم و زیادتی نہ کرو اور میرا حق مجھے ادا کر دے۔ میں نے کہا ان گائیوں اور چرواہے کو لے جا۔ اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تم سے مذاق نہیں کرتا ان گائیوں اور چرواہے کو لے جا۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول

دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مکمل کشادگی کر دی (اور وہ باہر آ گئے)۔ (۱)

3- گئی زندہ ٹیک آوی گئی دعا کو وسیلہ بنانا: جیسا کہ ایک دفعہ قحط کے دوران نبی ﷺ سے دعا کی درخواست کی گئی تو آپ نے دعا فرمائی، اس پر آسمان پر بادل آ گئے اور خوب بارش برسی۔ (۲) اسی طرح ایک دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحْطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنِسْيَانَا فَتُسْقِينَا، وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نِسْيَانَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ﴾ ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط سالی ہوتی تو وہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (جو کہ زندہ تھے اُن) کے وسیلے سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ اب (چونکہ وہ فوت ہو گئے ہیں اس لیے) اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہذا تو ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چنانچہ پھر خوب بارش برسی۔“ (۳)

ان تین جائز صورتوں کے علاوہ وسیلے کی ہر صورت ناجائز ہے کیونکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ مثلاً فوت شدگان، غائب حضرات یا اہل قبور کا وسیلہ ڈال کر دعا مانگنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کے واسطے سے ہماری دعا والتجا زیادہ قبول ہوگی۔ بلاشبہ یہ چیزیں شرک اکبر تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں اس لیے ان سے بہر صورت بچنا چاہیے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو اہل قبور کا وسیلہ پکڑنے کو صراحتاً شرک قرار دیا ہے۔ (۴)

یاد رہے کہ درج بالا وسائل و ذرائع شرک کی طرح وہ تمام امور بھی ممانعت و حرمت کے حکم میں ہی ہوں گے جو کسی بھی طرح شرک کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ درج بالا نصوص کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اہل علم نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ ﴿الوسائل لها حكم المقاصد﴾ ”وسائل و ذرائع کا وہی حکم ہے جو مقاصد کا ہے (یعنی اگر مقصد حرام ہے تو اس تک پہنچنے والے ہر ذریعے کا حکم بھی حرام کا ہی ہوگا)۔“ (۵)



(۱) [بخاری (۵۹۷۴) کتاب الأدب: باب إجابة الدعاء من بر والديه، مسلم (۲۷۴۳)]

(۲) [بخاری (۹۳۳) کتاب الجمعة: باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، مسلم (۸۹۷)]

(۳) [بخاری (۱۰۱۰) کتاب الاستسقاء: باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا]

(۴) [رسالہ، زیارة القبور والاستسقاء بالمقبر (ص ۱۷۱-۲۲)]

(۵) [تیسیر علم اصول الفقہ، از عبد اللہ بن یوسف الحدید (ص: ۵۸/۲)]

## توحید و شرک سے متعلقہ متفرق مسائل کا بیان

## باب المسائل المتفرقة عن التوحيد والشرك

### توحید پر استقامت کا حکم، فضیلت اور چند نمونے

عقیدہ توحید اپنانے کے بعد ضروری ہے کہ اس عقیدے پر بہر حال استقامت اختیار کی جائے یعنی اس پر مضبوطی سے قائم رہا جائے اور کسی بھی تکلیف، مصیبت، دشمن اور دھمکی وغیرہ کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔

(1) ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾ [ہود: ۱۱۲] ”استقامت اختیار کیجئے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے۔“

(2) محض زبانی دعوے سے نہیں بلکہ استقامت کا مظاہرہ کرنے کے بعد ہی جنت ملے گی، جیسا کہ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (۱۳-۱۴) ”بے شک جن

اصحابِ النجۃ خلیلین فیہا جزاء بما كانوا یعملون“ [الاحقاف: ۱۳-۱۴] ”بے شک جن

لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل

جنت ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

(3) فرعون کے جادوگر اللہ پر ایمان لائے تو فرعون نے انہیں قتل کی دھمکی دی مگر وہ اس سے منہ ہٹائے:

﴿قَالَ امْنُتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آخِذَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّعْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ لَا قِطْعَانَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا وَصْلَتَكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (۱۵) ”قَالُوا لَا ضَيْرَ

إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ﴾ (۱۶) ”إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الشعراء

: ۴۹-۵۱] ”فرعون نے کہا تم میری اجازت سے پہلے اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار)

ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں

لٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی

طرف لوٹنے والے ہیں ہی۔ اس بنا پر کہ ہم (قوم فرعون میں) سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں، ہمیں امید

ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرمادے گا۔“

(4) ایک صحابی کو نبی ﷺ نے یہ وصیت فرمائی ﴿قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ﴾ ”کہہ دو کہ میں اللہ تعالیٰ پر

ایمان لایا، پھر استقامت اختیار کر (یعنی اس عقیدے پر مضبوطی سے جم جا)۔“ (۱)

- (5) نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا ”اے چچا! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ (مشرکین مکہ) میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تب بھی میں اس کام (یعنی عقیدہ توحید کی دعوت) کو نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس راستے میں ہلاک ہو جاؤں۔“ (۱)
- (6) نبی ﷺ خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آ گیا۔ اس نے آتے ہی اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر دھکا دیا اور اسے نبی ﷺ سے دور کرتے ہوئے فرمایا ﴿اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ ”تم لوگ ایک آدمی کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔“ (۲)
- (7) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا، مگر وہ توحید سے نہ ہٹے۔ (۳)
- (8) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا دانہ پانی بند کر کے انہیں گھر سے نکال دیا گیا، مگر انہوں نے توحید کو نہ چھوڑا۔ (۴)
- (9) حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے، ان کا مالک انہیں دوپہر کی سخت گرمی میں مکہ کے پتھر لیے نکلروں پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ لیکن پھر بھی ان کی زبان پر یہی الفاظ ہوتے آحد آحد یعنی اللہ ایک ہے۔ (۵)
- (10) حضرت سُمَیہ رضی اللہ عنہا کو عقیدہ توحید اپنانے پر سخت ترین سزاؤں سے دوچار کیا گیا مگر وہ توحید پر جمی رہیں، بالآخر ابو جہل نے ان کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا۔ یہ اسلام کی اولین شہیدہ تھیں۔ (۶)

### شفاعت کی حقیقت

شفاعت ماخوذ ہے شَفَعٌ سے، جس کا لفظی معنی ملانا، جوڑنا اور جفت بنانا ہے۔ (۷) سفارش کرنے والے کو شَفِيعٌ اور جس کی سفارش کی جائے اسے مَشْفُوعٌ کہا جاتا ہے۔ اصطلاحاً کسی کو فائدہ پہنچانے یا کسی سے کوئی نقصان دور کرنے کے لیے سفارش کرنے کو ”شفاعت“ کہتے ہیں۔ (۸) شریعت اسلامیہ میں شفاعت سے مراد ہے روز قیامت لوگوں کی مغفرت کے لیے انبیاء و صلحاء کا سفارش فرمانا، جس کی ابتدا نبی کریم ﷺ سے ہوگی (اسی کو

(۱) [حسن: السلسلة الصحيحة (۹۲) الرحيق المختوم، اردو (ص: ۱۳۹)]

(۲) [بخاری (۳۶۷۸) کتاب فضائل اصحاب النبی]

(۳) [رحمة للعالمین (۵۷/۱)]

(۴) [الرحيق المختوم (ص: ۱۲۸)]

(۵) [سيرت ابن هشام (۳۱۷/۱) رحمة للعالمین (۵۷/۱)]

(۶) [الرحيق المختوم (ص: ۱۲۹)]

(۷) [النهاية في غريب الحديث (۴۸۵/۲) القاموس المحيط (ص: ۹۴۷)]

(۸) [اصول الايمان في ضوء الكتاب والسنة (ص: ۳۲۰) اعانة المستفيد (۲۳۶/۱)]

شفاعتِ عظمیٰ یا شفاعتِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے)۔

ہمارے ہاں شفاعت کے متعلق ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کے ہاں بڑا بلند مقام حاصل ہے، ان کی ہر بات مانی جاتی ہے، اس لیے اگر ہم ان میں سے کسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ لیں گے تو وہ روزِ قیامت ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوا دے گا (جس طرح دنیا میں بھی اعلیٰ حکام تک رسائی کے لیے ہمیں لازماً کسی نہ کسی درمیانی واسطے کی ضرورت ہوتی ہے)۔ نتیجہً از خود کسی بزرگ کو منتخب کر لیا جاتا ہے، اس سے شفاعت کی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، اس پر اس طرح توکل کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے، اس سے ایسے محبت کی جاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے، اس سے ایسے خوف کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیے، اس کی ناراضگی سے اس طرح بچا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا چاہیے، اسے راضی کرنے کے لیے اس کے نام کی نذرِ نیاز دی جاتی ہے، پھر دنیا میں بھی مصائب و مشکلات سے نجات کے لیے اسی کو پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی یکسر پرواہ کیے بغیر بخشش کے لیے محض اس بزرگ کی خوشنودی اور اس کے مزار و آستانے پر نذرانے پیش کرنے کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ یوں اس باطل تصور کی وجہ سے بہت سے لوگ نیکی کے نام پر بے شمار کبیرہ گناہ کر جاتے ہیں۔

یاد رکھئے کہ ایسی خود ساختہ شفاعت کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اور نہ ہی روزِ قیامت اس کی کوئی حیثیت ہوگی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَتَفَعَّلَهَا شَفَاعَةً﴾ [البقرة: ۱۲۳] ”اور نہ کسی کے حق میں کوئی سفارش فائدہ دے گی۔“ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿أَمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ﴾ [الزمر: ۴۳-۴۴] ”کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اگرچہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں۔ سفارش کا سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔“ اس لیے اللہ کی جناب میں وہ سفارش نہیں کر سکے گا جسے ہم نے منتخب کر رکھا ہے بلکہ صرف وہی سفارش کرے گا جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرمائے گا۔

واضح رہے کہ اللہ کے ہاں شفاعت صرف وہی مقبول ہوگی جس میں تین شرطیں ہوں۔

① سفارش کرنے والے کو اللہ کی طرف سے اجازت حاصل ہو : جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [البقرة: ۲۵۵] ”کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔“ ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿مِمَّا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ﴾ [یونس: ۳] ”کوئی بھی سفارش کرنے والا نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔“

② سفارش کرنے والے اور جس کی سفارش کی جا رہی ہے دونوں سے اللہ راضی ہو : جیسا کہ ارشادِ باری

تعالیٰ ہے کہ ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ [طہ: ۱۰۹] ”روزِ قیامت کوئی سفارش فائدہ نہیں دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جسے رحمن نے اجازت دی ہو اور اس سفارش کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے۔“ ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى﴾ [الانبیاء: ۲۸] ”اور وہ سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس کے لیے جس سے اللہ راضی ہو۔“

③ جس کی سفارش کی جا رہی ہے وہ محمد ﷺ: کیونکہ قرآن کریم میں پیغمبر اور اہل ایمان کو مشرکوں کے لیے استغفار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۱) اور ایک فرمان نبوی یوں ہے کہ ﴿أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ﴾ ”روزِ قیامت میری شفاعت سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جنہوں نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔“ (۲) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ ”میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔“ (۳)

### اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا اور God کا استعمال

زیادہ مناسب اور بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر زبان میں صرف لفظ اللہ ہی استعمال کیا جائے۔ اُردو اور فارسی میں لفظ خدا اور انگلش میں لفظ 'God' اس نام کی صحیح جگہ نہیں لے سکتا۔ کیونکہ لفظ خدا کتاب و سنت میں مذکور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں شامل نہیں۔ دوسرے یہ فارسی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے 'خود بخود آنے والا' جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی کا بھی ترجمہ نہیں۔ تیسرے اس میں مجوسیوں کی مشابہت بھی ہے کیونکہ مجوسی اپنے معبود کے لیے لفظ خدا استعمال کرتے ہیں۔ اور چوتھے یہ لفظ، لفظ اللہ کا متراوف بھی نہیں بن سکتا کیونکہ لفظ اللہ، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح انگلش کا لفظ 'God' ہے جو لفظ اللہ کی مانند منفرد و یکتا نہیں بلکہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے۔ اگر اس لفظ کے آخر میں 'S' کا اضافہ کر دیں تو یہ 'Gods' بن جائے گا، یعنی خدا کی جمع۔ اس کے مقابلے میں لفظ اللہ ایک اور واحد ہے اور اسے جمع کے صیغے کے لیے بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اب اگر آپ 'God' کے آگے 'Dess' کا اضافہ کر دیں تو یہ 'Goddess' ہو جائے گا جس کا مطلب ہے خدا کی مؤنث یا مادہ۔ جبکہ

(۱) [سورة التوبة: آیت ۱۱۳]

(۲) [بخاری (۹۹) مسند احمد (۳۷۳/۲)]

(۳) [مسلم (۱۹۹) کتاب الایمان: باب احتباء النبی ﷺ دعوة الشفاعة لامتہ، ترمذی (۳۶۰۲)]



مذکر اللہ یا مؤنث اللہ جیسی کوئی چیز نہیں۔ اسی طرح ”God“ میں ”Tin“ کا سابقہ لگا دیا جائے تو یہ ”Tin-God“ بن جائے گا جس کے معنی ”جعلی خدا“ کے ہیں۔ تو لفظ ”اللہ“ نہایت منفرد اور یکتا لفظ ہے جسے بولتے وقت کوئی تصویر ذہن میں نہیں آتی اور اسے بدل کر اس سے کھلیا بھی نہیں جاسکتا۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر جگہ لفظ اللہ کو ہی ترجیح دیں۔ (۱)

تاہم اگر کہیں ضرورت پیش آجائے یا غیر مسلموں سے بات ہو رہی ہو تو لفظ خدا یا God کے ذریعے مقصد سمجھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ جب سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی (عبدالعزیز بن باز، عبدالرزاق عقیلی، عبد اللہ بن قعود اور عبد اللہ بن غدیان) سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عربی نہ سمجھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ترجمہ کرنا اسی طرح جائز ہے جیسے تفہیم دین کی غرض سے آیات و احادیث کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ مترجم کو دونوں زبانوں پر کامل عبور حاصل ہو۔ (۲)

### مشرک امام کے پیچھے نماز کا حکم

مشرک امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ اس کی اپنی نماز ہی باطل ہے اور ہر عمل ضائع ہے۔

(۱) ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام: ۸۸] ”اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو جو کچھ وہ اعمال کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے۔“

(۲) ﴿وَلِبَاطِلٍ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الاعراف: ۱۳۹] ”اور جو بھی وہ عمل کرتے تھے سب باطل ہے۔“

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مشرک کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) مسلمان پر واجب ہے کہ اس مسجد کو چھوڑ دے جس کا امام مشرک ہو کیونکہ مشرک امام کے پیچھے نماز درست نہیں۔ (۴)

### مشرک کو زکوٰۃ دینے کا حکم

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا تو حکم دیا کہ لوگوں کو جا کر خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر (یعنی مسلمانوں پر) زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر کے انہی کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔ (۵) معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان فقراء و مساکین ہی ہیں، اسے کفار و مشرکین میں صرف

(۱) [ماخوذ از، مذاہب عالم میں تصور خدا، از ڈاکٹر ذاکر نائلک (ص: ۳۰)]

(۲) [فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۱/۶۷/۳)]

(۳) [مجموع فتاویٰ ابن باز (۱/۱۱/۱۲)]

(۴) [فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/۱۴۴/۱)]

(۵) [بخاری (۶۴۸۴) کتاب الدیات، مسلم (۱/۶۷۶) کتاب القسامة، ترمذی (۱/۴۰۲) ابو داؤد (۴۳۰۲)]

کرنا جائز نہیں سوائے مؤلفہ قلوب (ایسے کافر جنہیں اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے عطیہ وغیرہ دیا جائے) کے۔ تاہم مشرک و کافر کو قربانی کا گوشت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ ایک عام صدقہ ہے (فرض نہیں)۔  
(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) انہوں نے یہی فتویٰ دیا ہے۔<sup>(۱)</sup>

### مشرک سے نکاح کا حکم

مشرک مرد و عورت کا مومن مرد و عورت سے نکاح جائز نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ  
﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَا مِمَّنْ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۚ﴾ [البقرة: ۲۲۱]  
”اور تم مشرک کرنے والی عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، ایمان والی لونڈی بھی مشرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے، گو تمہیں مشرک ہی اچھی لگتی ہو اور نہ تم مشرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو مشرک تمہیں اچھا لگے۔“

### مشرک کے جنازے کا حکم

مشرک و کافر کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے استغفار کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ  
(۱) ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِيهِ وَلَا تُقِمُ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ﴾ [التوبة: ۸۴]  
”ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ (ﷺ) اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔“  
(۲) ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ ۚ﴾ [التوبة: ۱۱۳]  
”نبی (ﷺ) اور دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔“

### مشرک کے حج کا حکم

چونکہ حج کی اولین شرط ”اسلام“ ہے اس لیے کسی بھی مشرک و کافر کا حج قابل قبول نہیں۔  
(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر کوئی کافر و مشرک حج کرے اور بعد میں مسلمان ہو جائے تو وہ حج کفایت نہیں کرے گا بلکہ اسے فريضہ حج کی ادائیگی کے لیے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔<sup>(۲)</sup>

(۱) [فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۲۹/۱۰)]

(۲) [فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۲۷/۱۱)]

## مشرک کے ذبیحے کا حکم

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اس پر اجماع ہے کہ مشرک کا ذبیحہ حرام ہے، اسے کھانا جائز نہیں۔<sup>(۱)</sup>

(دکتور وہبہ زحیلی) مشرک کا ذبیحہ نہیں کھایا جاسکتا کیونکہ وہ بالاتفاق حرام ہے۔<sup>(۲)</sup>

صرف اہل کتاب کے مشرکین کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام ذکر کیا ہو۔ قرآن کریم میں ہے کہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ [المائدہ: ۵] ”اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں اہل کتاب کے کھانے سے مراد ان کے ذبیحے ہیں۔<sup>(۳)</sup> امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ علما کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحے مسلمانوں کے لیے حلال ہیں کیونکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا حرام ہے (جبکہ مشرک و کافر کا یہ عقیدہ نہیں اس لیے ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں)۔<sup>(۴)</sup>

## مشرک کا برتن استعمال کرنے کا حکم

مشرک و کافر کا برتن استعمال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ایک مشرک عورت کے مشکیزے سے پانی پینے اور وضوء کرنے کا حکم دیا تھا۔<sup>(۵)</sup> اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے، پھر مشرکین کے برتن اور مشکیزے ہمارے ہاتھ لگتے اور ہم ان سے فائدہ اٹھاتے اور کوئی اسے معیوب نہ سمجھتا۔<sup>(۶)</sup> تاہم اگر یہ یقین ہو کہ مشرک اپنے برتنوں میں خنزیر پکاتے یا شراب پیتے ہیں تو پھر ان سے بچنا چاہیے الا کہ کوئی مجبوری ہو تو دھو کر انہیں استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابو ثعلبہ ششی رضی اللہ عنہ کو یہی نصیحت فرمائی تھی۔<sup>(۷)</sup>

## مشرک کے ساتھ لین دین کے معاملات کا حکم

مشرکوں کے ساتھ لین دین کے معاملات جائز ہیں، بشرطیکہ ان معاملات سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کوئی تعاون حاصل نہ ہو یا ان سے مسلمانوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) [فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۲۱/۱)، (۵۹۸/۱)]

(۲) [الفقه الاسلامی وادلته (۲۹۳/۴)]

(۳) [تفسیر ابن کثیر (۴۰/۳)] (۴) [ایضاً]

(۵) [بخاری (۳۴۴) کتاب التیمم: باب الصعیذ الطیب وضوء المسلم..... مسلم (۶۸۲)]

(۶) [صحیح: ارواء الغلیل (۷۲/۱) ابو داؤد (۳۸۳۸)]

(۷) [بخاری (۵۴۸۸) مسلم (۱۹۳۰) ابو داؤد (۳۸۳۹) ترمذی (۱۴۶۴) ابن ماجہ (۳۲۰۷)]

- (۱) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مشرک سے بکری خریدی۔<sup>(۱)</sup>  
 (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے اپنے گھر والوں کے لیے غلہ خریدا۔<sup>(۲)</sup>  
 (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی لوہے کی زرغ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہوئی تھی۔<sup>(۳)</sup>

(نووی رحمہ اللہ) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اہل ذمہ اور دیگر کفار و مشرکین کے ساتھ لین دین کا معاملہ جائز ہے بشرطیکہ خرید و فروخت کی جانے والی چیز حرام نہ ہو، البتہ مسلمانوں کے لیے جنگی دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنا جائز نہیں۔<sup>(۴)</sup> ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جنگی دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنے کی حرمت پر اجماع ہے۔<sup>(۵)</sup>  
 (ابن بطل رحمہ اللہ) کفار و مشرکین کے ساتھ لین دین کے معاملات جائز ہیں سوائے اس تجارت کے جس سے جنگی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف (کسی بھی قسم کا) تعاون حاصل ہو۔<sup>(۶)</sup>

### مشرک سے حسن سلوک کا حکم

- مشرک و کافر سے حسن سلوک میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ جنگی دشمن نہ ہو اور نہ ہی دشمنوں کا معاون ہو۔  
 (۱) ﴿لَا يَنْهٰكُمْ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ... اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ﴾ [الممتحنہ : ۸] ”جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور مصفا نہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا۔“  
 (۲) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کریں حالانکہ ان کی والدہ مشرک تھی۔<sup>(۷)</sup>

### دشمن کے خلاف مشرک سے مدد لینے کا حکم

اگر دشمن کے مقابلہ کی قوت نہ ہو اور مشرک کی مدد کی ضرورت پڑ جائے اور وہ مشرک بھی بااعتماد شخص ہو تو اس سے مدد لی جاسکتی ہے جیسا کہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

- (۱) [بخاری (۲۲۱۶) کتاب البیوع : باب الشراء والبيع مع المشركين واهل الحرب]  
 (۲) [بخاری (۲۲۵۲) کتاب السلم : باب الرهن في السلم ، ابن ماجہ (۲۴۳۶)]  
 (۳) [بخاری (۲۹۱۶) کتاب الجہاد ، ابن ماجہ (۲۴۳۸) ترمذی (۱۲۱۴) نسائی (۴۶۵۱)]  
 (۴) [شرح مسلم (۴۱/۱۱)]  
 (۵) [المجموع (۴۳۲/۹)]  
 (۶) [فتح الباری (۴/۴۱۰)]  
 (۷) [بخاری (۳۱۸۳) ، (۵۹۷۸) ، (۵۹۷۹) مسلم (۱۰۰۳) ابو داود (۱۶۶۸) مسند احمد (۳۴۴/۶)]

- (1) نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب ساری زندگی مشرک ہونے کے باوجود آپ کی مدد کرتے رہے۔
  - (2) شعب ابی طالب میں بعض کفار بھی نبی کریم ﷺ کی حمایت میں آپ کے ساتھ محصور ہو گئے، لیکن آپ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔
  - (3) طائف سے واپسی پر جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے، آپ نے مطعم (جو مشرک تھا) سے مدد کی درخواست کی، پھر اس نے آپ کو اپنی پناہ دے کر مکہ میں داخل کیا۔
  - (4) ہجرت کے راستے میں راستہ بتانے کے لیے آپ ﷺ نے ایک مشرک کو اجرت پر رکھا۔
  - (5) فتح مکہ کے موقع پر بنو خزاعہ (جو مشرک و کافر تھے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔<sup>(۱)</sup>
- معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت مشرک سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ تاہم جس روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شرکت کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ﴿ارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَنَّ بِمُشْرِكٍ﴾ ”واپس لوٹ جا، میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں لوں گا۔“<sup>(۲)</sup> اس سے مراد وہ صورت حال ہے جب مشرک قابل اعتماد نہ ہو یا مسلمان قوت میں ہوں اور انہیں مشرک کی مدد کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ کچھ اہل علم تو اس روایت کو منسوخ بھی قرار دیتے ہیں۔ اور کچھ اس کا جواب یوں دیتے ہیں اس حدیث میں جو ممانعت کا ذکر ہے اسے عام حالات پر محمول کیا جائے گا، البتہ جب مسلمان مشرکوں سے تعاون لینے پر مجبور ہو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں جیسا کہ قرآن میں بھی ہے کہ ﴿وَقَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ [الانعام: ۱۱۹] ”اللہ تعالیٰ نے تم پر جو حرام کیا ہے اس کی تفصیل تمہیں بتادی ہے مگر جب تم ان (حرام امور) کی طرف مجبور ہو جاؤ تو وہ بھی حلال ہو جاتے ہیں۔“

### مشرک موحد کا وارث نہیں

- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرُ وَالْكَافِرُ الْمُسْلِمُ﴾ ”مسلمان کافر (و مشرک) کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔“<sup>(۳)</sup>
- (سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مشرک کی نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، نہ اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی اور نہ ہی اس کی موحد اولاد اس کی وارث بنے گی۔<sup>(۴)</sup>

(۱) [درج بالا تمام واقعات کے لیے ملاحظہ فرمائیے: نسیرت ابن ہشام، الرقیق المختوم، رحمة للعالمین]

(۲) [مسلم (۱۸۱۷) کتاب الجہاد والسیر، مسند احمد (۱۴۹/۶)]

(۳) [بخاری (۶۷۶۴) کتاب الفرائض: باب لا یرث المسلم الکافر، مسلم (۱۶۱۴) ابوداؤد (۲۹۰۹)]

(۴) [فتاویٰ اسلامیہ (۵۹/۳)]

مشرک اگر مسجد تعمیر کرادے یا فقراء پر خرچ کرے

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر کوئی کافر و مشرک مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے (مثلاً مساجد تعمیر کر دیتا ہے یا غربا و مساکین پر خرچ کرتا ہے وغیرہ) تو اسے دنیا میں ہی اس کی اس نیکی کا بدلہ دے دیا جاتا ہے، اس کا یہ عمل اسے جنت میں داخل نہیں کروا سکتا کیونکہ جنت میں داخلہ تو موحداور شریعت اسلامیہ کے عامل کا ہی ہوگا۔<sup>(۱)</sup>

اس لئے روز قیامت کفار و مشرکین کے دنیا میں کئے ہوئے تمام اچھے کام ضائع ہو جائیں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَعَجَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ [الفرقان: ۲۳] ”انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم (روز قیامت) ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح (بے حیثیت) کر دیں گے۔“

مشرک کا جزیرہ عرب میں داخلہ ممنوع ہے

فرمان نبوی ہے کہ ﴿اٰخِرُ جُورِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ﴾ ”مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔“<sup>(۲)</sup>

مشرک کو نجس و ناپاک کہا گیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ [التوبة: ۲۸] ”اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ ناپاک ہیں۔“ یعنی اپنے عقائد و اعمال کے اعتبار سے مشرک ناپاک ہے۔ یہاں نجاست سے مراد بدن کی نجاست نہیں کیونکہ کافر کا بدن بھی دوسرے لوگوں کے بدن کی طرح ہی ہے۔ البتہ یہاں معنوی نجاست مراد ہے، لہذا جیسے توحید اور ایمان معنوی طہارت ہے اسی طرح شرک معنوی نجاست ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ﴿طہارت کے احکام و مسائل: نجاستوں کا بیان﴾ ملاحظہ فرمائیے۔

کفار و مشرکین کے علاقوں میں رہائش اختیار کرنے کا حکم

محض دنیوی اغراض و مقاصد کے لیے بلاد کفار میں جا کر رہائش اختیار کرنا جائز نہیں۔

(۱) فرمان نبوی ہے کہ ﴿اَنَا بَرِيٌّ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهَرِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ”میں ہر اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکوں کے درمیان مقیم ہے۔“<sup>(۳)</sup>

(۱) [فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (۹۰/۲۶)]

(۲) [بخاری (۳۰۵۳) کتاب الجہاد، مسلم (۱۶۳۷) کتاب الوصیة، ابو داود (۳۰۲۹)]

(۳) [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۶۰۴) ابو داود (۲۶۴۵)]

(2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَ سَكَنَ مَعَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ﴾ ”جو مشرک کے ساتھ مل جل گیا اور اس کے ساتھ (بلا کفر میں) رہائش اختیار کر لی، یقیناً وہ اسی جیسا ہے۔“ (۱)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) کفار کے علاقوں کی طرف وہی لوگ سفر کریں جو دین میں پختہ ہیں اور دین کی دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔ البتہ عوام الناس یا نو جوان طلباء جو دین کا فہم نہیں رکھتے اور نہ ہی انہوں نے باقاعدہ مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی ہے، میری ان سب کو یہی نصیحت ہے کہ وہ کفار کے ممالک کی طرف سفر کرنے سے بچیں (اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ایمان و عقیدہ سلامت رہے اور وہ درج بالا وعیدوں کی زد میں بھی نہ آئیں)۔ (۲)

(شیخ صالح الفوزان) کسی بھی مسلمان کے لیے کسی شرعی مصلحت (جیسے دعوت الی اللہ وغیرہ) کے بغیر مشرکوں کے درمیان اقامت اختیار کرنا جائز نہیں۔ (۳)

### مشرکوں کی مشابہت سے اجتناب اور ہر کام میں ان کی مخالفت

- (1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ ”جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔“ (۴)
- (2) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ ”مشرکوں کی مخالفت کرو۔“ (۵)



- (۱) [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۲۷۸۷) ارواء الغلیل (۳۲/۵)]
- (۲) [مجموع فتاویٰ ابن باز (۱۸۸/۴) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: مجموع فتاویٰ و رسائل ابن عثیمین (۳۲/۳)]
- (۳) [المنتقى من فتاوى الفوزان (۱۸/۶)]
- (۴) [حسن صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۴۰۳۱) کتاب اللباس: باب فی لبس الشهرة، مسند احمد (۵۰/۲) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ [اقتضاء الصراط المستقیم (۲۳۶/۱)]
- (۵) [بخاری (۵۵۵۳) مسلم (۲۶۰)]

## توحید و شرک سے متعلقہ ضعیف احادیث کا بیان

## باب الاحادیث الضعیفة عن التوحید والشرک

(1) ﴿مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ جنت کی چابیوں کا گچھا ہے۔“ (۱)

(2) ﴿أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَا رَبِّ عَلَّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَادْعُوكَ بِهِ قَالَ يَا مُوسَى قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، يَا رَبِّ إِنَّمَا أُرِيدُ شَيْئًا تَخْصُنِي بِهِ قَالَ يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَ عَايِمَهُنَّ غَيْرِي وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعَ فِي كَفِّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفِّهِ مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ”موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جس سے میں تجھے یاد کروں اور پکاروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! (یہ کلمہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں) میں کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں جس کے ساتھ تو مجھے خاص کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر میرے سوا ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان کی تمام آبادی ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہو تو کلمہ طیبہ والا پلڑا بھاری ہوگا۔“ (۲)

(3) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کے ہاتھ میں پیتل کا جھلہ (کڑا) تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کمزوری سے نجات پانے کے لیے پہنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ﴿انْزِعْهَا فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا فَإِنَّكَ لَوُمْتُ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَقْلَمْتَ أَبَدًا﴾ ”اے اتار دو اس لیے کہ یہ تمہیں کمزوری کے سوا اور کچھ نہ دے گا اور اگر اسے پہنے ہوئے تمہیں موت آگئی تو تم کبھی نجات نہ پاؤ گے۔“ (۳)

(۱) [ضعیف: الجامع الصغير (۵۲۶۴) ضعیف الترغیب (۹۲۶)] شیخ البانی ”فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں شہر بن حوشب راوی ضعیف ہے، مزید برآں یہ سند شہر اور معاذ کے درمیان منقطع بھی ہے۔ [السلسلة الضعیفة (۱۳۱۱)] شیخ شعب ارناؤوط نے بھی اس روایت کو اسی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [الموسوعة الحديثية (۲۲۱۰۲)]

(۲) [ضعیف: شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔] کلمة الاخلاص - لابن رجب - باحکام الالبانی (ص: ۵۸) اس کی سند میں دراج ابو السمع عن ابی البیثم راوی ضعیف ہے۔ [هدایة الرواة (۴۳۶/۲)، (۲۲۴۹)]

(۳) [ضعیف: السلسلة الضعیفة (۱۰۲۹) ضعیف ابن ماجہ (۷۷۲) مسند احمد (۴۴۵/۴)] شیخ شعب ارناؤوط بھی اس کی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔ [الموسوعة الحديثية (۲۰۰۰)]



(4) ﴿لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَحَذِّينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسَّرَجَ﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، ان پر مسجد بنانے والوں اور چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔“ (۱)

(5) ﴿إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِجَاهِي﴾ ”جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے مقام و مرتبہ کے وسیلہ سے سوال کرو۔“ (۲)

(6) ﴿لَمَّا افْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ! أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ لِمَا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ صَدَقْتَ يَا آدَمُ! إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اذْغُصْنِي فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ ﷺ مَا خَلَقْتُكَ﴾ ”جب آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارتکاب کیا تو کہا اے پروردگار! میں محمد ﷺ کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے جانا، میں نے تو اسے ابھی پیدا بھی نہیں کیا؟ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ مجھے معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس کا اضافہ کیا ہے وہ مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تو نے سچ کہا ہے۔ یقیناً مخلوق میں مجھے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے لہذا تو مجھے اس کا واسطہ دے کر پکار، بلاشبہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔“ (۳)

(7) ﴿قَالَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَاسْحَقَ وَيَعْقُوبَ﴾ ”داؤد علیہ السلام نے

(۱) [ضعیف: ضعیف ابو داؤد (۷۰۶) ضعیف ترمذی (۵۱) ضعیف نسائی (۱۱۸) أحکام الجنائز

(ص/۲۹۴۱) أبو داؤد (۳۲۳۶) أحمد (۲۰۳۰) نسائی (۲۰۴۳) ترمذی (۳۲۰)]

(۲) [موضوع: امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جھوٹ ہے۔ [مجموع الفتاویٰ (۳۱۹/۱)] شیخ البانیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ [التوسل (ص: ۱۱۷)]

(۳) [موضوع: امام ابن تیمیہؒ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ [الأحادیث والآثار الذی تکلم علیہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ (ص: ۱۹) شیخ البانیؒ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [السلسلة الضعيفة (۲۵)] مزید دیکھئے

: مستدرک حاکم (۴۲۲۸) کنز العمال (۴۵۵/۱۱) جامع الأحادیث القدسیة (۹۵۱)]

- فرمایا کہ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔“ (۱)
- (8) ﴿مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي﴾ ”جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔“ (۲)
- (9) ﴿إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَيْلًا وَأَجْرَاهَا فَعَرَقَتْ وَخَلَقَ نَفْسَهُ مِنْ ذَلِكَ الْعَرَقِ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا، اسے پسینہ آگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پسینے سے اپنا نفس پیدا کیا۔“ (۳)
- (10) ﴿الْقَلْبُ بَيْتُ الرَّبِّ﴾ ”دل پروردگار کا گھر ہے۔“ (۴)
- توحید و شرک سے متعلق مزید ضعیف و من گھڑت روایات کے لیے ہماری ”احادیث ضعیفہ سیریز“ کا حصہ دوم ملاحظہ فرمائیے۔

”الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات حمدا كثيرا طيبا مباركا على أن وفق هذا العاجز تصنيف ﴿كتاب التوحيد والشرك﴾ وأسأله المزيد من العلم والعمل والفضل والتوفيق وأن يجعل هذا الكتاب سبب نجاتي ووسيلة دخولي في جنات النعيم مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين“



- (۱) [ضعیف جدا: امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں علی بن زید راوی ضعیف ہے۔ [مجمع الزوائد (۳۷۰/۸)] شیخ البانیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ [السلسلة الضعيفة (۳۳۵)] مزید دیکھئے: جامع الأحادیث القدسیة (ص: ۵۵۰)]
- (۲) [ضعیف: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی تمام اسناد ضعیف ہیں۔ [تلخیص الحیبر (۲۵۵/۳)] امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔ [کما فی دفاع عن الحديث النبوی (ص: ۱۰۶)] امام سیوطیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امام ذہبیؒ نے اس روایت کی تمام اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ [الدرر المنتشرة فی الأحادیث المشتهرة (ص: ۱۹)] شیخ البانیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [ضعیف الجامع الصغير (۵۶۰/۷)]
- (۳) [منکو: امام سیوطیؒ نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔ [اللائی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة (۳۲/۱)]
- (۴) [موضوع: امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں۔ [أحادیث القصاص لابن تیمیة (ص: ۶۹)] امام زرکشیؒ، امام سخاویؒ اور امام شوکانیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ [المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع (ص: ۱۳۱)] المقاصد الحسنة (ص: ۴۹۲) الفوائد المجموعة (ص: ۱۰۲)] مزید دیکھئے: تنزیہ الشریعة المرفوعة (۱۵۵/۱) کشف الخفاء (۹۹/۲)]

# مطبوعات فقر الحریث پبلیکیشنز

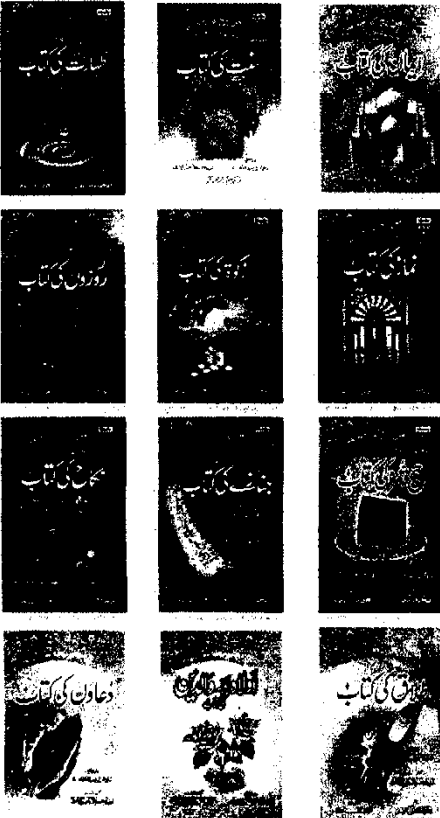
## مؤلفات و مرتبات: حافظ عمران ایوب لاہوری

خالص دینی علم و تحقیق اور دنیا بھر میں اس کی اشاعت اس ادارے کا بنیادی مقصد ہے۔ جس کی تکمیل کے لیے یہ اپنے قیام کے روزِ اول سے سرگرم ہے۔ اس کی شائع کردہ کتب لوگوں کو اصلاح عقیدہ و اصلاح عمل کے لیے معاون ثابت ہوتی ہیں جس سے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ بے شمار لوگ ان کتب کے مطالعہ سے مستفید ہو کر اپنی زندگیوں کو اسوۂ محمدی کے مطابق بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں اور ان کتب کو اپنی عملی زندگی میں دور کرتے ہیں۔ اس لہجے کو خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے اور اسے گھر گھر پہنچا کر ادارے کے مقصد و تیر اور فریضہ دعوت و تبلیغ میں شرکت کیجئے۔

## احکام و مسائل سیریز

اس سیریز میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق قرآن کریم، صحیح احادیث اور ائمہ سلف کے اقوال و فتاویٰ کی روشنی میں مسائل و احکام یکجا کیے گئے ہیں۔ اس سیٹ کی چند دیگر خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- ۴۴ اپنے اپنے موضوع پر جامع کتب۔
- ۴۴ ابتدا میں چند ضروری اصطلاحات و حدیث۔
- ۴۴ مسائل میں کتاب و سنت کے علاوہ ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت۔
- ۴۴ کہا رطا و فقہاء کے اقوال و فتاویٰ۔
- ۴۴ تمام مسائل با دلائل۔
- ۴۴ تمام حوالہ جات کی مکمل تحریر۔
- ۴۴ شیخ ابانیؒ اور دیگر متفقین کی تحقیقات سے استفادہ۔
- ۴۴ ان خصوصیات کی بنا پر یقیناً یہ کتب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہیں لہذا انہیں خود بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔



# معاشرے میں مشہور 1500 ضعیف و من گھڑت روایات کا مجموعہ

## سلسلہ احادیث ضعیفہ



اس سیریز میں ایسی ضعیف احادیث جمع کی گئی ہیں جو علم خطباء کے بیان کرنے کی وجہ سے معاشرے میں مشہور ہو چکی ہیں مگر ضعیف ہیں۔ ان احادیث کو نقل کرتے ہوئے بالخصوص شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر، ابن جوزی، امام شوکانی، امام سیوطی، امام نووی اور شیخ الالبانی رحمہم اللہ کی تحقیقات کو بھی نقل کیا گیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ احادیث کو ضعیف قرار دینا کوئی نیا کام ہے بلکہ درحقیقت یہ کام ائمہ سلف پہلے کر چکے ہیں، ہم تو محض انہی کی تحقیقات کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

## فقہ الاسلام

تالیف: (روز الفضل شہباز الدین) (مدرسہ عربیہ اسلامیہ)  
شاح مقدم و مصحح: حافظ عمران الیوب لاہوری

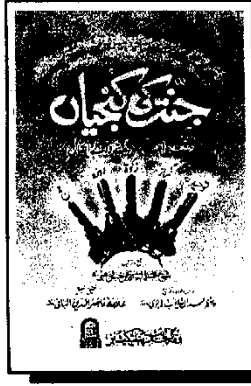
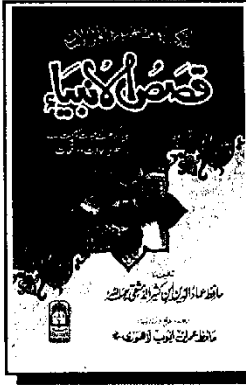
انامات تحینات:

ظفر کلینی:

حافظ صلاح الدین یوسف علیہ السلام  
حافظ شفاء اللہ خان مدنی علیہ السلام  
پروفیسر عبد الجبار شاکر علیہ السلام  
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ علیہ السلام  
علامہ محمد بن اسماعیل الشیخ کانفیہ  
محمد بن الغضائری علیہ السلام  
شیخ محمد بن اسماعیل بن حبان  
شیخ خیر الدین زکریا علیہ السلام



# چند دیگر اہم کتب



رقم الحدیث لایسٹیشنز  
پاکستان - لاہور

Phone: 0300-4206199

E-mail: editor@fiqhulhadith.com

Website: www.fiqhulhadith.com



🌟 عقیدہ تو حید معیارِ نجات اور شرک ذریعہ ہلاکت ہے۔ ان دونوں موضوعات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ہم مسلمان پر لازم ہے کہ ان کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرے تاکہ روزِ قیامت نجاتِ مخدحیاب ہو سکے۔

🌟 زیر نظر کتاب میں انہی دونوں اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس میں اثباتِ توحید کے ساتھ ساتھ ردِ شرک کے بھی مفصل دلائل مہیا کئے گئے ہیں۔ ابتدائے کتاب میں نہایت مفید مقدمہ درج ہے جس میں شرعی، عقلی اور سائنسی دلائل کی روشنی میں وجودِ باری تعالیٰ کا اثبات مختلف مذاہب میں تصورِ خدا، چند باطل عقائد و نظریات (جیسے وحدۃ الوجود اور نظریہ ارتقاء) بلکہ کا مفہوم، شروط اور ارتقاء نے، بنی نوع انسان میں شرک کا آغاز و ارتقاء اور اس کی تردید وغیرہ جیسے اہم مضامین قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہے۔ مزید برآں اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تمام دلائل مکمل حوالہ جات اور ترجیح و تحقیق کے ساتھ درج کئے گئے ہیں اور تمام احادیث پر سمجھت العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق نے تو اس کی اہمیت و چند کر دی ہے۔

اس کتاب کے فاضل مصنف **حافظ عمران الہیاب لاہوری** ایک جواں فکر محقق ہیں، جو نہ صرف اسلامی علوم و فنون سے شناسا ہیں بلکہ جدید علوم کے حصول میں بھی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ جہاں انہوں نے قدیم اسلامی علوم کے لیے ہدایتی دھندے سے استفادہ کیا وہاں جدید علوم کے سلسلے میں عصری جامعات کا بھی رخ کیا اور آج کل جامعہ عجائب میں بی۔ ایچ۔ ڈی کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔

امید ہے کہ موصوف کی یہ جدید تحقیقی کاوش امت اسلامیہ میں روح توحید پیدا کرنے اور انہیں شرک سے بچانے کا ایک مفید ذریعہ ثابت ہوگی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر صاحب  
ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز پنجاب یونیورسٹی لاہور

T 32



فکر الہیہ و تبلیغ کیشن  
تفہیم کتاب سنت تحقیقی و طباعتی ادارہ  
لاہور - پاکستان

Fiqh-ul-Hadith Publications  
Lahore - Pakistan

**Phone : 0300-4206199**

Email: [editor@fiqhulhadith.com](mailto:editor@fiqhulhadith.com)  
website: [www.fiqhulhadith.com](http://www.fiqhulhadith.com)